من گھڑت اسلامی پروپیگنڈے کی بنیاد پر قائم ہونیوالی ایرانی حکومت کا اصلی چہرہ

خمینی ازم اور اسلام

تحریف قرآن بغض صحابہؓ وخلفاء راشدین اور اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والے ایک گروہ کی نقاب کشائی

عالم اسلام کو ایک بہت بڑے خطرے سے
آگاہ کرنیوالی تہلکہ خیز کتاب



خانہ کعبہ کے سامنے ایک لاکھ ایرانیوں کا مظاہرہ

تالیف
ابوریحان فاروقی

ناشر:۔ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد پاکستان

ایرانیوں کا کلمۂ طیبہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ خمینی حجۃ اللہ

از ماہنامہ وحدت اسلامی تہران (جون سنہ ۱۹۸۴)

خمینی صاحب کی طرف سے حضرت عمرؓ فاروق پر کفر کا فتویٰ

کتاب کشف الاسرار ص ۱۱۹ (اصل فوٹو) تفصیل و ترجمہ ص ۱۴۴

٤. در آنموقع که پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله در حال احتضار و مرض موت
بود جمع کثیری در محضر مبارکش حاضر بودند پیغمبر فرمود بیائید برای شما
چیزی بنویسم که هرگز بضلالت نیفتید عمر بن الخطاب گفت (هجر رسول الله) و این
روایت را مورخین و اصحاب حدیث از قبیل بخاری و مسلم و ... اختلافی در نقل
نقل کردند و جمله کلام آنکه این کلام یاوه از این خطاب یاوه ... معاسی و
نتیجامت برای مسلم غیور کفایت میکند الحق خوب قدردانی ... از پیغمبر خدا
که برای ارشاد و هدایت آنها آنهمه خون دل خورد و زحمت کشید انسلاخ با شرف
دیدار غ ... ریبدااد روح مقدس این ... باچه حالی پس از شنیدن این کلام از ابن
خطاب از این دنیا رفت و این کلام یاوه که از اصل کفر و زندقه ظاهر شده مخالف است

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب مرض الموت لاحق ہوئی اس موقع پر بہت سے لوگ حاضر تھے آپؐ نے فرمایا کاغذ قلم لاؤ کہ تمہارے لئے ایسی چیز لکھ دوں جس کے باعث تم گمراہ نہ ہو سکو گے، عمرؓ بن خطاب نے کہا، آپ کو ہذیان ہو گیا۔۔ روایت مورخین اور امام بخاریؒ و مسلمؒ جیسے محدثینؒ سے منقول ہے ان کے الفاظ میں اختلاف ہے لیکن اس کلام کا مفہوم ایک ہے یہ بیہودہ کلام عمر بن خطاب سے صادر ہوئی۔۔۔ ۔۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت تکلیف میں تھے۔

اس کلام کے سنتے ہی آپ دنیا سے رخصت ہو گئے اور عمرؓ کی بیہودہ کلام سے اس کا کفر اور زندقہ ظاہر ہو گیا۔

واضح رہے یہ روایت کسی ثقہ محدث سے ثابت نہیں ایک غیر مستند روایت کی بنیاد پر فاروقِ اعظمؓ پر کفر کا فتویٰ خمینی صاحب کی کتنی بڑی جہالت ہے

فہرست

خمینی صاحب کی طرف سے
آنحضرت ﷺ کی (معاذاللہ) ناکامی کا اعلان

"اب تک کے سارے رسول، جن میں حضرت محمد ﷺ بھی شامل ہیں-دنیا میں عدل کے اصولوں کی تعلیم کے لئے آئے، لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے، حتی کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے آئے تھے اپنی زندگی میں نہ کر سکے-وہ واحد ہستی جو یہ کارنامے انجام دے سکتی ہے اور دنیا سے بددیانتی کا خاتمہ کر سکتی ہے-امام مہدی کی ہستی ہے اور مہدی موعود ضرور ظاہر ہوں گے -"

(تعمیر حیات لکھنو- ۱۰ اگست ۱۹۸۰)

صحابہ کرامؓ سے ایرانیوں کی قربانیاں زیادہ ہیں

"خمینی صاحب" نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ ایران عراق جنگ میں ایرانیوں کی جرات تاریخ ساز ہے۔ ایرانی افواج کا مقابلہ دنیا کی کوئی فوج نہیں کر سکتی۔ روح اللہ خمینی نے واضح کیا کہ شوق شہادت میں ایرانیوں نے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں۔ اس کی کوئی مثال نہیں، عراق کے ساتھ لڑائی میں ایرانی افواج نے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے لئے صحابہ نے بھی ایسی قربانیاں پیش نہیں کیں، کیونکہ کفار کے ساتھ لڑائی میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کو بلاتے تو حیلے بہانے کرتے تھے جبکہ میری افواج اشارہ ابرو پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتی ہیں۔"

(خطبہ جمعہ قم ایران بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۲ نومبر ۱۹۸۲ء)

خطاب بہ نوجوانان

جناب خمینی کی ایک تقریر پر مشتمل یہ رسالہ فرانس کی خود ساختہ جلاوطنی کے دوران فرانسی ہی سے فارسی زبان میں طبع ہوا، اس تاریخی خطاب میں خمینی صاحب کا ایک یادگار جملہ ملاحظہ ہو۔

مکہ اور مدینہ پر قبضہ

"دنیا کی اسلامی اور غیر اسلامی طاقتوں میں ہماری قوت اس وقت تک تسلیم نہیں ہو سکتی جب تک مکہ اور مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہو جاتا۔ چونکہ یہ علاقہ مہبط الوحی اور مرکز اسلام ہے۔ اس لئے اس پر ہمارا غلبہ و تسلط ضروری ہے۔۔۔ میں جب فاتح بن کر مکہ اور مدینہ میں داخل ہوں گا تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہو گا کہ حضور ﷺ کے روضہ پر پڑے ہوئے دو بتوں (ابو بکرؓ و عمرؓ) (معاذ اللہ) کو نکال باہر کر دوں گا۔

عالم اسلام کا ہر فرد اس وقت ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے جب ہر سال حج کے موقع پر اسے اخبارات کی شہ سرخیوں میں یہ بات نظر آتی ہے کہ!

(۱) دس ہزار ایرانیوں کا خانہ کعبہ کے سامنے مظاہرہ۔

(۲) کئی ہزار ایرانی خواتین اور مردوں نے مسجد نبوی کے سامنے امریکہ مردہ باد کے نعرے لگائے۔

(۳) تین سو ایرانیوں کو حج کے موقع پر نعرہ بازی کے جرم میں سعودی عرب سے نکال دیا گیا۔

(۴) ایک لاکھ ایرانیوں نے خانہ کعبہ کے سامنے مظاہرہ کیا۔

(۳۔ ستمبر ۱۹۸۴ء جنگ)

پاکستانی حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے

"ایرانی انقلاب کے قائد آیت اللہ روح اللہ خمینی نے پاکستانی عوام پر زور دیا کہ پاکستان کی موجودہ حکومت چونکہ امریکہ مفادات کی علمبردار ہے۔ اس لئے عوام کو چاہیئے کہ وہ جنرل ضیاء الحق کی حکومت کا تختہ الٹ دیں"۔

(از:۔ تہران ٹائمز حوالہ روزنامہ جنگ کراچی)

عرض مولف

اس عہد پر آشوب میں چاروں طرف فتنوں کا طوفان برپا ہے۔ غلط پروپیگنڈا اور ذرائع ابلاغ کی دھما چوکڑی کا ایسا نمونہ ہے کہ کفر و طغیان بھی حق و صداقت کے لباس میں افق عالم پر جلوہ گر ہو رہا ہے۔ جس جماعت کے عقائد و افکار سے اسلام کی جڑیں کھوکھلی ہو رہی ہیں۔ اس کی طرف سے اسلامیت کے ایسے ایسے دعوؤں کا شور برپا ہے کہ اسلام کی پوری چودہ سو سالہ تاریخ میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا۔ منافقت و چالبازی، دجل و فریب کمینگی و دوں ہمتی، تصنع و بناوٹ اور غیر حقیقت پسندانہ سوچ و فکر کے ایسے ایسے گل کھلائے گئے ہیں کہ حقائق کی چیخ و پکار اور اصلیت کی صدائیں کذب بیانی کے شور تلے دب گئی ہیں۔ شیعہ مذہب کی تاریخ سے عام طالب علم تو واقف ہے مگر سبائیت و رافضیت کے نئے روپ سے بڑے بڑے زیرکوں کو شناسائی نہیں۔

۱۱- فروری ۱۹۷۹ء کو جناب خمینی صاحب نے ایران میں ایک امریکی مہرے رضا شاہ پہلوی کا تختہ الٹ دیا۔۔۔ امریکی استعمار۔ کے انھوں نے چراغ جلانے ہی تھے لیکن مذہب کے نام پر برسر اقتدار آنے کے باعث عالم اسلام کے کئی حلقوں کی جانب سے خمینی صاحب کے انقلاب کو اسلام کا آئینہ دار قرار دیا گیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد جب خمینی صاحب کے عقائد کا باب کھلا اور ایرانی اہل سنت پر مظالم کی داستانیں سامنے آئیں تو پوری دنیا کا مسلمان انگشت بدنداں رہ گیا ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کی جگہ نئی مذہبی ڈکٹیٹر شپ نے لے لی۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ جیسی اسلام کی اولوالعزم اور سربر آوردہ شخصیات کے خلاف

ایسے کفریہ کلمات ایران کی گلیوں کوچوں میں عام کئے گئے۔ کہ مسلمان دم بخود ہو گئے۔ جدید سبائیت کا کفر اور نئے ذہن کے رافضیوں کی تعصب پرستی عام ہونے لگی۔ اب جبکہ خمینی صاحب پوری طرح اپنی کتابوں اور پیغامات کے ذریعے اپنی اصلی صورت میں سامنے آگئے ہیں تو ہم نے بھی مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کو عالم اسلام کے اس عظیم فتنہ کے تعارف کے طور پر ایک دستاویز خود انہی کی کتابوں سے اخذ کر کے ناظرین کے سامنے رکھدی ہے۔

کتاب مذکورہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ خمینی صاحب کی تمام معتمد کتب اور آئمہ کے پیش کردہ عقائد پر مشتمل ہے۔ اس کے ۹ باب ہیں جبکہ دوسرا حصہ مشہور اسلامی مفکر حضرت مولانا منظور محمد نعمانی کے رسالہ الفرقان کے ایک وقیع مضمون پر مشتمل ہے۔ بلاشبہ اس کتاب کے مطالعہ سے جدید سبائیت یعنی خمینی ازم کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

تقدیم مقدمہ طبع اول

ایران کے حالیہ انقلاب کے لیڈر جناب خمینی صاحب مذہباً اثنا عشری رافضی ہیں۔ ان کے عقائد کا سرسری جائزہ زیرِ نظر کتاب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ جن لوگوں نے شیعہ کے عقائد کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں اثنا عشری شیعہ تحریف قرآن اور نبوت کے مقابلہ میں عقیدہ امامت کو اپنے عقیدہ کی اساس قرار دیتے ہیں۔

عقائد شیعہ کے مطابق جناب خمینی اس دور میں آیت اللہ العظمی اور نائب امام مہدی ہیں۔ شیعہ کے مطابق امام مہدی ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۴/۵ سال کی عمر میں غائب ہو گئے تھے اور پھر قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے۔ اندریں صورت پاکستان میں ہر مسلمان بھی جناب خمینی کا آیت اللہ یا امام کے لفظ سے ذکر کرتا ہے۔ وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر رافضیت کا پرچار کر رہا ہے۔

شیعہ مذہب کی بنیاد کتب اربعہ اصول کافی، تہذیب، استبصار اور من لا یحضرہ الفقیہ پر ہے۔

خمینی صاحب کی تمام کتابوں کی بنیاد بھی یہی کتابیں ہیں۔ ان کے نزدیک اصول دین پانچ ہیں۔ (۱) توحید۔ (۲) عدل۔ (۳) نبوت۔ (۴) امامت اور (۵) قیامت۔ یہیں سے اہل سنت کے ساتھ شیعہ کا اصولی اور بنیادی اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔

امام الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں حضرت قاضی ثناء اللہؒ نے سیف المسلول میں اور مولانا عبدالشکورؒ لکھنوی نے اپنی جملہ کتب میں ایسی شرح و بسط کے ساتھ شیعہ کے عقیدہ امامت اور امام معصوم، مختار کل، مامور من اللہ ہونے اور اسی طرح کے جملہ بے بنیاد عقائد کی دھجیاں بکھیری ہیں اور صرف اسی عقیدہ امامت کی بنیاد پر قرآن و حدیث کی روشنی میں شیعہ کا قطعی کفر ثابت کیا ہے۔

شیعہ کے اسی عقیدہ امامت کے بارے میں جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی رائے گرامی ملاحظہ ہو۔

"امام معصوم کا عقیدہ جس نے شیعوں میں رواج پایا اور جس پر درحقیقت مسلک تشیع کی بنیاد قائم ہے۔ اپنی اصل کے اعتبار سے نہ صرف یہ کہ بے اصل ہے بلکہ شیطان کا ایک بڑا دھوکہ ہے۔ جس سے اس نے مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کے لئے خصوصاً اور اس کے مطالبات اور اس کی مہمات کو عملاً معطل کر دیا ہے۔ اس نے امامت کے لئے معصومیت کی ایسی شرط لگائی ہے کہ جس کا محقق ہونا اور دائماً اور مستقلاً محقق ہونا غیر ممکن تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرون حاضر میں بھی شیعوں کے عقیدہ کے مطابق آئمہ معصومین ظاہر ہوتے رہے۔ ہر امام کی وفات کے بعد کئی کئی فرقے بنتے رہے اور بعد میں جب آخری امام معصوم غائب ہوئے تو کئی صدیوں سے اس دین کے تمام تر مہمات بلکہ وہ سارے کام جو دین کی اصلی روح ہیں۔ آج تک معطل چلے آرہے ہیں کیونکہ یہ سب کام امام معصوم پر منحصر ہیں اور امام معصوم غائب ہیں اگر اس پر شیعہ متنبہ نہیں ہوتے شیطانی دھوکہ میں مبتلا رہنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ ہم صبر کریں۔۔۔۔"

(ترجمان القرآن مارچ تا جون ۱۹۴۵ء)

مولانا مودودی صاحب کی اس رائے کے مطابق جبکہ شیعہ حضرات ایک بڑے شیطانی دھوکے میں مبتلا ہیں۔ آج کس طرح ان کی جماعت کے موجودہ سربراہ اسی عقیدہ کے علمبردار جناب خمینی کو اسلامی انقلاب کا علمبردار قرار دے رہے ہیں۔

کم علمی، کم مائیگی اور جہالت نے کیا کیا گل کھلائے ہیں کہ بڑے بڑے اسلام کے بہی

خواہ خمینی صاحب کے پر فریب نعروں اور دجل و تلبیس سے آلودہ لٹریچر کی سطحی غوغا آرائی سے ایسے متاثر ہوئے کہ اصحاب ثلاثہ کے اس دشمن اعظم کی اپنی تصنیف کردہ کتابوں کو چھوڑ کر پاکستان کے ایرانی سفارت خانے میں نہایت عیاری اور مکاری سے تیار ہونے والے لٹریچر کو خمینی کی اصل آواز قرار دے کر اسے اسلام کا ٹھیکیدار قرار دینے لگے۔

آپ حیران ہوں گے کہ دنیا بھر کے ایرانی سفار خانوں کے ذریعے اتحاد اسلامی کے پر فریب نعروں پر مشتمل جو لٹریچر پھیلایا جا رہا ہے جناب خمینی کی تصانیف کے ساتھ اس کا دور کا بھی تعلق نہیں۔

ایرانیوں کے پروپیگنڈے کا رخ امت مسلمہ کی طرف ہے۔ اس میں سر فہرست اسلامی اتحاد کی دعوت اور لاشیعہ ولا سنیہ اسلامیہ کا دلکش اور پر فریب نعرہ ہے۔

اتحاد اسلامی کے اس نعرے میں فریب اور جھوٹ کو بڑا دخل ہے۔ اس کے دجل کے شواہد کی فہرست بہت طویل ہے۔ زیر نظر مجموعہ اسی کی نشاندہی کے لئے منظر عام پر آیا ہے۔

عالم اسلام میں کوئی گروہ جناب خمینی کے اقتدار کو اسلامی انقلاب قرار نہیں دیتا۔ تاہم پاکستان میں خمینی صاحب کی حمایت پر تین طبقے برسر عمل ہیں۔ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ لوگ خمینی صاحب کے عقائد و نظریات سے بھی متفق ہیں یا سرے سے انہیں اس کے عقائد سے بحث ہی نہیں فقط منہ کا ذائقہ تبدیل کرنے یا پھر سال بھر میں ایک آدھ مرتبہ ایران کی کسی تقریب میں شرکت کی دعوت ان کا مطمع نظر ہے۔

مجھے دنیا کے ہر ملک بشمول پاکستان میں پھیلے ہوئے ہزاروں کیمونسٹوں اور سوشلسٹوں پر کوئی گلہ نہیں جو خمینی صاحب کی امریکہ دشمنی کی بناء پر اس کے مداح ہیں۔ تاہم افسوس اس اسلام پسند طبقہ پر ہے۔ جو خلافت صدیقیؓ اور عدل فاروقیؓ کو اسلامی مملکت کی بنیاد تو قرار دیتے ہیں اور خلافت راشدہ کے دور کو پوری اسلامی تاریخ کا نہایت سنہرا دور

گردانتے ہیں۔ مگر ایران کے ایک ایسے شخص کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ جس کے قلم سے شیخین کو غدار اور ملعون تک الفاظ نکلے ہیں۔ جو خلافت راشدہ سے اس قدر بغض اور عناد رکھتا ہے۔ "الحکومت الاسلامیہ" نامی اپنی کتاب میں نہایت مکاری کے ساتھ اس سنہرے دور سے صرف نظر کر جاتا ہے۔ جس عیار نے غیر مسلم اقوام سے کہیں آگے اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا کہ شاید دنیا کے بڑے بڑے غیر مسلم سکالروں، دانشوروں اور مستشرقین کی بے شمار انگریزی اور فرانسیسی کتابوں میں انسانیت کے حقوق کے حوالے سے اسلام میں جس شخصیت کے ترانے گائے گئے ہیں وہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

مگر آپ تعصب کی آگ میں جلنے والے ایرانی خمینی صاحب کی کتاب "اسلامی حکومت اور ولایت فقیہ" کی عبارت کا ایک پیراگراف ملاحظہ فرمائیں۔

فقد ثبت بضرورة الشرع والعقل ان ماکان ضروریا ایام الرسل وفی عهد امیر المومنین علی بن ابی طالب من وجود الحکومت لایزال ضروریا الی یومناهذا

شریعت اور عقل کی رو سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے زمانے میں حکومت کا وجود جس طرح ضروری تھا اسی طرح ہمارے زمانے میں ضروری ہے۔

(الحکومت الاسلامیہ ص۷۶)

اس جگہ اور اس کے علاوہ بھی کئی دوسرے مقامات پر خمینی صاحب نے اسلامی حکومت کے سلسلے میں عہد نبوی کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ ہی کے عہد خلافت کا ذکر کیا ہے۔ دور شیخانؓ اور حضرت عثمانؓ کے ذکر سے ہر جگہ دانستہ پرہیز کیا ہے۔ یہ رویہ اس نے اس لئے اختیار کیا کہ اگر وہ خلفاء ثلاثہؓ کی حکومت کو بھی اسلامی حکومت قرار دے کر یہاں

ذکر کرتے جیسا کہ تاریخی تسلسل کا تقاضا تھا تو شیعہ جوان کی اصل طاقت ہیں ان کو ولایت فقیہہ کے منصب کے لئے نااہل قرار دے کر ان کے خلاف بغاوت کر دیتے اور اگر خمینیؔ صاحب اپنے عقیدہ اور مسلک کے مطابق ان کے بارے میں یہاں بھی کشف الاسرار کی طرح رائے زنی کرتے تو جو غیر شیعہ طبقہ اسلامی انقلاب کے نعرہ کی کشش یا اپنی سادہ لوحی سے ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ ان کی ہمدردی اور ان کا تعاون ان کو حاصل نہ ہو سکتا۔

بلاشبہ زیر نظر کتاب میں شیخینؓ کے بارے میں خمینی کی کتاب "کشف الاسرار" کی پوری عبارتیں اپنے مقام پر موجود ہیں۔ تاہم اسلامی حکومت کی اس مذکورہ کتاب سے بھی ان کا باطن شیخینؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوری طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔

اگر خمینی صاحب کی تعریف کوئی طبقہ صرف اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ امریکہ کا مخالف ہے تو امریکہ کے بڑے مخالف روس کی اس سے بھی زیادہ تعریف بلکہ صحیح معنوں میں روسی ایجنٹ بن کر ان کو اس کا حق نمک خواری ادا کرنا چاہیے اور اگر اسی طبقہ کے خیال میں ایران میں پردہ کا شرعی نفاذ اس کی تعریف کا سبب ہے تو اسے شیعہ کے بوہری فرقہ کا سب سے زیادہ مداح ہونا چاہیے کیونکہ پردہ کی پابندی میں یہ گروہ مشہور ہے۔

حیرت ہے کہ ایک شخص کے عقائد و نظریات صریح اہل اسام کے مخالف ہیں۔ جس کے قلم سے خلفاء راشدینؓ کے خلاف بغض و عناد اس طرح آشکار ہے۔ جس طرح سورج روشن ہے۔ اس کا کلمہ، قرآن، نماز، زکوۃ، اذان، عشر الغرض کوئی اصول اہل اسلام کے مطابق نہیں ہے۔

صرف تقیہ کے گورکھ دھندے کی آڑ میں ان کی اپنی کتابوں سے تجاہل عارفانہ کے تحت صرف نظر کر کے قرآن کی صحت کے اقوال، اسلام کے آفاقی نظام کی دعوت کے نعرے اور چھوٹے چھوٹے ہمفلٹوں اور رسائل کے ذریعے بعض سادہ لوح مسلمانوں کے قلوب واذہان کو غلط فہمیوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔

زیر نظر معلوماتی گلدستہ اسی سادہ لوحی کے خلاف ایک جہاد کا آغاز ہے۔ تاکہ امت مسلمہ کو ایک بہت قلیل اور بیمار ذہن رکھنے والی آبادی کے کفر و شرک اور صحابہؓ دشمنی کی یلغار سے بچایا جا سکے۔ جو عہد حاضر میں ایرانی سورماؤں کے بے بنیاد ہتھکنڈوں کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔

ٹکے ٹکے کے عوض جو علماء سو ہر دور میں اپنے ضمیروں کا سودا کرتے رہے۔ سرمایے کی جھنکار نے جن کے قلوب کو پژمردہ کر دیا۔ وہ ایرانی سفارتخانہ کے ذریعے اپنا قد کاٹھ بڑھانے کے لئے دشمن اصحاب رسول کی تعریف کر کے روسیاہی کا طوق اپنے گلے میں ڈالتے ہیں۔

کئی ایرانی مبلغ، آیت اللہ، آغا مولوی، روح اللہ، المنظری، حجتہ اللہ وغیرہ کے القاب سے مزین ہو کر زرق و برق جبے زیب تن کر کے عالم اسلام کے کئی ملکوں میں [illegible] اسلامی کے راگ الاپتے نظر آتے ہیں۔ ان کے ساتھ چند ضمیر فروش ملاؤں اور بالخصوص پاکستان کے مفاد پرست مشائخ کا جب رابطہ قائم ہوتا ہے تو ایرانی مبلغ بزعم خویش بہت [illegible] فتح حاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کالی بھیڑوں اور شکم کے بندوں کے پیچھے ایک فیصد مسلمان بھی نہیں ہوتے۔

۱۹۷۹ء فروری کے ایرانی انقلاب کے بعد خمینی صاحب نے اعلان کیا کہ پاکستانیوں کو چاہیے کہ فوری طور پر اپنی حکومت کا تختہ الٹ دیں۔ کچھ عرصہ کے بعد خمینی صاحب کے تربیت یافتہ ایرانیوں نے ایک جتھہ کی صورت میں حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں پوری دنیا کے مسلمانوں کے سامنے ہلڑ بازی کر کے عالم اسلام کے سب سے بڑے مرکز کی بے حرمتی کی۔ حرم شریف مکہ اور حرم نبوی میں اللہ اکبر اور خمینی رہبر کے نعرے لگائے گئے۔ خمینی کے فوٹو مسجد نبوی کے ستونوں پر نصب کئے گئے۔

ایام حج میں جس ہستی پر ساری توجہ مرتکز ہونی چاہیے اور جس کے لئے لبیک اللھم لبیک کہا جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل اگر اپنے اپنے لیڈروں کی تصویریں حرم شریف

کے گرد پھیلادی جائیں اور ان کے ساتھ ان کے اپنے نعرے گونجیں تو کیا حج کی ساری فضا تباہ نہیں ہوگی۔ سعودی فرمانروا شاہ خالد (مرحوم) نے جب اس ہنگامہ آرائی پر سخت اعتراض کیا تو اسلام کے اس نام نہاد ٹھیکیدار نے سعودی حکومت کو امریکہ کا ایجنٹ قرار دیا۔ اس موقع پر خمینی صاحب کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے تھا کہ عالم اسلام کے اس مرکز میں انتشار پیدا کر کے شعوری طور پر وہ امریکہ اور روس دونوں کے ایجنٹ ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں اور خود جس کا خلافت راشدہ پر ایمان نہ ہو اسے کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ دوسرے ملکوں سے امریکہ یا دوسرے کسی ملک کی دشمنی سرٹیفکیٹ مانگتا پھرے۔

میں نے اپنی کتاب "**فیصل ایک روشن ستارہ**" کے طویل مقدمہ میں بھی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ بعض لوگوں کی یہ ذہنیت کہ امریکہ دشمنی ہی اسلام ہے۔ سراسر ناانصافی پر مبنی ہے۔ عقل وفہم سے عاری ان لوگوں کو یہاں تک شعور نہیں کہ اس جملہ کے مطابق روس اسلامیت کا سب سے بڑا علمبردار ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے دو سامراج ملکوں "امریکہ اور روس" میں کسی ایک کی مخالفت اور دوسرے کی حمایت احساس کمتری اور اسلامی تاریخ سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

اسلامی تاریخ پر غائرانہ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دور میں روما اور ایران کی دو طاقتیں دنیا میں جلوہ گر تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اتحاد نہیں کیا اور نہ ہی کسی ایک کے ظلم کو دوسرے کے ظلم سے کمتر سمجھا۔ آنحضرت ﷺ نے بیک وقت دونوں کا مقابلہ کیا۔

عہد حاضر میں روس اور امریکہ کی دونوں طاقتیں اسلام دشمنی میں ایک دوسرے سے آگے ہیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے مفادات کے مطابق پوری دنیا کے مسلمانوں کو کھلونا بنا رکھا ہے۔ بعض سادہ لوح مسلمان خواہ مخواہ شعوری یا غیر شعوری طور پر کسی نہ کسی کے آلہ کار کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو لوگ پاکستان میں افغانستان کے مجاہدین کی لڑائی میں مظلوم مسلمانوں کو مجرم قرار دے رہے ہیں وہ بھی

شعوری طور پر روس اور ببرک کارمل کے ایجنٹ اور پیروکار ہیں۔ اگر نظر غائر سے ان لوگوں کا مشاہدہ کریں تو انہیں میں کئی افراد جناب خمینی کی حمایت میں آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ پاکستان میں ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔

شیعہ کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ یہودیت کے عرب سے اخراج کے بعد انہی کی جگہ پر عرب میں نمایاں ہوا چنانچہ عبداللہ بن سبا یمن کا رہنے والا نسلاً "یہودی تھا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں یہ بظاہر مسلمان ہوا۔ اسی نے شیعہ مذہب کی بنیاد رکھی۔ سب سے پہلے اسی نے عقیدہ امامت کا مسئلہ گھڑا اور صحابہؓ کے متعلق ایسا ایسا زہر اگلا کہ بڑی بڑی جلیل القدر اسلامی شخصیات کو ایک دوسرے کے مقابلے میں لا کر کھڑا کر دیا۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کی شہادتیں ایک ہی سلسلے کی کڑی تھیں۔ ان کے پیچھے یہود و مجوس کا گٹھ جوڑ اور شیعہ عبداللہ بن سبا کی سازشیں کارفرما تھیں۔

مذہب شیعہ کی بنیاد ہی اسلام کو بنیاد سے اکھاڑنے کے لئے ہی رکھی گئی ہے۔ بنو عباس اور بنوامیہ کی لڑائیوں میں شیعہ کا شاطرانہ کردار نہایت گھناؤنا رہا۔

سانحہ بغداد کا ذمہ دار ابن علقمی، سلطان صلاح الدینؒ کی فوج کا جاسوس ابن جرف، نور الدین زنگی کا قاتل، تاتاری فتنہ، قرامطی اور باطنی فتنے، فلاسفہ اور مناطقہ کے اسلام پر حملے۔ عہد حاضر میں سلطان ٹیپو کے ساتھ غداری کرنے والا میر صادق، نواب سراج الدولہ کا غدار میر جعفر، سب کے سب شیعہ تھے۔

اسلامی تاریخ کے بڑے سے بڑے جس سانحے کو آپ کرید کر دیکھیں اس کی تہہ میں آپ کو شیعیت و رافضیت کی مکارانہ ذہنیت نظر آئے گی۔ فاطمیوں نے مغرب اقصیٰ اور مصر میں اہل سنت پر کس قدر مظالم ڈھائے۔ عباسیہ، عثمانیہ اور مغلیہ دور میں انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ نوابان اودھ نے کونسی کسر باقی چھوڑ دی۔ پھر حسین طباطبائی نے ترکستان اور ایران کا راستہ تاتاریوں کو دکھایا خوارزم شاہی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ابن علقمی نے بغداد میں وہ قتل عام کرایا کہ دجلہ کئی روز تک پہلے تو لاشوں اور خون کا دریا بنا رہا

اور آخر علمی ذخیرے جب دریا برد کئے گئے تو کتابوں کی سیاہی سے سمندر تک دریا بھی سیاہی کا دریا بن گیا۔ شیعہ کی فاطمی حکومت نے مصر میں ہر اس مسلمان کی گردن اتار دی۔ جس نے حضرت علیؓ کی پہلی خلافت وامامت کے عقیدے کے خلاف زبان کھولی۔

آصف خان نے دہلی کے نادر شاہ کو بلا کر قتل عام کرایا۔ ملتان میں ابوالفتح داؤد نے مسلمانوں کے خون سے کتنی بار ہولی کھیلی۔

رضیہ کے زمانے میں دہلی کی جامع مسجد میں ان لوگوں نے مسلمانوں کو عین جمعہ کی نماز میں مشغول پاکر تمام نمازیوں کو تلوار کی دھار پر رکھ دیا۔ مجھے ازحد افسوس ہے کہ برصغیر پاک میں علماء اہل سنت کی شیعہ کے خلاف جس قدر تنظیمیں قائم ہیں ان کے مبلغین شیعہ کے عقیدہ ماتم، تعزیہ داری، مرثیہ خوانی، متعہ اور تقیہ ہی کو آئیڈیل بنا کر اس کو اپنی تحقیق وریسرچ کا محور بناتے ہیں۔ حالانکہ شیعہ کے ماتمی جلوس ایک بہت بڑی سیاسی طاقت کا مظاہرہ ہوتے ہیں۔ پوری دنیا میں اسلام کی اصل روح کو مسخ کرنے کے لئے اسلام ہی کے نام پر قائم ہونے والی اس گروہ کی سازشوں اور مکاریوں سے اسلام کا سینہ چھلنی ہے۔ اس کی سازشوں سے قرون اولیٰ اور وسطیٰ کی پوری تاریخ زخمی ہے۔

پوری دنیا کے اسلامی ملکوں کو چاہیے کہ ایران جیسے ملک کو جس کی موجودہ حکومت اسلام اور اس کی تعلیمات سے یکسر دور ہے سوائے پروپیگنڈہ اور بے بنیاد لٹریچر کے اس کے اساسی عقائد میں قرآن اور خلافت راشدہ کا صریح انکار ہے۔ نبوت کے مقابلے میں متعہ اور امامت کے عقیدہ کی بنیاد کے باعث یہ گروہ ضروریات دین سے یکسر علیحدہ ہو چکا ہے۔ اس لئے پوری اسلامی دنیا کو چاہیے ایسے ملک کو اسلامی مملکت کے دائرے سے نکال دیا جائے۔ اگر آج کوئی عیسائی، یہودی اور دھریہ ملت اسلامیہ کو دھوکہ دینے کے لئے اپنی مملکت کو اسلامیت کا نام دے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہ ہوگا کہ بلاتوقف اسے اسلامی وحدت میں شمار کیا جائے۔

ناظرین کرام خمینی کے شیعہ مذہب کا مطالعہ کر کے خود محسوس کریں گے کہ اسلام اور خمینی ازم میں کس قدر واضح فرق ہے۔

باب 1

حصہ اول

یہود کی تاریخ

حضرت یعقوب علیہ السلام کو قرآن عظیم کی اصطلاح میں اسرائیل کہا گیا ہے۔ آپ کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام کے پیروکار اپنے آپ کو بنی اسرائیل یا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے یہودا کی اولاد کی طرف نسبت کرکے قوم یہود کہلاتی ہے۔ اس قوم کی پیہم نافرمانیوں اور بے پناہ ستم کاریوں سے ہر دور کے انبیاء۔ ان کی تیشہ زنی کا شکار رہے۔

یہود کی فطرت و سرشت معصیت و کفران اور شرارت و خباثت کے اسی خمیر سے گوندھی گئی جو روز ازل سے ان کی طبائع میں ودیعت کی گئی تھی۔ قرآن عظیم کا بیان ہے

یقتلون النبیین بغیر حق (القرآن پ ۱)

تاریخ طبری کے مطابق ۴۰ ہزار انبیاء قتل کیئے گئے۔ ان تمام کو یہود ہی کی جفا کاریوں کا نشانہ بننا پڑا۔ ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کا برا ہو، انبیاء کے انداز و ترہیب پر یہود کہتے۔

وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودہ

یہود کا یہ زعم باطل قرآن عظیم میں دوسری جگہ بیان کیا ہے۔

نحن ابناء اللہ واحباءہ

ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں۔ (القرآن)

خود موسیٰ علیہ السلام کو اس قوم نے دھوکہ دیا۔

فاذهب انت وربک فقاتلا انا ههنا قاعدون

ہزاروں نہیں تو سینکڑوں قرآنی آیات اس بات پر شاہد ہیں کہ دنیا کی پوری تاریخ میں یہود سے زیادہ فتنہ ساماں، دھوکہ باز، شریر اور فسادی قوم پیدا نہیں ہوئی۔

قرآن کریم کی چند شہادتیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ فبما نقضهم میثاقهم لعناهم ٥ الخ

پس صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کردیا۔

۲۔ یحرفون الکلم من بعد مواضعه

وہ کلام اللہ کو اس کی حقیقی مفہوم اور اصل جگہ سے بدل دیتے ہیں۔

۳۔ وقد کان فریق منهم یسمعون کلام الله ثم یحرفونه الخ (البقرۃ - رکوع ۹)

ان (یہودیوں) سے کچھ لوگ ایسے تھے جو کلام اللہ کو سنتے تھے اس کو بدل دیتے تھے۔

۴۔ من الذین هادوا یحرفون الکلم عن مواضعه (سورۃ نساء - ع ۷)

یہودیوں میں بعض لوگ کلام اللہ کو اس کے مواقع سے بدل دیتے تھے۔

حاصل یہ نکلا کہ کلام اللہ میں تحریف و تبدیلی یہود کی عادت اور شرارت تھی۔ جس کی نسبت قرآن کو متعدد مقامات پر نہایت صراحت کے ساتھ اس تحریف کا ذکر کرنا پڑا۔

یہود نے کذب و افترا اور بہتان باندھنے تک سے گریز نہ کیا۔ فتنہ پردازی اور شرانگیزی میں اس قوم کا کوئی ثانی نہیں۔ آنحضرت ﷺ کے عہد سے قبل کی تاریخ یہود کے بعد آپ کے مبارک عہد کی کیفیت ملاحظہ ہو۔

قرآن عظیم کا بیان ہے:۔

(۱) لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیهود والذین اشرکو

(سورۃ مائدہ پارہ رکوع ۸) لوگوں میں سے مسلمانوں کے ساتھ زیادہ دشمنی کرنے والا یہودیوں

اور مشرکوں کو پائے گا۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت مدینہ کی تجارت یہودیوں کے ہاتھ میں تھی۔ زیادہ تر آبادی اوس و خزرج کے دو قبائل پر مشتمل تھی۔ ان کی آخری خون ریز جنگ نے انصار کا زور توڑ دیا تھا۔ نتیجتاً یہود کا زور پہلے کی نسبت زیادہ ہو گیا۔ مدینہ کے اطراف میں بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ تین بڑے بڑے یہودی قبائل آباد تھے۔ ان کے بڑے مضبوط اور مستحکم قلعے تھے۔ یہ لوگ مدینہ کے کاروبار پر چھائے ہوئے تھے۔

(تاریخ ابن ہشام ص ۳۹۱ ج ۱ بحوالہ کشف الحقائق ص ۱۱ سید نورالحسن شاہ)

معاہدہ کے امور درج ذیل تھے۔

۱۔ بوقت جنگ یہود کو جان و مال سے مسلمانوں کا ساتھ دینا ہوگا۔

۲۔ مدینہ پر اگر کوئی دشمن حملہ کرے گا تو یہود پر آنحضرت ﷺ کی مدد لازمی ہو گی۔ (سیرت ابن ہشام ص ۷۸ ج ۱) لیکن بعد میں مشہور یہودی ابو رافع کو جو اسلام کا سخت ترین دشمن تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے اور ھجو میں اشعار کہنے کے جرم میں عبداللہ بن ابی عتیق نے قتل کیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۵۷ ج ۲)

۳۔ بنو قریظہ نے بھی بنو نضیر کی طرح عہد شکنی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک معاہدہ کے سلسلہ میں ان کے یہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کے قتل کی سازش کی۔ ایک شخص عمرو بن ود کو مکان کی چھت سے آپ پر پتھر گرا کر شہید کرنے کے لئے مقرر کیا۔ آپ ؐ کو بذریعہ وحی اطلاع ہو گئی آپ واپس تشریف لے گئے۔

زرقانی ص ۹۳ ج ۲)

۴۔ یہود مدینہ نے دوسری مرتبہ آپ کو دعوت دی اور پیغام بھیجا کہ آپ بھی تین آدمی لے کر آئیں۔ ہم بھی تین عالم لے کر آتے ہیں تاکہ باہمی گفتگو کے بعد اسلام لائیں۔ آپ کو ایک صحیح ذریعہ سے معلوم ہوا کہ یہودیوں نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رکھا ہے۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے صحابہ کرامؓ کو ان پر حملہ کا حکم دیا۔ محاصرہ ۱۵ روز تک جاری رہا۔ آخر وہ ترک وطن پر آمادہ ہو گئے۔ قرآن کریم میں بنو نضیر کی جلاوطنی کا ذکر سورۃ حشر میں موجود ہے۔

۵۔ بنو نضیر جلاوطنی کے بعد خاموش نہیں بیٹھے۔ ان کے بڑے بڑے سردار مکہ معظمہ پہنچے اور مشرکین مکہ کے بڑے بڑے سرداروں کو ساتھ لے کر ایک ایک بستی میں پہنچے اور تمام عرب کا دورہ کر کے کئی ہزار کی تعداد میں لشکروں کو جمع کر کے جنگ پر آمادہ کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے یہود کا علمی اور مالی تفوق غارت ہونے لگا۔ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روزافزوں ترقی سے ان کی آتش حسد و عناد بھڑک اٹھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے جب مشرکین مکہ کے ساتھ صحابہ کرامؓ بدر کے مقام پر نبرد آزما ہوئے اور فتح و نصرت نے آنحضرتؐ اور آپ کی جماعت کے قدم چوم لئے۔ مورتوں کے پجاری ہار گئے اور شرک کے بہی خواہ غارت گر جنم ہو کر شکست و ریخت سے دوچار ہوئے تو یہود مدینہ آتش زیر پا ہو گئے۔

سب سے پہلے بنو نضیر نے عہد شکنی کی۔ بدر کی لڑائی کے موقع پر اس قبیلہ کی بے وفائی نے آنحضرت ﷺ کی ذات پر گہرا اثر ڈالا۔ آپ نے شوال میں ان پر حملہ کر کے دس دن تک محاصرہ کئے رکھا۔ بالاخر یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ آپ نے سب کو جلا وطن کر دیا۔

یہود کی اسلام دشمنی کے چند واقعات

۱۔ کعب بن اشرف یہود عرب کا سردار تھا۔ بہت بڑا شاعر تھا۔ اسلام دشمنی میں اپنی مثال آپ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے دلی بغض اور عداوت رکھتا تھا۔ اپنے اشعار میں حضور کی دشمنی اور بدگوئی اس کا مشن تھا۔ غزوہ بدر میں مشرکین مکہ کے سرداروں کی ہلاکت پر اس کو اس قدر قلق اور صدمہ ہوا کہ دانت پیس کر رہ گیا۔ چالیس آدمی لے کر مکہ گیا۔ اپنے اشعار کے ذریعے مشرکین مکہ کو انتقام پر برانگیختہ کیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۳۲ ج ۲)

اس سے بڑھ کر یہ کہ ایک مرتبہ اس نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی سازش کی۔ بالاخر آپؐ کے حکم سے محمد بن مسلمہ نے اسے ربیع الاول ۳ھ میں قتل کر دیا۔

(سیرت النبی ص ۳۷۳ ج ۱)

۲۔ ابو رافع بن ابی الحقیق بھی یہود کا سردار تھا۔ کعب بن اشرف اس کا نواسہ تھا۔

۳۔ یہودی عورتوں کی اسلام دشمنی ملاحظہ ہو کہ ایک موقع پر ایک یہودیہ ظالمہ نے مکان کی چھت سے پتھر گرا کر آنخضرتؐ کے ایک انتہائی محبوب صحابی کو شہید کر دیا۔ اسے قصاص میں قتل کیا گیا۔ احادیث کی کتب سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ عورت جب قصاص میں قتل کی گئی تو اسے اپنے کئے پر کچھ پشیمانی نہ تھی۔

(بحوالہ کشف الحقائق ص ۱۹)

۴۔ حیی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن ربیع (سرداران یہود) نے کئی مرتبہ مدینہ پر حملے کرنے کے منصوبے بنائے۔ (سیرۃ النبی ص ۴۳۹ ج ۱)

۵۔ یہود خیبر، بنو غطفان، بنو فزارہ وغیرہ کے حملے کی پیش بندی کے لئے آنحضرت ﷺ نے ۱۴سو صحابہؓ کے ہمراہ بیس ہزار یہودیوں کا مقابلہ کر کے خیبر کے دس قلعے فتح کیے۔

فتح خیبر کے بعد آنحضرت ﷺ کا احسان عظیم

فتح خیبر کے بعد آپ یہود کو قتل یا جلاوطن کر سکتے تھے۔ مگر آپ نے خیبر کی زمین علاقہ کی وفاداری کی یقین دھانی پر عطا کر دی۔ ان کی زمینوں اور باغات کو برقرار رکھا۔ غلبہ کے بعد قتل نہیں کیا۔ لیکن اس کے بعد ایک یہودی عورت نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ آپ نے ایک لقمہ تناول فرما کر کھانا چھوڑ دیا۔ حضرت شراء بن براء نے زیادہ کھالیا۔ وہ شہید ہو گئے۔

چنانچہ یہودیہ عورت کو قصاص میں قتل کیا گیا۔

صحیح بخاری میں حضرت ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ یہودیوں نے حضورؐ کے خلاف ایک لشکر تیار کیا۔ اس طرح مشرکین مکہ اور تمام عرب قبائل کا لشکر ذی قعدہ ۵ھ میں مدینہ منورہ چڑھ آیا۔

مشہور تو یہ ہے کہ اس لشکر کی تعداد دس ہزار تھی مگر بخاری کی شرح فتح الباری میں تصریح کی گئی ہے کہ ان کی کل تعداد چوبیس ہزار سے زائد تھی۔ اسی لشکر کے مقابلہ کے لئے آپؐ نے مدینہ منورہ کے اطراف میں خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اسی وجہ سے اس لڑائی کو خندق کی لڑائی کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر صحابہ کرامؓ نے اپنی عورتوں اور بچوں کو قلعہ بند کر لیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ سابقہ معاہدہ کی رو سے بنو قریظہ مشرکین کے مقابلہ میں مسلمانوں کا ساتھ دیتے مگر انہوں نے عورتوں کو نہتا سمجھ کر ان کو زک پہنچانا چاہی۔

یہ قلعہ یہود کے قبیلہ سے متصل تھا۔ انہوں نے رات کے وقت قلعہ پر حملہ کر دیا۔ ایک یہودی قلعہ کے دروازے تک پہنچ گیا۔ حضرت صفیہؓ (آنحضرت ﷺ کی پھوپھی) نے خیمہ کی ایک چوب اکھاڑلی اور یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ سر پھٹ گیا۔ اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دیا۔ یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ قلعہ میں فوج کا ایک دستہ بھی متعین ہے۔ اس خیال سے پھر انہوں نے حملہ کی جرات نہ کی۔

۲۳ ذی قعدہ ۵ھ کو آپ جنگ خندق سے واپس آئے تو اللہ کے حکم سے اسی وقت بنو قریظہ پر چڑھائی کا حکم ملا۔ بالآخر بنو قریظہ کو عہد شکنی کی عبرت ناک سزا دی گئی۔ جس کی تفصیلات کا یہاں موقع نہیں۔ (زرقانی ص ۱۲۹ ج ۲)

باب 2

شیعہ کا تاریخی پس منظر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات کے بعد یہودیت کا مستقبل سرزمین عرب میں تاریک ہو گیا۔ ایک طویل عرصہ تک یہودیوں کی ستم کاریوں، عہد شکنیوں اور ریشہ زنیوں سے اسلام کا سینہ چھلنی ہوتا رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدنی زندگی میں یہودیت کی جفاکاریوں کا شکار رہے۔ آپ کو مشرکین مکہ کی واضح دشمنی اور کھلے عام عداوت سے وہ دکھ نہ پہنچا جو یہود کی مخفی سازشوں، من گھڑت قسم کی پھیلائی ہوئی افواہوں اور آئے دن کے بغض و عناد سے آلودہ چالبازیوں سے آپ کو ذہنی کوفت قلبی صدمہ، پریشانیوں کی ٹیس اٹھانا پڑی۔

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد فتنوں کا آغاز ہوا۔ کئی قبائل زکوٰۃ سے منحرف ہو گئے۔ یہود کی ایک آبادی جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی پیروکار بن گئی۔ اگر نظر غائر سے ان تمام بستیوں اور قبیلوں کا جائزہ لیا جائے تو واضح طور پر ان کے درپردہ یہود کی کارستانی نظر آئے گی۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد قریب تھا کہ گلشن رسالت خزاں آلود ہوتا..... مگر ساقی بزم افروز کی مے وحدت اور باد بہاری نے صدیق اکبرؓ ایسا اولوالعزم مدبر ورثہ میں چھوڑ دیا تھا جس کی نادرہ روزگار کاوش اور بے مثال استقلال نے اسلام کے جہاز کو کلفتوں عداوتوں، سازشوں اور ابر سیاہ بن کر اٹھنے والی مخالف ہواؤں کے تھپیڑوں سے ساحل مراد پر پہنچا دیا۔ یہودیت دم بخود ہو کر رہ گئی۔

عہد فاروقی میں اسلام کی شوکت و حشمت چار دانگ عالم میں پھیلی تو یہود و مجوس دانت پیس کر رہ گئے۔ اسلام کا نیر اقبال اوج ثریا کی بلندی پر پہنچ گیا۔ تو یہود نے دسیسہ

کاریوں، زیر زمین سازشوں اور خفیہ سرگرمیوں کے ذریعے اسلام کو زک پہنچانے کا منصوبہ بنایا۔

حضور ﷺ مرض وفات میں فرماتے تھے۔ "عائشہ" میں نے خیبر میں جو کھانا کھایا تھا میں اس کا اثر برابر محسوس کرتا رہا۔ اسی زہر کے اثر سے میں اپنی رگ کٹتی دیکھا ہوں (صحیح بخاری باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

آنحضرت کے مبارک عہد میں حضرت عائشہ پر تہمت کے پس پردہ انہی یہودیوں کی سازش کارفرما تھی۔

ایک بدوی سردار کنانہ بن ربیع نے دھوکے سے حضرت محمود بن مسلم کو شہید کیا۔ (سیرت ابن ہشام ص ۸۵ ج ۲)

وادی القراء میں حضرت محمد ﷺ کی موجودگی میں ایک تیر سے آپ کے خادم خاص حضرت مدعم شہید ہوئے۔

صحابہ کرامؓ کو السلام علیکم کی بجائے اسام علیکم (تم پر ہلاکت ہو) یہودیوں نے کہنا شروع کر دیا۔

حضرت عمرؓ کی شہادت سے ایک دن پہلے میسفونہ یہودی اور فیروز ابولولو مجوسی کو ایک ساتھ مدینہ منورہ دیکھا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیتوں میں ایک وصیت یہ تھی!

اخرجوا الیھود من جزیرۃ العرب

یہود کو جزیرہ عرب سے نکال دو (صحیح بخاری کتاب الجہاد)

آنحضرت ﷺ کے ان واضح اور غیر مبہم ارشادات پر عمل کرنے کا فخر و اعزاز

حضرت عمرؓ کو حاصل ہوا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے خیبر، فدک، وادی قراء وغیرہ سے تمام یہود کو عرب سے شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔

شیعہ مذہب کا بانی

جزیرۃ العرب کے جنوب میں یمن ایک ملک ہے۔ صنعا اس کا مشہور دارالحکومت ہے۔ یہاں یہودیوں کی کثیر آبادی تھی۔ عبداللہ بن سبا اس خاندان کا ایک فرد تھا۔ نہایت شاطرانہ ذہنیت اور عیارانہ فطرت کا مالک تھا۔ اس کا دل اسلام کے خلاف جوش و خروش اور غیظ و غضب سے لبریز تھا۔ اس کا دماغ سازش و منصوبہ بندی، جوڑ توڑ اور پروپیگنڈے میں اپنی مثال آپ تھا۔

چھوٹے سے قد کا یہ یمنی یہودی اپنی فطرت اور صلاحیت کے بل بوتے پر بڑی سے بڑی قوم میں باہمی نزاع، اختلاف اشتقاق، عداوت و شقاوت پیدا کرنے میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔ اسلام کے خلاف بڑی بڑی جنگوں سے جب نقصان نہ پہنچایا جاسکا تو یہ شخص فریب کاری اور فتنہ سامانی کے اسلحہ سے لیس ہو کر از خود مدینہ منورہ چلا آیا۔ اس نے اسلام کی تخریب کا یہ پروگرام مرتب کیا کہ مسلمان بن کر اسلام میں افتراق اور مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر کے اندر ہی اندر اسلام کی جڑیں کھودی جائیں اور اسلام سے یہود نے جو چرکے کھائے ہیں ان کا انتقام لیا جائے۔

عبداللہ بن سبا کی ابتدائی کارگذاری

ابن سبا کی اسلام دشمن تحریک کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دین اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں میں تفریق کا بیج بونے کے لئے دو محاذ منتخب کئے ایک سیاسی اور دوسرا مذہبی۔ پاکستان کے مشہور مورخ اور سکالر علامہ سید نور الحسن بخاریؒ (جنوری

۱۹۸۴ء میں ملتان میں جن کا انتقال ہوا ہے۔) انہوں نے اپنی بلند پایہ تصنیف "کشف الحقائق" میں ابن سبا کے دونوں محاذوں کا تجزیہ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

"سیاسی محاذ اس طرح قائم کیا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ اور ان کے امراؤ عمال (گورنروں) کے خلاف جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کر کے عوام کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت و عداوت کے جذبات اس حد تک مشتعل کیئے کہ انہیں معزول کر دیا جائے..... نظام مملکت کے اس اضمحلال کے بعد اسلامی سلطنت کمزور ہو جائے گی۔ مسلمانوں میں باہمی انتشار و تفرقہ پیدا ہو گا۔"

مذہبی محاذ اس طرح قائم کیا کہ سیدھے سادھے دین فطرت کے صاف اور واضح عقیدوں میں تبدیلی پیدا کی جائے۔ توحید و رسالت پر حملہ کیا جائے۔ اسلام کے بنیادی حقائق کو مسخ کر کے عوام کو گمراہ کیا جائے۔ اس طرح مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کیا جائے اور ان میں اعتقادی تفرقہ ڈال کر فرقہ بندی کا بیج بویا جائے تاکہ یہ علیحدہ علیحدہ فرقوں اور گروہوں میں بٹ جائیں۔ (کشف الحقائق ۲۷)

نامور مورخ ابن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) کے الفاظ میں ابن سبا کا مختصر تعارف اور اس کی مکارانہ ذہنیت کے چند شاہکار ملاحظہ ہوں۔

"عبداللہ بن سبا صنعا (یمن) کا رہنے والا ایک یہودی تھا۔ اس کی ماں حبشن تھی۔ وہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں (بظاہر) اسلام لایا۔ پھر مسلمانوں کے شہروں میں گھوم پھر کر ان کو گمراہ کرنے لگا۔

"اس نے اپنی مہم کا آغاز حجاز سے کیا پہلے بصرہ، کوفہ اور پھر شام آیا۔ اہل شام میں سے کوئی شخص بھی ان کے جھانسے میں نہ آیا۔ بلکہ انہوں نے اسے شام سے نکال دیا۔ پھر وہ مصر آیا یہاں اس نے کافی عمر

گذاری وہاں کے لوگوں سے کہنے لگا۔ اس شخص پر تعجب آتا ہے جو کہتا ہے یا گمان رکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ واپس آئیں گے۔ لیکن حضرت محمدؐ کے واپس آنے کا انکار کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ان الذی فرض علیک القران لرادک الی معاد

"پس (حضرت) محمدؐ (حضرت) عیسیٰؑ کی نسبت اس دنیا میں دوبارہ آنے کے زیادہ مستحق ہیں۔"

اس نے رجعت کا عقیدہ وضع کیا۔ جسے بعض لوگوں نے مان لیا۔ پھر اس نے کہا ہزار نبی ہو گزرے ہیں۔ ہر نبی کا وصی (جسے وصیتیں کی جائیں اور خفیہ ہدایات دی جائیں) ہوتا ہے۔ اور حضرت علیؓ (حضرت) محمدؐ کے خاتم الاوصیاء ہیں۔ اس کے بعد کہنے لگا۔ جو شخص رسول اللہ کی وصیت کو نہ مانے اور (حضرت) علیؓ وصی رسول پر غالب آ کر امت کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اس سے بڑا ظالم اور کون ہو گا؟

اس کے بعد ان سے کہنے لگا۔ (حضرت) عثمانؓ نے خلافت بغیر حق کے لی ہے اور (حضرت) علیؓ رسول اللہؐ کے وصی ہیں۔ تم اس معاملے میں اقدام کرو اور حضرت عثمانؓ کو اس منصب خلافت سے ہٹا دو اور اس مہم کا آغاز اپنے حکام اور گورنروں پر طعن و اعتراضات سے کرو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرو۔ پس اس نے (تمام ممالک میں) اپنے داعی اور ایجنٹ پھیلا دیئے۔

(طبری ص ۳۷۸ ج ۳)

ایران کے مجوسی اور سبائیوں کا گٹھ جوڑ

ان لوگوں کے دلوں میں کینہ کی پہلی چنگاری اس روز بھڑکی جب نبی کریمؐ نے ۶ھ

میں باقی بادشاہوں کو دعوت نامہ ہائے مبارک لکھتے وقت پرویز شاہ ایران کو بھی نامہ لکھا۔ پرویز لعین نے بغیر پڑھے اسے چاک کر کے اپنے گورنر کو جو یمن کا عامل تھا لکھا کہ محمدؐ کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کرے۔ مگر جب بازان کے فرستادہ حضورؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ آج شب تمہارے بادشاہ پرویز کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے اور پرویز کے نامہ چاک کرنے پر آپ نے پہلے فرما دیا تھا کہ پرویز نے میرا نامہ (رقعہ) مبارک نہیں چاک کیا بلکہ اپنی سلطنت کو چاک کیا ہے۔

آپ مشہور شیعہ مورخ حسین کاظم زادہ کی زبان سے سنیے.....

جس دن سعد بن ابی وقاصؓ نے خلیفہ دوئم کی جانب سے ایران کو فتح کیا..... ایرانی اپنے دلوں کے اندر کینہ و انتقام کا جذبہ پالتے رہے.... یہاں تک کہ شیعہ فرقہ کی بنیاد پڑ جانے سے پورے طور پر اس کا اظہار کرنے لگے۔ صاحبان واقفیت و اطلاع اس بات کو بخوبی جانتے اور مانتے ہیں کہ شیعیت کی بنیاد ابتداء میں اعتقادی مسائل، نظری و نقلی اختلافات کے علاوہ ایک سیاسی مسئلہ بھی تھا۔

آگے چل کر اس سیاسی مسئلہ کو یہی مصنف واضح کر کے لکھتا ہے کہ ایرانی ہرگز اس بات کو کبھی نہ بھول سکتے تھے نہ معاف کر سکتے تھے اور نہ قبول کر سکتے تھے۔ کہ مٹی پر ننگے پاؤں پھرنے والے عربوں نے جو جنگل وصحرا کے رہنے والے تھے۔ ان کی مملکت پر تسلط کر لیا ہے۔ ان کے قدیم خزانوں کو لوٹ کر غارت کر دیا ہے اور ہزاروں لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔

آگے چل کر یہی مصنف لکھتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مدائن اور اس کے مفتوح ہزاروں ایرانی قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ اس طرح تمام قیدی آزاد ہو گئے۔

ایرانیوں کی نفرت کا ایک اور واقعہ بھی اسی حسین کاظم زادہ

صاحب کی زبانی سنیئے۔

ہر مزان ایرانی کو جو خوزستان کا سابق والی اور دو یکے از بزرگ زادگان و صاحب افسران تھا۔ معہ ایک اور شخص کے قتل کر دیا۔ کیونکہ ابو لولو اکثر ہرمزان کے پاس جاتا رہتا تھا۔

حضرت عثمانؓ نے سیاست کو عدالت پر ترجیح دے کر خون بہا اپنے پاس سے دے کر عبید اللہ کو آزاد کر دیا۔ حالانکہ حضرت علیؓ نے عبید اللہ کو قصاص میں قتل کر دینے کا مشورہ دیا تھا۔

مصنف یہ واقعہ لکھنے کے بعد اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

اس معاملے نے ایرانیوں کے دلوں میں عمرؓ و عثمانؓ کے خلاف غصہ اور کینہ کو بھڑکا دیا اور حضرت علیؓ امیر المومنین کے ساتھ ان کی محبت کو اور زیادہ کر دیا۔

ایرانی جو اپنے بادشاہ اور سرپرست سے محروم ہو گئے تھے۔ اس دن سے حضرت علیؓ کو اپنا حامی اور مہربان سمجھنے لگے۔ ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں اپنے اخلاص و محبت کا اظہار کرنے لگے۔

حالانکہ یہ سب جھوٹ اور فریب ہے۔ حضرت عثمانؓ نے عبید اللہؒ کو ہرمزان کے بیٹے تباز آن کے حوالے کیا تھا۔ ہرمزان بظاہر مسلمان تھا مگر درپردہ پکا اسلام دشمن مجوسی تھا اور اس کا بیٹا قباذان پکا مسلمان تھا اور اپنے باپ کی سازش سے بھی واقف تھا۔ اس عبید اللہ کو "فترکہ للہ" یعنی اللہ کے واسطے چھوڑ دیا تھا۔

طبری اس واقعہ پر الگ عنوان قائم کر کے تبصرہ کرتا ہے۔ (طبری ص ۴۳ ج ۵)

"حضرت عثمانؓ نے اپنے پلے سے کوئی خون بہا نہیں ادا کیا تھا۔ یہ صرف عجمی سازش کی سحرکاری ہے اور لطف یہ کہ بڑے بڑے محققین اور مورخین نے اسے درست تسلیم کر لیا۔

اس طرح لونڈی اور غلام بنانے والا پہلا واقعہ بھی سرتاسر غلط

ہے۔ صرف اہواز کے مقام پر بغاوت ہوئی تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے بغاوت کچل کر وہاں کے لوگوں کو گرفتار کیا۔ مگر حضرت عمرؓ کے حکم سے سب چھوڑ دیئے گئے۔"

مدائن کی فتح کے وقت بھی سب نے جزیہ دینا قبول کیا اور ذمی بن کر رہنا قبول و منظور کیا اور وہ بدستور اپنی جائیدادوں اور املاک پر قابض رہے۔ صرف جلولا کی جنگ میں مال غنیمت کے علاوہ غلام اور لونڈیاں مسلمانوں لشکریوں کے ہاتھ میں آئیں۔ ان میں اعلیٰ خاندان کی لڑکیاں بھی تھیں حضرت عمرؓ سبایا الجلوت سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

ایک دفعہ عبداللہ بن سبا نے حضرت ابو الدرداء کے سامنے بھی بڑے محتاط انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ تم مجھے یہودی معلوم ہوتے ہو۔ (حقیقت مذہب شیعہ ص ۲۳)

عبادہ بن صامتؓ سے اس قسم کی گفتگو کی تو انہوں نے پکڑ کر دمشق میں حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے اس کو شام سے نکال دیا۔

تاریخ شیعیت پر اجمالی نظر

بلاشبہ شیعہ مذہب کا بانی ٹھگنے قد اور کالے رنگ والا یمنی یہودی عبداللہ بن سبا تھا۔ تاہم اس مذہب کی ابتدائی کارگزاری سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہود و مجوس اور عیسائیت کی اسلام دشمنی اور غیظ و غضب نے شقاوت کی جو آخری شکل اختیار کی اور تین غیر مسلم طاقتوں کی ستم کاریوں سے جو مرکب اور ملغوبہ تیار ہوا۔ اسی کا نام شیعیت یا سبائیت ہے۔ بعض لوگوں نے انہیں کو رافضیت کا نام دیا۔

اس وقت دنیا میں تقریباً (۷۰) ستر سے زائد مختلف الخیال اور مختلف العقائد گروہ اپنے آپ کو سچا شیعہ کہلانے کے مدعی ہیں۔ چنانچہ مشہور مستشرق ہنر لامن اپنی مشہور

تالیف "اسلام۔ معتقدات و آئین میں لکھتا ہے)

"حضرت علیؓ کے جاہ طلب اور کثیر التعداد اوصاف نے تھوڑے ہی دنوں میں شیعہ جماعت کو بہت سے ایسے فرقوں میں منقسم کردیا جو برابر ایک دوسرے پر سب و شتم کرتے تھے۔ یہ لوگ سیاسی فہم و فراست سے عاری، رشک و حسد میں مبتلا اور منصب امامت کے بارے میں آپس ہی میں جو شدت کے ساتھ لڑتے جھگڑتے تھے۔ وہ حکومت کے خلاف حزب مخالف کی صفت رکھتے تھے۔ ان لوگوں کی سازشوں اور ایسے لوگوں کی بغاوتوں کے حالات سے جو ناقص طور سے منظم کی گئیں۔ پہلی دو صدی کے واقعات ان سے بھرے پڑے ہیں۔"

(ترجمہ: سرڈینس ڈائریکٹر شعبہ السنہ شرقیہ لنڈن یونیورسٹی ص ۱۲۲)

لندن کی مشہور لیوزک کمیٹی نے سلسلہ مذاہب مشرق کی چھٹی کتاب "مذہب تشیع" کے نام سے ۱۹۳۳ء میں شائع کی۔ اس کے مولف ڈوائٹ ایم ڈونالڈسن میں یہ صاحب (۱۶) سولہ برس مشہد (ایران) میں رہے۔ موصوف اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۴۱ پر رقم طراز ہیں۔

"خلافت کے متعلق حضرت علیؓ کے دعاوی کو ان کے دوست محض سیاسی نصب العین نہیں بلکہ قضاوقدر کی طرف سے ان کا مقرر کردہ حق تصور کرتے تھے"......

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ایک پرجوش واعظ عبداللہ بن سبا نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے ساری مملکت میں سیاحت کی تھی۔

باب 3

شیعہ کے عقائد

توحید

ذات پاک رب العزت میں شرک و شراکت

علامہ کشی سبائیہ کے بہت بڑے عظیم و جلیل عالم فاضل اور فن رجال میں شان کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کا سال وفات ۳۴۰ھ ہے۔ ان کی رجال میں کتاب "معرفت اخبار الرجال" جو رجال کشی کے نام سے مشہور ہے۔ فن رجال میں سب سے پہلی کتاب ہے۔

سیدنا حضرت علیؓ کی الوہیت

اسی رجال کشی میں ہے کہ ابن سباء لعین نے سیدنا حضرت علیؓ کی الوہیت کا دعویٰ کر دیا۔

ا۔ پوری سند کے ساتھ ---- سیدنا حضرت محمد باقر رحمتہ اللہ سے روایت ہے کہ!

ان عبدالله بن سبا كان يدعے النبوه ويزعم ان امير المومنين عليه السلام هوالله تعالى

عبد اللہ بن سباء اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ حضرت علیؓ ہی اللہ تعالیٰ ہیں۔

یہ خبر حضرت علیؓ کو پہنچی تو آپ نے اسے بلایا اور اس کے متعلق پوچھا۔ اس نے اس کا اقرار کیا اور کہا نعم انت ھو ہاں تو وہی (اللہ) ہے میرے دل میں القاء ہوا ہے کہ انک انت اللہ وانی نبی بلاشبہ آپ اللہ ہیں اور بالیقین میں نبی ہوں۔

حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا تو ہلاک ہو۔ تیرے ساتھ شیطان نے تمسخر کیا ہے۔ تیری ماں تجھے روئے اس (عقیدہ باطل) سے رجوع اور توبہ کر۔ اس نے انکار کیا۔ پس آپ نے اسے قید کر دیا اور تین دن تک اس سے توبہ کا مطالبہ فرماتے رہے۔ مگر اس نے توبہ نہ کی۔ فاحرقه بالنار پس آپ نے اسے آگ میں جلا دیا۔ (رجال کشی ص ۷۰)

اسی کے ساتھ دوسری مختصر روایت حضرت جعفر صادقؒ سے بھی اسی مضمون کی ہے۔

۲۔ سیدنا حضرت جعفر صادقؒ سے سند کے ساتھ روایت ہے۔ فرمایا:

"خدا عبد اللہ بن سباء پر لعنت کرے۔ اس نے حضرت علیؓ کے متعلق ربوبیت کا دعویٰ کیا اور خدا کی قسم امیر المومنین اللہ کے بندے تھے۔ ہلاکت ہو اس پر جو ہم پر جھوٹ باندھتا ہے اور لوگ ہمارے بارے میں وہ کچھ کہتے ہیں جو ہم اپنے بارے میں نہیں کہتے۔ ہم بارگاہ الٰہی میں ان لوگوں سے اپنی برات (کا اعلان) کرتے ہیں۔ (یہ دو دفعہ فرمایا)"

وان قوما یقولون فینا مالا نقوله فی انفسنا
نبرا الی الله منهم نبرا الی الله منهم

("معرفت اخبار الرجال" (رجال کشی) ص ۷۱)

۳۔ سیدنا حضرت زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ فرمایا:

"جس نے حضرت علیؓ پر اقرار کیا اس پر اللہ لعنت کرے۔ میں عبد اللہ بن سباء کو یاد کرتا ہوں تو میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، بلاشبہ اس نے ایک بہت بڑا دعویٰ کیا اور اللہ اس پر لعنت کرے۔"

کان علیا والله عبدا لله صالحا اخو رسول الله ما نال الکرامه من

خدا کی قسم! حضرت علیؓ اللہ کے صالح بندے اور رسول اللہؐ کے بھائی تھے آپ

اللہ الا بطاعتہ للہ ولرسولہ کو بارگاہ الٰہی سے جو بھی کرامت و بزرگی ملی۔ خدا اور رسول کی اطاعت سے ملی۔

("معرفت اخبار الرجال" رجال کشی ص ۷۱)

ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے چشمہ شفاف اور عقاید کے آب زلال کو اس لعین نے میلا اور گدلا کر دیا۔ آج سیدنا علیؓ کے متعلق عقائد و تصورات میں جو غلو پایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے وہ عبداللہ بن سباء اور اس کے حواریوں کی کارستانی ہے۔ جس سے حضرت علیؓ نے برملا برات کا اعلان کیا ہے۔

اب دیکھئے یہ لوگ کس طرح اپنے آئمہ کو الوہیت اور ابوبیت کا درجہ دیتے ہیں۔

۲۔ تخلیق جن و انس کا مقصد خدا کی عبادت نہیں "امام" کی معرفت ہے۔

وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون (ذاریات)

بقول سیدنا جعفر صادقؓ سیدنا حسینؓ نے ارشاد فرمایا۔

خدا تعالیٰ نے بندوں کو صرف اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ اس کی معرفت حاصل کریں کیونکہ جب معرفت حاصل کرلیں گے تو اسی کی عبادت کیا کریں گے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ معرفت خدا کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا ہر زمانہ کے لوگوں کا اپنے زمانہ کے امام کا پہچان لینا۔ (ص ۱۰۴۳) عبادت خدا موقوف ہے۔ معرفت خدا پر، اور معرفت خدا موقوف ہے۔ معرفت امام پر! تو تخلیق جن و انس کا اصل مقصد خدا کی عبادت کیا ہوا؟ معاذ اللہ! حالانکہ ان کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ کا مطلوب شرعی اللہ کی عبادت ہے۔

مسلمین خدا کے نہیں بلکہ "آئمہ" کے!

ایک رافضی کے بدلے ایک لاکھ ناصبی جہنم میں

واتقویوما (ا) (سورۃ بقرہ رکوع)

تفسیر امام میں جناب جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک شیعہ ہمارا ایسا لایا جائے گا، جس نے اعمال صالحہ کچھ بھی نہ کئے ہوں گے۔ مگر ہماری دوستی اس کے دل میں موجود ہوگی اور اس کو ایک لاکھ ناصبیوں کے مابین کھڑا کیا جائے گا اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ چونکہ تو امامت کا قائل تھا۔ اس وجہ سے یہ ناصبی تیرے عوض جہنم میں بھیجے جاتے ہیں اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے۔ ربمایودالذین کفروالوکانومسلمین یعنی بہت سے منکرین (ولایت) آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی امامت کے تسلیم کرنے والوں میں ہوتے۔

(حاشیہ ترجمہ قرآن مجید از مولوی مقبول احمد ص ۱۳)

(ناصبی سے ان لوگوں کی مراد سنی ہوتی ہے۔ یہ اہل سنت کو ناصبی کہتے ہیں۔)

غور فرمایئے! یہاں کیا سارے قرآن میں "امامت" مصطلحہ کا کہیں ذکر تک نہیں۔ یہاں ذکر ہے رب العزت کے "کفار و مسلمین" کا۔ مگر سبائیہ نے خدا کے مقام پر "آئمہ" کو بٹھا دیا۔ پھر کہانی کیا وضع کی، کہ ایک نابکار سبائی کے عوض ایک لاکھ اہل سلام کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا کیوں کہ ان کا ایمان بھی صحیح تھا اور ان کے اعمال بھی صالحہ تھے۔

(اصل ترجمہ میں حاشیہ پر سورۃ اور رکوع کا حوالہ نہیں۔ نہ وہاں ضرورت تھی۔ ہم نے ہر موقع پر حوالہ کے ساتھ لکھ دیا ہے تاکہ قارئین کرام کو سہولت ہو۔)

(یہ روایات کسی "امام" سے درحقیقت نہیں ہیں۔ عموماً چالاک سبائیوں نے خود گھڑ کر کسی "امام" کے نام منسوب کر دیں۔ تفصیل اپنے موقع پر آجائے گی۔)

اور پھر طرفہ تماشا یہ کہ سب کچھ خدا کے کلام قرآن کریم سے ثابت ہے۔انا للہ...
آل سباء نے دین کے نام سے دین کی تخریب اعمال صالحہ کی عدم ضرورت اور بدی و بدکاری کی ہمہ گیری و اشاعت کا کیا حسین "جال" بچھایا ہے۔ بھلا اب کون احمق سبائی ہے جو نیکی کے قریب بھی پھٹکے یا سیہ کاری سے اپنا منہ کالا کرنے میں ذرا بھر تامل کرے۔

۴۔ عرش و کرسی پر اور آسمانوں اور جنت جہنم میں ہر جگہ ان کا تسلط ہے

لن نومن لک (بقرہ رکوع ٦)

تفسیر امام میں ہے کہ جس وقت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کی نبوت اور علی و اولاد علی کی امامت کا اقرار لینا چاہا۔ تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ جب تک ہم خدا کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لیں۔ ہم باور نہ کریں گے کہ یہ خدا کا حکم ہے اسی گستاخی کے سبب سے کہنے والوں پر بجلی گری جو باقی رہے تھے۔ ان سے موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ ان پر کیا گزری، آپ دعا کیجئے خدا ان کو زندہ کر دے تاکہ ہم ان سے دریافت کر کے اطمینان کر لیں۔ چنانچہ (حضرت) موسیٰؑ کی دعا سے وہ زندہ ہوئے اور انہوں نے ان لوگوں کو اطلاع دی کہ ہم نے آسمانوں میں حجاب قدس میں عرش پر کرسی پر، جنت میں دوزخ میں کسی کا وہ تسلط نہ پایا جو محمد(۱) و علی و فاطمہ و حسن و حسین و آئمہ اولاد حسن کا ہے۔ چنانچہ جب ہم کو جہنم کی طرف لے چلے، تو منجانب محمدؐ و علیؓ آواز آئی کہ ان لوگوں پر ابھی عذاب نہ کرو کہ یہ ایک سائل کے سوال پر زندہ کئے جائیں گے اور ان سے ہمارا اور ہماری آل کا شرف دریافت کیا جائے گا۔ (ص ۱۴-۱۵ حاشیہ)

(یہ نبی کریمؐ کا نام نامی تکلفاً برائے "وزن بیت" لیا جا رہا ہے ورنہ اصل شان

حضرت علیؓ و اولاد علیؓ کی بیان کرنا مقصود ہے، آگے آپ دیکھیں گے کہ یہ تکلف بر طرف ہوگا اور بلی تھیلے سے باہر آجائے گی۔)

تو یہ سارا کچھ آل کا شرف بتانے کے لئے کیا گیا اور انہوں نے بتلا دیا کہ آسمانوں میں حجاب قدس میں عرش پر علی و اولاد علی کا تسلط ہے۔ حتی کہ عرش و کرسی بھی اللہ رب العزت سے فارغ کرا کر ان کے تسلط میں دیئے گئے ہیں پھر کمال یہ ہے کہ جنت تو جنت دوزخ میں بھی انہی کا تسلط ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کو بحکم خدا دوزخ کی طرف لئے جا رہے ہوں تو ان کو عذاب سے بچا لینے کا اختیار ہے تاکہ یہ زندہ ہو کر دنیا کو آل کا شرف بتا سکیں۔

۲۔ پھر یہ حقیقت نظرانداز نہ فرمائیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل ... علیؓ اور اولاد علیؓ کی امامت کا اقرار نہ کرنے پر ان پر یہ گزری تو امت محمد مصطفیٰ اگر ان حضرات کی امامت کا انکار کرے گی تو ان پر کیا پیش آئے گی؟

۵۔ وہ زمین کے مالک ہیں۔ انہی کی وجہ سے زمین کی بقا ہے اور اسے سکون ہے!

یقول الکافر یلیتنی کنت ترابا (خاتمہ النباء)

علل الشرائع میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا گیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی مرتضیٰ کی کنیت ابو تراب کیوں قرار دی فرمایا اس لئے کہ وہ زمین کے مالک ہیں ان کی وجہ سے زمین کی بقا ہے اور انہی کی وجہ سے زمین کو سکون ہے۔(۱۱۶۳) (جن سبائی بے ایمانوں کو رسول کریم کی ذات پاک پر کذب وافتراء میں تامل نہ ہوا انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم پر بہتان باندھنے میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟)

ہم تو قرآن کریم میں ان الارض للہ (اعارف ۱۵ع) ان ارضی واسعتہ

(عنکبوت ٦ ع) وغیرہ آیات پڑھ کر آج تک یہی سمجھتے رہے کہ زمین کا اصل مالک اللہ رب العزت ہے۔ یہ اب آکر "حقیقت" کھلی کہ زمین کے مالک حضرت علیؓ ہیں اور انہی کی وجہ سے زمین کی بقا ہے اور اسے سکون ہے۔ چنانچہ جس دن حضرت علیؓ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ نہ زمین باقی رہی اور نہ اس کا سکون جب مالک ہی نہ رہے تو مملوکہ چیز میں سکون وبقا کیا رہے گی؟

قرآن کریم سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ مشرکین مکہ بھی جانتے اور مانتے تھے کہ زمین اللہ کی ہے۔ ارشاد فرمایا:

قل لمن الارض ومن فیھا ان کنتم تعلمونO سیقولون للہ — آپ پوچھئے کہ زمین کس کی ہے اور جو کچھ اس میں ہے، اگر تم جانتے ہو؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ کی ہے۔

(سورۃ مومنون رکوع ۵)

مشرکین مکہ بھی مانتے ہیں کہ زمین اللہ کی ہے مگر یہ سبائی بے ایمان ان سے بھی گئے گزرے، یہ کہتے ہیں کہ زمین امام کی ہے اور زمین کے مالک حضرت علیؓ ہیں اور پھر اپنے اس کذب وبطلان اور بہتان وافتراء کی نسبت کرتے ہیں۔ مفسر قرآن حبر الامت سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہ و عنھم کی طرف!

٦- آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز کے خزانہ دار علیؓ ہیں۔

صراط اللہ الذی لہ مافی السموت ومافی الارض (شوریٰ)

جناب سیدنا محمد باقرؒ نے فرمایا کہ صراط اللہ سے مراد علی مرتضیٰؓ ہیں۔ جن کو خدائے تعالیٰ نے اپنے آسمانوں کی اور زمینوں کی کل چیزوں پر خزینہ دار امین مقرر فرمایا

ہے۔ (ص ۹۷۶) علی صراط اللہ تو ہوئے تھے نقل کفر کفر نباشد، اللہ بھی بن بیٹھے۔ زمین و آسمان کی کل چیزیں تو اللہ ہی کی ہیں۔ صراط کی کب ہیں؟ جب علیؓ زمین و آسمان کی کل چیزوں کے خزانہ دار بن گئے و معاذ اللہ، اللہ ہو گئے۔ گو وہ ان تمام اشیاء کے خزانہ دار ذاتی نہ تھے عطائی طور پر ہو گئے۔ خدا نے یہ سارے خزانے ان کی مٹھی میں دے دیئے اور شان صرف خدا کی ہے۔

سیدنا علی ہوں یا محمد باقر! رضی اللہ عنہما۔ وہ تو اللہ کے سچے بندے تھے۔ یہ شرارت سبائیوں کی ہے کہ انہیں مسند الوہیت پر بٹھادیا۔ معاذ اللہ۔

ذات پاک رب العزت پر ولایت کا قبضہ (معاذ اللہ)

اب آپ دیکھیں گے کہ قرآن کریم میں جن مقامات پر ذات پاک باری تعالیٰ سے متعلق شرک یا کفر وغیرہ کا ذکر ہے۔ سبائیہ نے وہاں ولایت مراد لی ہے اور اس طرح (معاذ اللہ) خدا کی ذات پاک پر "ولایت" کو قبضہ دے دیا گیا ہے اور توحید باری تعالیٰ پر یہ کھلا حملہ ہے اور شرک عظیم ہے اور یہ تو عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ ساتھ ہی یہ قرآن کریم کی صریح تحریف (معنوی) ہے۔

لیجئے! اب آپ سبائیہ کی بے باکی و بے ایمانی نہیں، بلکہ یہودیت کے اسلام سے انتقام لینے کے چند مناظر بطور نمونہ مشتے از خروارے دیکھئے!

پہلے ترجمہ قرآن مولوی مقبول احمد سے مثالیں پیش کی جاتی ہیں:۔

۱۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ (سورۃ نساء ع ۷)

تفسیر عیاشی میں جناب محمد باقرؒ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ کے یہ معنی ہیں کہ خدا ہرگز اس شخص کو نہ بخشے گا۔ جو علی کی ولایت کا منکر ہو۔ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء سے مطلب ہے کہ جو علی کے دوستدار ہیں ان کو

بخش دیگا۔ (ص ۱۷۰) حاشیہ ترجمہ قرآن از مولوی مقبول احمد)

سبائیت کی جسارت و بے باکی یا بے ایمانی کی داد دیجئے کہ خدا کے مقام پر حضرت علیؓ کو بٹھادیا۔

۲۔ ان الذین امنوثم کفروا ثم ازدادوا کفرا (نساء ع ۲۰)

تفسیر عیاشی میں جناب جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ مراد ان سے وہ دونوں ہیں اور ان کا تیسرا اور چوتھا (یعنی ابو عبیدہ بن الجراح اور سالم مولائے حذیفہ) اور ثالث اور عبد الرحمٰن اور طلحہ سب ساتھ ساتھ تھے۔ اس حدیث کے آخر میں ان کے ایمان اور کفر کے مراتب کا بھی ذکر ہے اور جناب جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ یہ فلاں فلاں کے بارے میں نازل ہوئی کہ جب وہ ابتدائے اسلام میں ایمان لائے اس کو تو خدا نے فرمایا امنوا پھر جب ولایت انہیں جتلائی گئی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے ان سے فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔ تو اس وقت ان کے دلوں نے انکار کیا اسے پھر جب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علی کو میرا جانشین اور امیر المومنینؓ تسلیم کرنے کی بیعت کرو تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور بیعت کی۔ اسے خدا فرماتا ہے۔ ثم امنو پھر جب رسول خدا کا انتقال ہوا، اور وہ اس بیعت پر قائم نہ رہے اسے خدا فرماتا ہے۔ ثم کفروا بلکہ ان لوگوں نے جو بحکم رسول خدا فرماتا ہے۔ ثم ازدادوا کفرا جس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کا کوئی جزو تو کہاں باقی رہتا کفر بھی معمول سے کہیں زیادہ بڑھ گیا۔ (ص ۱۹۸)

خمینی صاحب اور توہین رسالت

یوں تو خمینی صاحب کے عقیدہ کے مطابق توحید، قرآن اور تمام ضروریات دین کے متعلق جملہ تصریحات اہل بیت سے جدا ہیں۔ تاہم ان کی تصانیف میں جو باتیں واشگاف طور پر سامنے آئی ہیں۔ ان میں صرف اصحاب ثلاثہ کی توہین نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم بھی ان کے نشانہ قلم سے محفوظ نہ رہ سکے۔ خود حضرت علیؓ کو خمینی صاحب نے معاف نہیں کیا، ان کے مختار کل معصوم اور قادر ہونے کا عقیدہ رکھنے کے باوجود ان کی بیچارگی اور بے بسی سے متعلق ایسی ایسی روائتیں نقل کردی ہیں کہ ہر انسان حیران رہ جاتا ہے۔

اپنی معرکتہ الاراء کشف الاسرار میں خمینی صاحب رقم طراز ہیں۔

اقامت علی کے اعلان سے حضور ﷺ کا خوف

"خود حضور ﷺ بھی حضرت علی کی امامت کے اعلان کرنے سے ڈرتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۶۷

یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے تحت شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی نے بھی آیت بلغ ما انزل الیک من ربک کے تحت لکھا ہے کہ یہ احکام سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے خوفزدہ ہوئے کہ ایسا نہ ہو کہ اہل شقاق ونفاق پراگندہ ہو جائیں اور اپنی جاہلیت اور کفر کی طرف پلٹ جائیں کیونکہ آنحضرتؐ جانتے تھے کہ ان کو علیؓ سے کس درجہ عداوت ہے اور ان کی طرف سے ان کے دلوں میں کس قدر کینے بھرے ہوئے ہیں۔ لہذا جبریلؑ سے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کریں کہ مجھے منافقوں کے شر سے محفظ رکھے۔ وہاں پھر جبریلؑ نازل ہوئے لیکن حفاظت کی آیت نہ لائے تو حضرت نے فرمایا کہ اے جبریل میں اپنی قوم سے ڈرتا ہوں کہ وہ میری تکذیب کریں گے۔ الخ (حیات القلوب) مترجم جلد ۲ ص ۸۰۷ ناشر امامیہ کتب خانہ موچی دروازہ لاہور۔ لکھتے ہیں:

از یں آیت بواسطہ ایں قرائن و نقل احادیث کثیرہ معلوم مشہور کہ پیغمبر در تبلیغ امامت خوف از مردم داشتہ و اگر کسے رجوع بتواریخ واخبار کندمی فہمد کہ ترس پیغمبر بجابودہ۔ ولے

خداوندا او را امر کرد کہ باید تبلیغ کنی و وعدہ کرد کہ او را حفظ کندا و نیز تبلیغ کردو در بارہ ان شہنشبا کرد تا آخرین نفس ولے حزب مخالف نگذاشت کار انجام گیرد (کشف اسرار ص ۱۲۵)

ترجمہ: "ان قرائن اور احادیث کثیرہ کی بناء پر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبرؐ (حضرت علیؓ کی) امامت کی تبلیغ (واعلان) میں لوگوں سے ڈرتے تھے اور اگر کوئی شخص تاریخی کتب اور روایات کا مطالعہ کرے تو وہ سمجھ جائے گا کہ پیغمبرؐ کا خوف بجا تھا مگر خدا نے آپ کو حکم دیا کہ آپ ضرور یہ حکم پہنچادیں اور آپ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور آپؐ نے یہ حکم پہنچا بھی دیا اور آخری دم تک کوششیں بھی کیں (کہ میرے بعد حضرت علیؓ کو خلیفہ بنایا جائے لیکن حزب مخالف نے یہ کام پورا نہ ہونے دیا۔

رسول خدا نے ڈرتے ڈرتے بمشکل جان کی حفاظت کے وعدہ خداوندی کے بعد حضرت علیؓ کی امامت کا اعلان کیا لیکن صحابہ کرامؓ کے حزب اختلاف نے جو کثیر تعداد میں تھا۔ (یعنی حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی پارٹی) اس کے حکم میں مخالفت کی اور بجائے حضرت علیؓ کے زبردستی خود خلیفہ بن بیٹھے۔

یہ ہے خمینی صاحب کے نزدیک "امامت علی" اور نبوت محمدی کی حیثیت تو پھر خمینی کی امامت کی شان کیا ہو گی؟

رسول خدا کامیاب نہیں ہوئے

تہران ٹائمز ۲۹ جون ۱۹۸۰ء میں خمینی صاحب کا ایک پیغام شائع ہوا تھا جو انہوں نے نیشنل ٹیلی وژن کے دوسرے حصے کے افتتاح کے موقع پر دیا تھا۔ اس میں انہوں نے

امام مہدی کے متعلق اس نظریہ کا اظہار کیا تھا کہ امام زماں سماجی بہبود اور انصاف کا پیغام لائیں گے جس سے تمام دنیا کی کایا پلٹ جائے گی۔ یہ ایک ایسا کام ہے۔ جس کو حاصل کرنے کے لئے حضرت محمد ﷺ بھی مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوئے تھے اگر رسول اللہ کے لئے مسلمانوں کو بہت خوشی ہے تو امام زمان کے لئے تمام انسانوں کو بہت خوشی ہونی چاہیے۔ میں اس کو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے بہت کچھ زیادہ تھے۔ میں اس کو سب سے پہلا بھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس کا کوئی دوسرا نہیں (ماخوذ از پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ ۱۰۔ اگست ۱۹۸۰ء) اور تعمیر حیات نے یہ پیغام کویت کے رزنامہ الرای العام سے نقل کیا ہے۔

رسول خدا مہدی کی بیعت کریں گے۔

خمینی صاحب کا یہ پیغام ان کی ان مذہبی روایات کی بنیاد پر ہی ہے۔ چنانچہ شیعہ المحد ثین علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں۔

> و نعمانی روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقرؒ کہ چوں قائم آل محمد ﷺ بیروں آید خدا اورا یاری کند بملائکہ و اول کسیکہ بااو بیعت کند محمد باشد و بعد ازاں علیؓ (حق الیقین فارسی ص ۳۴۷ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:۔ "نعمانی نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے خدا ملائکہ کے ذریعے ان کی مدد کرے گا اور سب سے پہلے جو آپ کی بیعت کریں گے وہ محمد ہونگے اور آپ ؐ کے بعد علیؓ"۔

یہ ہے عقیدہ امامت کا نتیجہ کہ آخری امام مہدی کی امامت کبریٰ کے تابع العیاذ

باللہ خود امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہونگے اور ابو الائمہ علی خلیفہ بلا فصل بھی۔

حضرت علیؓ کی توہین

خمینی صاحب نے تو یہاں تک تسلیم کیا ہے کہ باوجود ظالم اور شقی ہونے قاضی کو حضرت علیؓ منصب قضا سے ہٹا نہیں سکے۔

ملاحظہ ہو!

"حضرت امیر نے شریح کو خطاب کیا کہ تم ایسے منصب پر بیٹھے ہو کہ جس پر سوائے نبی وصی بنی یا شقی کے کوئی نہیں بیٹھ سکتا اور شریح چونکہ نبی یا وصی نبی نہ تھا للذا شقی مصرحا" جو منصب قضاء پر بیٹھا تھا۔ شریح وہ شخص ہے جو پچاس ساٹھ سال کوفہ میں منصب قضاء پر رہا اور ان علماء کے قول کے مطابق اس نے معاویہ کی بارگاہ میں قرب حاصل کرسکنے کی باتیں کی ہیں اور فتوے صادر کیئے ہیں اور حکومت اسلامی کے خلاف کام کیا ہے۔ حضرت امیر اپنی حکومت کے دوران بھی اسے معزول نہ کرسکے لوگوں نے ایسا نہ کرنے دیا اور اس عنوان سے کہ شیخین نے اسے نصب کیا ہے اور آپ ان کے خلاف عمل نہ کیجئے اسے آنحضرتؐ کی حکومت عدل پہ لادیا گیا۔

(حکومت اسلامی یا ولایت فقیہہ، ص ۱۱۶)

یہی روایت من و عن فروع کافی ص ۲۳۳ پر بھی مرقوم ہے۔

آپ نے دیکھا حضرت علیؓ کو مشکل کشا اور مختار اور قادر مانا جاتا ہے وہ برسر اقتدار آکر ایک قاضی کو برطرف نہیں کرسکے ہیں۔ اس عبارت میں خمینی صاحب نے اپنے بھی عقیدہ کی دھجیاں کس طرح بکھیری ہیں --- اس پر ہمیں کلام کرنے کی ضرورت نہیں۔

جنت میں سب سے پہلے علیؓ داخل ہوں گے۔

توہین رسالت کا ارتکاب کوئی نئی بات نہیں اس بارے میں ان کے مزعومہ آئمہ کی طرف ایسی ایسی باتیں منسوب ہیں کہ انسانی عقل ان کے ذکر پر ماتم کرنے لگتی ہے۔ شیعہ مصنف علامہ سید عبد اللہ کا قول ملاحظہ ہو۔

"صدوق نے عیون میں حضرت رضا کاظم سے انہوں نے اپنے ابا سے اور انہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یاعلی انت اول من یدخل الجنہ — اے علی جنت میں سب سے پہلے تو داخل ہو گا۔

شیعہ اور حضورؐ ایک نور سے پیدا ہوئے

شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی کتاب الحجہ کی ایک روایت ملاحظہ ہو۔

امرنا الله تبليغ فبلغنا عن الله ما امرنا تبليغه فلم محدله موضعا ولاحمالته تحيملونه حتى خلق الله لذالك اقواما خلقوا من طينه خلق منها محمد صلى الله عليه وسلم وذريته ومن نور خلق الله منه محمدا

اللہ نے ہمیں تبلیغ کا حکم دیا بس ہم نے تبلیغ کی اور ہمیں نہ اس کا کوئی محل ملا نہ کوئی اس کا متحمل نظر آیا حتیٰ کہ اللہ نے ایک قوم پیدا کی وہ شیعہ کی مٹی سے پیدا کئے گئے اور آپ کی آل واولاد کو اس نور سے پیدا کیا گیا۔

باب 4

شیعہ اور قرآن عظیم

۱۴ سو سال سے امت مسلمہ کے تمام فرقوں آئمہ مجتہدین، اولیاء اقطاب اور جمیع مسلمانان عالم کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن عظیم، کتاب اللہ کلام اللہ اور نور مبین ہے۔ سابقہ کتب اور قرآن میں وجہ امتیاز یہی ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ ایک ایک سطر جوں کی توں ہے۔ کیوں نہ ہو خود باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون

"ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کو جملہ فعلیہ کی بجائے جملہ اسمیہ کے ساتھ بیان فرمایا اور علم بلاغت کے مطابق جملہ اسمیہ استمرار کے لئے ہوتا ہے یعنی ہم قرآن کی ہمیشہ حفاظت کرتے رہیں گے۔ حفاظت قرآن کے سلسلہ میں دوسری آیات سورۃ السجدہ (پارہ ۲۴)، سورۃ قیامت (پارہ ۲۹) وغیرہ میں موجود ہیں۔ ان آیات قرآنی سے یہ حقیقت ثابت ہو گئی کہ قرآن مجید ہر قسم کی تحریف و تبدل اور تغیر و ترمیم سے محفوظ ہے۔ اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق اس کی زیر، زبر، پیش میں بھی کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ پھر اس کی آیات اور سورتوں کی ترتیب بھی مخصوص ہے۔ الغرض آج کا یہ قرآن بعینہ وہی ہے جسے اللہ کے آخری رسول معصوم نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔

شیعہ کا مذہب

شیعہ کا اصول و ارکان میں توحید باری تعالیٰ کے انحراف کے بعد قرآن کریم کی تحریف کا نمبر ہے۔ اہل اسلام کے اجماعی عقیدہ کے خلاف دنیا بھر کے تمام شیعوں کا موقف

یہ ہے کہ قرآن کریم موجودہ شکل میں کلام ربانی نہیں صحیفہ عثمانی ہے یہ صحابہ کی تالیف ہے۔ اس کی ترتیب میں صحابہؓ نے تغیر و تبدل کر دیا ہے۔ ملت شیعہ کا ایمان ہے کہ تحریف کی جتنی قسمیں ممکن تھیں۔ سب اس قرآن میں ہوئی ہیں۔ اس میں کمی ہوئی ہے بعض آیتیں اور سورتیں تک نکالی لی گئی ہیں۔ اس میں زیادتی بھی ہوئی ہے۔ انسانی کلام میں جابجا شامل کر دیا گیا ہے۔ پھر اس کے الفاظ اور حروف میں بھی تبدیلی ہوئی ہے اور کی ترتیب تو مکمل طور پر بدل دی گئی ہے۔ ترتیب کی چار قسمیں ہیں۔ سورتوں کی ترتیب، آیتوں کی ترتیب، الفاظ و کلمات کی ترتیب اور حروف کی ترتیب۔ یہ چاروں قسم کی ترتیب بگاڑ دی گئی ہے۔

(راقم نے یہاں تمام شیعوں کا لفظ لکھا کہ تحریف قرآن کے تمام شواہد شیعہ کے مزعومہ (۱۲) اماموں کی کتابوں میں موجود ہیں اور ہر شیعہ ان آئمہ کا پیروکار ہے۔ اب اگر کوئی شیعہ قرآن موجودہ کو صحیح کہتا ہے تو پہلے اسے بارہ اماموں سے انحراف کرنا پڑے گا۔ ورنہ وہ اہل اسلام کو دھوکہ دے کر تقیہ کے طور پر کلام کر رہا ہے۔)

تحریف قرآنی کا بانی ابن سبا ہے۔ اسے کلام کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے، غلط باتیں منسوب کرنے، من گھڑت افواہیں اڑانے میں خاص ملکہ تھا۔ سیدنا جعفر صادق کس دلسوزی کے ساتھ اس محرف قرآن کا ذکر فرماتے ہیں۔

انا اہل بیت صادقون لا نخلو من کذاب

ہم اہل بیت سچے ہیں مگر ہمارے ساتھ کذاب ضرور لگا رہا۔

عبداللہ بن سبا، حضرت علیؓ اور اولاد علی پر بھی جھوٹ بولتا تھا۔

ایک حقیقت

علامہ سید نوارالحسن بخاریؒ اپنی معرکتہ الآرا تالیف "کشف الحقائق" میں رقم طراز ہیں۔

"اس حقیقت کو کبھی نہ بھولنا چاہیے کہ حق و صداقت کے خلاف سیدنا علیؓ اور اولاد علی کا جو بھی قول نظر آئے یقین کر لیجئے کہ وہ مکذوبہ قول آل سبا نے خود اختراع کر کے ان حضرات کی طرف غلط طور پر منسوب کر دیا ہے۔ وہ حضرات اس سے بری ہیں۔"[1]

تحریف قرآن کے چند نمونے

شیعہ کے نزدیک حضرت علیؓ کا قرآن

واللہ ماترونہ بعد یومکم ھذا ابدا

خدا کی قسم آج کے بعد تم اسے کبھی نہ دیکھو گے۔

سالم سلمہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے جعفر صادقؒ کے سامنے قرآن پڑھا میں بھی سن رہا تھا۔ وہ کچھ ایسے الفاظ پڑھ رہا تھا جو عام لوگوں کی (مروجہ) قرات کے مطابق نہ تھے۔ تو جعفر صادقؒ نے فرمایا۔

کف عن ھذا القراہ وقرا کما یقرا الناس

"تم اس قرات سے باز آجاؤ! اسی طرح پڑھو جس طرح سب پڑھتے ہیں۔"

حتی یقوم القائم فاذا قام القائم قرا کتاب اللہ علی حدہ واخرج المصحف الذی کتبہ علی علیہ السلام وقال اخرجہ علی علیہ السلام الی الناس فرغ منہ وکتبہ فقال لھم ھذا کتاب اللہ عزوجل کما انزلہ اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تا آنکہ قائم بارھویں امام جو غار میں میں (بند ہیں) نہ ظاہر ہو جائیں گے تو کتاب اللہ کو اصلی قرات سے پڑھیں گے اور اس مصحف کو نکالیں گے جسے علیؓ نے لکھا تھا۔ حضرت جعفر صادق نے کہا کہ علی نے اس مصحف کو جب کہ وہ اسے لکھ کر فارغ ہوئے تھے لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا اور

فرمایا تھا کہ یہ ہے اللہ کی کتاب جس طرح اس نے محمدؐ پہ نازل فرمائی تھی میں نے اس کو دو لوحوں سے جمع کیا ہے مگر لوگوں نے کہا ہمارے پاس تو قرآن موجود ہے ہمیں تمہارے اس مصحف کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا اچھا تو خدا کی قسم آج کے بعد تم اسے کبھی نہ دیکھو گے میرا تو یہ فرض تھا کہ جب میں نے اسے جمع کر لیا تو تمہیں اس کی خبر کر دوں تاکہ تم اس کو پڑھو۔

(کشف الحقائق ص ۱۰۰)

گیارھویں صدی کا شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ بعد رسولؐ حضرت علیؓ اپنی خلافت کے متعلق لوگوں سے مایوس ہو کر قرآن جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔

چوں دراں قران چندایت بود کہ انکفرو نفاق اں قوم و خلافت علی بن ابی طالب و فرزنداں اود صریح بود عمر اں را قبول نہ کرد

چونکہ اس قرآن میں اس قوم کے منافقین کے کفر و نفاق کے متعلق کئی آیات تھیں اور اس قرآن میں حضرت علی اور ان کے بیٹوں کی خدمت صریح طور پر مذکور تھی لہٰذا حضرت عمرؓ نے اسے قبول نہ کیا

تحریف قرآن

اس مذہب کے اکابر واعظم علماء کی نگاہ میں

اس مذہب کے بانیان و موجدین نے قرآن سے متعلق اپنی خانہ ساز مصنوعی منترعہ مکتوبہ روایات اللہ کے نیک بندوں سیدنا علیؓ و ابنائے علی سے منسوب کر کے مشہور کر دیں۔ ان کا نمونہ پیش کر دیا گیا ہے۔ اب اس مذہب کے مشاہیر علماء و مجتہدین کے اقوال تحریف قرآن سے متعلق ملاحظہ ہوں۔ تفسیر صافی میں ہے۔

واما اعتقاد مشائخنا فی ذالک فالظاهر من ثقته الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی انه کان قائل التحریف والنقصان فی القران وکذالک استاده علی بن ابراہیم القمی فان تفسیره منه علوفیه وکذالک شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی فانه ایضا

ہمارے بزرگ علماء کا اعتقاد اس بارے میں یہ ہے کہ ثقتہ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی سے ثابت ہے کہ وہ قرآن میں تحریف اور کمی کے معتقد تھے اور اسی طرح ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی کی تفسیر روایات تحریف قرآن کے عقیدے سے خالی ہیں اور اسی طرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی بھی اپنی کتاب احتجاج طبرسی میں انہی دونوں کے طرز پر سخن آراء ہوتے ہیں۔

اس مذہب کے شہرہ آفاق محدث علامہ کلینی مفسر اعظم علامہ قمی اور مشہور فاضل طبرسی جیسے اکابر و اعظم و مشائخ کا تحریف قرآن پر متفقہ عقیدہ و ایمان ہے۔

تمہارا قرآن

اصولی کافی اور احتجاج طبرسی کی روایات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ان

حضرات کے نزدیک موجودہ قرآن مسلمانوں کا قرآن ہے۔ اس سے ان حضرات کا کوئی تعلق حتیٰ کہ برائے نام بھی تعلق نہیں۔ اس لئے موجودہ قرآن کو وہ اپنا قرآن نہ مانتے ہیں نہ کہتے ہیں اسے کہتے ہیں قرآن! قرآنکم

اصولی کافی میں سیدنا جعفر صادق سے منقول ہے۔ فرمایا:

وان عندنا لمصحف فاطمه ویدیهم ما مصحف فاطمه قال مصحف فیه مثل قرانکم هذا ثلثه مرات والله ما فیه من قرانکم حرف واحد

بے شک ہمارے پاس مصحف فاطمہ ہے اور لوگوں کو کیا معلوم مصحف فاطمہ کیا چیز ہے؟ وہ ایک مصحف ہے جو اس تمہارے قرآن سے تگنا ہے۔ واللہ تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے۔

تحریف قرآن کی روایات متواتر ہیں اور امامت کی روایات سے کم نہیں

اس مذہب میں تیسری صدی کے شیعہ امام کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) ہیں جن کا تذکرہ ابھی مذکور ہوا ہے۔ اب اس بارے میں ان کے گیارھویں صدی کے ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱ھ) کا اعتقاد ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں!

ولا یخفی انا هذا الخبر وکثیرنا من الاخبار الصحیحه صریحه فی نقص القرآن وتغییره وعندی انالا اخبار فی هذا الباب متواتره یعنی معنی وطرح جمیعها یوجب رفع الاعتقاد

مخفی نہ رہے کہ یہ حدیث اور اکثر تعداد میں احادیث صریح قرآن میں کمی اور اس کی تحریف قرآن کی روایتیں متواتر مجموعی ہیں اور ان تمام روایتوں کو ترک کرنے سے پورے مجموعہ حدیث سے اعتماد اٹھ

عن الاخبار لاسا بدظنی ان الاخبار فی ہذا اللباب لا لعصر عن اخبار الامامہ

جائے گا بلکہ میرے خیال میں تحریف قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت کی روایتوں سے کم نہیں اگر روایات تحریف قرآن اعتبار نہ کیا جائے تو روایات سے مسئلہ امامت کیسے ثابت ہو گا۔

یعنی مسئلہ امامت کی اصل و اساس تو صرف روایات پر قائم ہے۔ قرآن کریم میں تو اس امامت کا ذکر تو کیا اشارہ تک نہیں اگر روایات پر اعتماد نہ رہے تو امامت کیسے ثابت ہو گی؟

ان کا مشہور و معروف مجتہد قاضی نور اللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) لکھتا ہے۔

"قبائل تیم عدی بنو امیہ اور بنو عباس کے بادشاہوں نے جب خلافت اور بادشاہی حاصل کی اور دین کو ہر مصیبت میں مبتلا کر دیا انہوں نے کتاب اللہ میں تحریف کر ڈالی اور سنت رسول کو بدل ڈالا۔"

اسے کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

دو(۲) ہزار سے زائد روایات

اس مذہب کے گیارہویں صدی کے مجدد ملا باقر مجلسی کے نزدیک تحریف قرآن کی روایات متواتر و مستند ہیں اور ان کی تعداد مسئلہ امامت کی روایات سے کم نہیں۔ آئمہ آل رسول سے منسوب ان متواتر روایات کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے جیسا کہ فصل الخطاب میں ہے۔ قرآن کریم کے بعض کلمات، آیات اور سورتوں میں تحریف سے متعلق احادیث۔

ھی کثیر جدا حتی قال السید نعمت الله الجزائری فی بعض مولفاته کما حکی عتم الشا اخبارا للدلالته علی ذالک نزید علی الفی حدیث وردعلی استضا منها جماعه الحقق الداعاوالعلامه المجلسی

یہ بہت ہی زیادہ ہیں یہاں تک کہ سید نعمت اللہ الجزائری نے اپنی تالیفات میں لکھا ہے کہ بے شکہ تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی روایات دو ہزار احادیث سے زائد ہیں اور علماء کی ایک جماعت مثلاً شیخ مفید علامہ مجلسی وغیرہم نے ان روایات کے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا ہے بلکہ شیخ نے بھی اپنی کتاب میں ایسی روایات کی کثرت کی تصریح کی ہے بلکہ ایک جماعت نے ان کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

یعنی سید محدث الجزائری نے الانوار میں لکھا ہے کہ قرآن میں کلام مضمون اور اعراب میں تحریف اور ان کے بارے میں متواترہ روایات کی صحت پر ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے۔

فصل الخطاب ہی میں مرقوم ہے۔

ویروی عن کثیر من قدماء الروافض ان ہذا القران الذی عندنا لیس ھوالذی انزل الله علی محمد صلی الله علیه وسلم بل غیر وبدل ونیدافیه

اور کثیر قدماء میں روافض سے روایت ہے کہ موجودہ قرآن وہ نہیں جو محمدؐ پر نازل ہوا تھا بلکہ اس میں تغیر و تبدل کر دیا گیا اور اس میں اضافہ بھی کر دیا گیا اور کمی بھی کر دی گئی۔

باب 5

شیعہ اور مسئلہ ختم نبوت

آنحضرت ﷺ کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ رکھنا ضروریات دین میں سے ہے۔ جس شخص کا ختم نبوت پر ایمان نہ ہو وہ بالاتفاق کافر اور خارج از اسلام ہے تاہم ایک شخص وہ ہے جو زبان سے تو کسی کو نبی نہیں کہتا لیکن نبوت کی تمام خصائص و صفات کو ان میں مانتا ہے تو وہ بھی اسی طرح کافر اور مرتد ہے۔ زبان سے نبی نہ کہنے سے اس کا کفر ختم نہیں ہوتا۔

آپ حیران ہوں گے کہ جناب خمینی صاحب اپنی پوری جماعت شیعہ کے سامنے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ تو آخری نبی ہیں مگر آپ کے بعد ۱۲۔ ایسی شخصیات ہیں جن میں انبیاء والی تمام صفات موجود ہیں۔ اہل سنت تو آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی (امام نمانی) کو کافر بتارہے ہیں مگر اس کا کیا کیا جائے خمینی صاحب اور ان کے شیعہ ۱۲۔ آئمہ تو نبیوں کی طرح معصوم، مفترض الطاعۃ وغیرہ جانتے ہیں۔

راقم کا وجدان ہے کہ خمینی صاحب اور ان کی جماعت واضح طور پر اس مسئلہ میں تقیہ کئے ہوئے ہے لیکن امام الهند شاہ ولی اللہ کی تصریحات کے مطابق ان کا یہ تقیہ بھی ان کو کفر سے بچانہیں سکتا۔

"جو شخص یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم نبوت ہیں لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو نبی کا نام نہ دیا جائے اور نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کسی انسان کا اللہ کی طرف سے مخلوق کی طرف مفترض الطاعۃ اور گناہوں سے معصوم ہونا، اب اگر کوئی کہے کہ یہ صفات نبی کریم کے بعد آئمہ میں بھی موجود ہیں پس یہی شخص زندیق ہے اور کافر

ہے علماء حنفیہ و شافعیہ اس کے قتل پر متفق ہیں۔"

مقصد یہ ہے کہ حضورؐ کے بعد نبی تو کسی کو نہ کہا جائے مگر حقیقت ختم نبوت کا صریح انکار کیا اور نبوت کی حقیقت کو امامت کے نام سے نبی کریم کے بعد جاری رکھا جائے تو خواہ زبان سے حضورؐ کو ہزار بار خاتم النبیین کہتا رہے یہ زندقہ اور الحاد ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا بلاشبہ منکر ختم نبوت ہے۔

جملہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم المعصومین مفترض الطاعۃ اور مامور من اللہ ہیں اور عصمت خاصہ انبیاء ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی معصوم مفترض الاطاعۃ ہوا ہے نہ قیامت تک ہوگا۔ آپ کے بعد کسی کو آپ کا مثل اور معصوم ماننا شرک فی النبوۃ ہے۔ جناب خمینی کی تصانیف کے باب میں ان کے نقطہ نظر کے بیان کے بعد ان کو اور ان کی جماعت کے کسی فرد و بشر کو ہم کس طرح ختم نبوت کا قائل کریں۔

راقم کی معلومات میں پوری دنیا کا کوئی شیعہ ایسا نہیں ہے جو اپنے آئمہ کو معصوم اور مفترض الطاعۃ تسلیم نہ کرتا ہو اور حقیقت میں یہی ختم نبوت کا انکار ہے۔ کیونکہ صرف ختم نبوت کے باقی رکھنے سے ضروریات دین کا تقاضا پورا نہیں ہوتا چنانچہ گیارہویں صدی کے شیعہ امام نے تکلف بر طرف کر کے حقیقت بیان کر دی ہے۔

امامت ہی فی الحقیقت نبوت ہے۔

ملا باقر مجلسی رقم طراز ہیں۔

مرتبہ امامت نظیر مرتبہ نبوت و مثل است بلکہ چنانچہ نبوت رسالتے است از جانب خدا بو ساطت ملک، امامت نیز فی الحقیقت نبوی است بو ساطت نبی،

(حیات القلوب مطبوعہ ایران ج ۳ ص ۸۱)

امامت نظیر نبوت یا مثل نبوت ہی نہیں فی الحقیقہ نبوت ہے۔ نبوت جرائیل کے واسطے سے ہے اور امامت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے "

یہ عام شیعہ کی روایت نہیں بلکہ جناب خمینی کے معتمد مجتہد ملا باقر مجلسی کا قول ہے۔

ماتم اور تعزیہ داری

ماتم اور تعزیہ داری کا اسلام میں کوئی تصور نہیں اگر کسی کی وفات یا شہادت پر ماتم اور نوحہ جائز ہوتا تو خود حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ حضورؐ کی وفات پر ماتم کرتے، حضرت علیؓ کی شہادت پر حضرت حسینؓ اور حضرت حمزہ کی شہادت پر حضورؐ نے ماتم کیا یا نوحہ۔ بلکہ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"جس نے ماتم کیا گریبان پھاڑا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔" (الحدیث)

قرون اولیٰ، عہد آئمہ و تابعین کے زمانے میں دور دور تک یہ رسم نظر نہیں آتی ملاحظہ ہو۔ شیخ عمر دین الوردی اپنی تاریخ میں رقم طراز ہیں۔

"۳۵۲ھ میں معز الدولہ نے نوحہ کرنے پر طمانچے مارنے اور عورتوں کے بال بکھیرنے کا امام حسینؓ کی مصیبت میں حکم دیا اور اہل سنت بسبب شیعہ بادشاہ کو اس کو روکنے سے عاجز رہے۔"

("مجاہد اعظم")

تقی الدین مقیری نے کتاب الحطط میں لکھا ہے کہ ۳۶۴ھ میں نواب معز الدولہ کے جانشین معز الدین نے شیعوں کی طرف سے مشہد کلثوم اور تعزیہ بھیجا اور وہ امام حسینؓ پر نوحہ وبکا کرتے تھے۔

معلوم ہوا یہ رسم چوتھی صدی ہجری کے وسط میں جاری ہوئی تاہم ہندوستان میں شیعہ کی ریاستوں میں بھی اس رسم کا ثبوت نہیں ملتا۔ برصغیر میں یہ رسم آصف الدولہ کے زمانہ میں جاری ہوئی۔ "مجاہد اعظم" کتاب کے شیعہ مولف کی کھری بات ملاحظہ ہو۔

"تعزیے جس طرح ہندوپاک میں ہوتے ہیں کہیں بھی نہیں ہوئے۔ یہاں تک کہ ایران جو شیعوں کا خاص گھر ہے۔ وہاں بھی اس کا رواج نہیں۔ ہندوستان کے طول و عرض میں ہر جگہ شیعہ تعزیہ بناتے ہیں۔ آخر اس رسم کی ابتداء کب ہوئی؟ کیسے ہوئی؟ کس نے کی؟ کیوں کی؟ اس کے جواب سے تاریخ خاموش ہے۔

("مجاہد اعظم")

گنبد دار تعزیے کا رواج لکھنؤ سے ہوا بعض سن رسیدہ بزرگوں سے سنا گیا کہ آغاز زمانہ نواب آصف الدولہ میں اول ایک سبزی فروش نے بانس اور کاغذ کا تعزیہ بنایا۔ بنیوں، نیچہ بندوں، قصابوں کے علاوہ ایشری ساہ، بقال ہیرا لال بھرجی، سوہن بقال، گرو تنبولی پھمن لقال سوہن نجار کے تعزیوں کا ذکر بھی "مجاہد اعظم" میں موجود ہے۔ تعزیے معزالدولہ کے دور میں بنائے گئے مگر گشت نہ کرائے گئے حالانکہ ماتم حسین منانے کی ابتدا واقعہ کربلا سے تین سال بعد اسی زمانہ میں بغداد میں ہوئی مگر تعزیہ کی گشت کی ابتداء لکھنؤ سے ہوئی

(توضیح المسائل از خمینی)

شواہد الصادقین میں شیعہ مجتہد سید احمد شاہ لکھتے ہیں۔ تعزیہ، علم اور ذوالجناح شعائر خدا ہیں سوال پیدا ہوتا ہے۔ تین سو سال تک خدا کے یہ شعائر کس غار میں روپوش رہے۔ شیعہ نے قران کریم اور آنحضرتؐ کی تعلیمات میں اس قدر تحریف کی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اذان کے آخر میں "حی علی خیر العمل" "علی ولی اللہ وصی رسول اللہ" کا اضافہ کر کے آنحضرت کے دین کو نامکمل ثابت کرنے کی کوشش کی۔

متعہ یعنی مرد عورت کے باہمی رضا و رغبت کے ساتھ ہمبستر ہونے کا عقیدہ گھڑ کر زناء اور بد معاشی کا دروازہ کھولا پھر اسی پر بس نہیں بلکہ متعہ کرنے والے کے لئے خود ساختہ فضائل کی روائتیں گھڑ کر پوری امت مسلمہ کی توہین کی گئی۔ خمینی صاحب نے توضیح المسائل میں کھلے طور پر اس زناء کی اجازت دی ہے۔

(توضیح المسائل از خمینی)

متعہ کرنے کے ثواب کے بارے میں ایسی حدیث گھڑی گئی کہ اس کے بیان سے انسانیت کا ماتھا شرم سے جھک جاتا ہے۔

باب 6

ایران میں شیعہ مذہب کا پس منظر

بعثت نبویؐ سے قبل دنیا میں دو بڑی بڑی طاقتیں افق عالم پر جلوہ گر تھیں۔ ایران اور روما کی ان دو سلطنتوں کے درمیان محمدی انقلاب ایک تیسری طاقت کی صورت نمودار ہوا۔ اسلامی طاقت کی روز افزوں ترقی نے رومی اور ایرانی فرمانرواؤں کو ششدر کر دیا......

۶۱۰ء میں رونما ہونے والے اس آفاقی انقلاب نے دیکھتے ہی دیکھتے غلامی و بے کسی، آمریت و فسطائیت، جہالت و غوائیت، پاپائیت و ششائیت نخوت و استکبار کے دلدادوں پر تپ لرزہ طاری کر دیا۔ عہد فاروقی میں قادسیہ، یرموک، حمص اور شمالی افریقہ کے تاریخ ساز معرکوں نے جہاں رومی آقاؤں کے غرور کو روندا وہاں مجوسیت کے بھڑکتے ہوئے شعلے بھی بجھا دیئے۔ نتیجتاً ایرانیوں اور رومیوں کو قیصرو کسریٰ کے ظلم و جور کے مقابلے میں اسلام کا ابر رحمت میسر آیا تو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے برس ہا برس کے محکوم و مجبور انسانوں نے دفعتاً آنحضرت کی دعوت کو خوش آمدید کہا۔

ایک طرف غلاموں پر رحمت کا مینہ برسا تو دوسری طرف عرب کے بدوؤں کی اس آناً فاناً کامیابی نے ایک طبقے پر عصبیت و قومیت کے ڈورے ڈال دیئے۔

اسلامی خلافت کے تاجدار ثانی سیدنا فاروق اعظمؓ کے دس سالہ مقدس دور نے پوری دنیا سے مجوسیت، یہودیت اور عیسائیت و بت پرستی کا جنازہ نکال دیا۔ ہزاروں سال کی قائم شدہ سطوتیں اور شوکتیں خاک تلے دب گئیں۔

تاہم عہد فاروقی کے بعد عہد عثمانی نے فتوحات میں جب طول کھینچا تو تعصب کی آگ بھڑک اٹھی۔ جس کے نتیجہ میں الکفر ملہ واحدہ کے مصداق مجوسیت و عیسائیت

اور یہودیت و بت پرستی باہم گلے مل گئیں۔ کہیں جیفونہ یہودی اور ابولولو مجوسی کے ذریعہ حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا۔ کہیں عبداللہ بن سبا کے ذریعے حضرت عثمانؓ کو دردناک طریقے سے آنحضرت ہی کے شہر میں بے دردی کے ساتھ ذبح کردیا گیا۔ اس کے بعد بھی اسلام ختم نہ ہوا تو حضرت علیؓ سے ایک سازش کے تحت اسلام کا مرکز اصلی چھڑایا گیا۔ یہود و مجوس ہی کے اس گٹھ جوڑ کے باعث سادہ لوح صحابہ کی جماعت میں اس غلط فہمیوں کے بیج بوئے گئے کہ جنگ جمل، صفین کے الم انگیز واقعات تاریخ کے اوراق پر ثبت ہو گئے۔

واقعہ کربلا اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی جو یہود و مجوس اور عیسایت کے باہمی اشتراک کے نتیجہ میں ظہور میں آئی۔

قومی عصبیت اور اسلام دشمنی کے نتیجے میں مجوسیوں ہی کی اولاد سے شیعہ مذہب نے ایران میں جنم لیا۔ بلاشبہ مجوسیوں کا ہی زاویہ عبداللہ بن سبا کے افکار کا آئینہ دار تھا۔ تاہم ایرانی مجوسیت پر فاروقیؓ اور عثمانیؓ حملوں کے انتقام کے طور پر صحابہ دشمن فتنہ کا ایران میں پروان چڑھنا بعید از قیاس بات نہ تھی۔

ابن خلکان کے قول کے مطابق عبداللہ بن میمون القداح ایرانی نے سب سے پہلے شیعہ مذہب کی بنیاد ایران میں رکھی۔ اس کے باپ کا نام ویصان تھا۔ یہ شخص مختلف ادیان و مذاہب کے اصولوں سے واقف تھا۔ اس نے زنادقہ کی تائید میں کتاب المیزان لکھی۔

یہ اہواز کے مضافات میں قوس العباس نامی ایک قریہ میں پیدا ہوا۔ نسلاً ایرانی تھا۔ حکیم فیض عالم صدیقی کی روایت کے مطابق یہ یہودی تھا۔ منافقانہ طور پر شیعوں کے غالی فرقہ خطابیہ میں شامل ہو کر ایران میں اس کی تبلیغ کرنے لگا۔ عبداللہ چاہتا تھا کہ اسلامی اقتدار کے حصول کے اسلامی معتقدات کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کردیا جائے۔ اس نے اپنی ذہانت سے کام لے کر اپنے اقتدار کے لئے نو مدارج قائم کئے جو یہودیوں کی فری میشنری تحریک کی طرح تھے۔ یہ چاہتا تھا کہ خود حکمرانی حاصل کرے اور اس کے بعد اس کی

اولاد حکمران ہو۔

MEMOISVRLES B./ PECOE E

اسماعیلی عقائد کے مطابق تمام مدارج طے کرنے کے بعد یہ آدمی معطل اور اپاہج بن جاتا ہے۔ یعنی اعمال شریعت چھوڑ دیتا تھا اور محرمات کو مباح سمجھتا تھا یہ کربلا سے مکہ پہنچا مگر وہاں کے لوگوں کو علم ہوا تو بھاگ نکلا اور سلمیہ پہنچا مہدی کے ظہور تک اس کے جانشین یہاں ہی رہے آگے چل کر اس کے بیٹے احمد نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد سے ہونے کا دعویٰ کیا اور بعد میں کاظمی ہونے کا مدعی ہوا اور ہمہ تن دعوۃ اسماعیلیہ میں منہمک ہو گیا۔ مختلف شہروں میں اپنے عقائد کا اظہار کرنے لگا۔ اس نے کسریٰ کی حکومت کو منہدم کرنے کی سازش بڑی چابکدستی سے تیار کی۔ وہ ایک ایسی تنظیم اور جانباز جماعت بنانے پر قادر ہو گیا جو اس کو تخت حکومت پر متمکن کرا سکے اگر خود نہیں تو اس کی اولاد حکمران بن سکے اس نے حیرت انگیز طور پر محنت کی۔ نہایت عیاری سے انسانی قلوب کی گہری معرفت کی بدولت اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنا دیا۔ (ملخص از عبرت نامہ اندلس مصنفہ ڈوزی) ہسٹری آف برٹین) پروفیسر رائن ہارٹ نے اپنی تالیف میں لکھا کہ!

"اس مقصد کے حصول کے لئے اس نے ذرائع کا ایسا مربوط سلسلہ قائم کیا جس کو بجا طور پر شیطانی کہا جا سکتا ہے۔ انسانی کمزوریوں سے ہر نہج پر فائدہ اٹھایا گیا بے دینوں اور آزاد منشوں کے لئے عیاشی، پختہ دماغ لوگوں کے لئے فلسفہ مذہبی متشددین کو باطنی اسرار و غوامض اور عوام کے سامنے عجوبات پیش کیئے۔ ایرانی اور لامی زندیقیت کے پرستاروں کے لئے مذہب کا ایک فلسفیانہ گورکھ دھندا پیش کیا اور یہ سب کچھ ایسی چابکدستی اور مستقبل مزاجی سے کیا جو لوگوں کے جنسی جذبات اور احساسات کو برانگیختہ کرنے والا تھا۔

ایران میں شیعہ مذہب کا دوسرا کردار

حسن بن صباح

حسن بن صباح رے (ایران کا ایک شہر) کا باشندہ تھا۔ حسن بن صباح کا پورا نام حسن بن علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن الصباح الجمیری تھا۔ زمانہ کے رواج کے مطابق اس نے اپنے نام کے ساتھ جمیری کا لفظ لگا کر اپنے آپ کو ایک عرب خاندان کی طرف منسوب کیا حقیقت میں وہ مجوسی النسل تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ریاضی ہندسہ حساب نجوم اور سحر وغیرہ مختلف علوم حاصل کئے کہتے ہیں۔ نظام الملک طوسی اور عمر خیام کا ہم سبق تھا۔ اس وقت وہ اپنے باپ کے مذہب پر اثنا عشری تھا۔ ابن صباح اسماعیلی داعی کی دعوت پر اسماعیلی ہو گیا۔ چونکہ بڑا ذہین تھا۔ اس لئے صوبہ اصفہان کے گورنر شیخ احمد تک پہنچ گیا۔ اس نے اسے مصر پہنچا دیا۔

اسکندریہ سے روانہ ہو کر۔ کربلا، دیزد، کرمان، طبرستان اور دامقان وغیرہ میں نزار کی امامت کی دعوت دیتا رہا۔ ملک شاہ سلجوقی کی طرف سے اصفہان اور قمسان کا حاکم مہدی ایک سادہ لوح علوی تھا۔ حسن بن صباح نے عبادت گذاری کا چکمہ دے کر اس سے قلعہ الموت لے لیا۔ اس قلعہ میں بیٹھ کر اس نے نہایت چابکدستی، ہشیاری، مکاری اور عیاری سے اپنا جال پھیلانا شروع کیا اور علوی کو قلعہ بند کر دیا۔ دعوت کا وہی نظام جو مصر سے دیکھ کر آیا اس پر رفیق لاحق اور فدائی کے درجات بڑھا دیئے گئے۔ فدائیوں میں نرے ان پڑھ اور جاہل مگر جانباز قسم کے نوجوان شریک کئے جاتے اور انہیں تمام فنون سپہ گری کی تعلیم دی جاتی۔ اس نے رفتہ رفتہ اعمال کی ترغیب کے لئے ایک جنت بنائی جس میں مختلف علاقوں سے خوبصورت دوشیزائیں اغواء کر کے لائیں گئیں۔ جنت میں ہر قسم کے پھلدار درخت، پھولوں والے پودے لگوائے اور چشمے بنوائے پہلے آدمی کو بھنگ بلا کر

مدہوشی کے عالم میں دلستان حوروں کی آغوش اور مسرتوں کے ہنگامے کا چھپانا۔ ٹھنڈے
اور خوشگوار چشموں کا پانی پھلوں اور پھولوں کی بہتات میں چند روز گذارنے کے بعد جب
اسے واپس منگوایا جاتا اور وہ ہوش میں آتا تو اس جنت گم شدہ کے حصول کے لئے بے
قرار ہو جاتا۔ اب اسے کہا جاتا کہ جب تم فلاں آدمی کو قتل کرو گے تو تمہیں اس کے بدلے
میں جنت میں جگہ دی جائے گی۔ حسن بن صباح نے اپنے ایسے فدائیوں سے اس دور کی
بڑی عظیم الشان ہستیوں کو قتل کرایا۔

باب 7

شیعہ کے مختلف فرقے

اس وقت پوری دنیا میں شیعہ کے جس قدر فرقے اور گروہ موجود ہیں۔ ان تمام کا شجرہ نسب یمنی یہودی عبد اللہ بن سبا تک پہنچتا ہے۔

وہی صحابہ کے باہمی اختلاف کو اجاگر کرنے، حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کا جھگڑا اٹھانے، رسالت کے مقابلے میں امامت کا ہوا گھڑنے اور خدائی توحید کے خلاف حضرت علیؓ کی مشکل کشائی کا اعلان کرنے اور قرآن میں کمی زیادتی کے عقائد کا بانی ہے۔ پچھلے صفحات میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اس وقت دنیا میں ۷۰ جماعتیں شیعہ ہونے کی دعویدار ہیں۔

شاہ عبد العزیزؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں ۱۰۰ سے زائد مولانا ثناء اللہ نے ۱۵۰۔ حکیم فیض عالم صدیقی نے ۵۱۔ کی تعداد لکھی ہے۔ شیخ عبد القادرؒ جیلانی نے غنیتہ الطالبین میں اور علامہ عبد الکریم شہرستانی نے اپنی کتاب الملل والنحل میں شیعوں کے فرقے ۱۲۰ نقل کیے ہیں۔

ان تمام کے عقائد کی بنیاد مسئلہ امامت، خلافت، الوہیت علی حضرت جعفر صادق کی الوہیت، نبوت علی، چہاردہ معصوم کی اصطلاح قرآن کے ستر گز لمبا ہونے اور قرآن کے چالیس سپاروں کا عقیدہ ہے۔

عصر حاضر میں چند قابل ذکر شیعہ کے گروہوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

سبائیہ

اس فرقے کا بانی یہودی النسل عبد اللہ بن سبا ہے۔ شیعوں کے تمام فرقوں کا ماخذ یہی شخص ہے۔ اسی شخص نے سب سے پہلے اسلام میں تشتت و افتراق کا بیج بویا۔ اس نے عوام

کو گمراہ کرنے کے لئے علی جز و خدا ہیں۔ کا نعرہ لگایا۔ ابتدا" اس نے علی کے وصی اور خلیفہ بلا فصل ہونے کا شوشہ چھوڑا۔

امامیہ اثنا عشریہ

سبائی گروہ کے بعد مختلف لوگوں نے اپنے اپنے ذہن کے مطابق امامت و خلافت اور الوہیت و مشکل کشائی کے نام پر ایسا معجون مرکب بنایا کہ فرقے ہی فرقے پھیل گئے انہی فرقوں میں ایک فرقہ اثنا عشریہ ہے۔ جو اپنے عقیدہ کے مطابق بارہ اماموں کے قائل ہیں۔ بارہ اماموں کے بارے میں تفصیلی بحث اسی کتاب میں اپنی جگہ موجود ہے۔

کیسانیہ

اس فرقہ کا بانی علیؓ کا غلام نو مسلم موسیٰ کیسان تھا۔ اس کے پیروکار حضرت علیؓ کے صاجزادے محمد بن حنیفہ کی شان میں غلو کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ محمد بن حنیفہ سے علوی ظاہری اور باطنی اور نزادی فتنے پیدا ہوئے۔

پروفیسر رائن ہارٹ ڈوزی کیسان کے متعلق رقم طراز ہیں۔

"اس کا عقیدہ تھا کہ بلا تامل اطاعت اور بلا کلام حکمبرداری ایک ایسے آدمی کی کی جائے۔ جو خدا بھی ہو یہ عقیدہ امت زردشت کا تھا اور کیسان چونکہ ایک زیر زمین نو مسلم مجوسیوں کے گروہ کا سرغنہ تھا۔ اس لئے عرب کے ان پڑھ نو مسلموں میں اس خیال کو پختہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو دیر نہ لگی پھر علیؓ اور معاویہؓ کی چپقلش نے بڑے بڑے جلیل القدر مسلمانوں کے اذہان کو پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔ چونکہ ان لوگوں کا حقیقی مقصد صرف اسلام دشمنی تھا اس لئے انہوں نے شیعیت کو ہی اپنی

مقصد براری کا ذریعہ بنایا اور من حیث المجموع شیعہ گروہ میں ہی شمار ہونے لگے۔ ان لوگوں نے شام اور اردن کی سرحد پر یروشلم کا اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ اس وقت بھی ان لوگوں کی آبادی ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہے۔ یہ لوگ اپنے عقائد کی بناء پر ہمیشہ دمشق کے (جو اہل سنت کی قوت کا مرکز ہے۔) مخالف رہے ہیں۔ شام میں ہونے والی تخریبی کاروائیوں میں ہمیشہ ان کا ہاتھ رہا۔ فرانسیسی استعمار نے انہیں استعمال کیا۔ اردن کے برطانوی انقلاب نے ان سے کام لیا۔ شام کی پہلی آزاد قومی حکومت کا تختہ الٹنے میں یہی لوگ حسنی الترعیم کا دست وبازو تھے۔

بعث پارٹی کی ریڑھ کی ہڈی بھی یہی لوگ تھے، فرانسیسی استعمار نے جو شامی فوج تیار کی اس میں انہیں کی اکثریت تھی۔ بعد ازاں اس فوج میں جب بھی اضافہ ہوا۔ انہوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آج تمام عالم اسلام میں آئے دن انقلابات پر مسلمان حیران ہیں۔ مگر یہ کسی کو معلوم نہیں کہ ان انقلابات کے پیچھے کون سے لوگ موجود ہیں۔ شام میں کیسانی شیعوں کے علاوہ باطنیوں کی بھی اکثریت ہے۔ یہ باطنی آج کل حموی نصیری اور علوی کہلاتے ہیں۔ دردزیو کے بعد یہی نصیری بعث پارٹی کا مضبوط عنصر ہیں اور آج کل تو یہی لوگ بر سر اقتدار ہیں۔ اکرام حولانی مصطفیٰ احمدون کرنل ویو عساف میجر عبدالجواد سبھی کیسانی اور نصیری ہیں۔ ان لوگوں نے محض اسلام دشمنی کی بناء پر بعث پارٹی کا ساتھ دیا۔ شام میں چونکہ علوی اکثریت اہل سنت ہے۔ اس لئے یہ لوگ ایک دوسرے کے قریب تھے۔ کئی مرتبہ سر نکال کر میدان میں آجاتے۔ ان لوگوں نے ایک عیسائی کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اس کی بعث پارٹی کو تقویت پہنچا کر اخوانوں کی طاقت کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ شام میں کوئی پائیدار حکومت قائم نہیں ہو سکی۔ عقائد کے

لحاظ سے چونکہ بعض کرد بھی اہل سنت نہیں بلکہ انہی کے ہم خیال ہیں اس لئے الکفر ملت واحدہ کے مصداق بھی ضرورت کے وقت ان کا ساتھ دے کر مرکز کو کمزور رکھنے میں ہی اپنی بہتری سمجھتے ہیں۔ لبنان کی خانہ جنگی اور شام کے فلسطینی مجاہدین کے خلاف جنگ سب انہیں لوگوں کا فعل ہے۔

(بحوالہ حقیقت مذہب شیعہ ص۲۲۸)

مخطوریہ

یہ امام جعفر صادق کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کی امامت کے قائل ہیں اور ان کی موت پر توقف کرتے ہیں۔

امامیہ

یہ کسی محمد بن حسین کو امام برحق مانتے ہیں کہتے ہیں کہ وہی امام منتظر ہے۔ ایک وقت زمین میں اس کا ظہور ہوگا اور زمین کو عدل سے بھر دے گا۔

ناوسیہ

ناؤس بصری اس فرقہ کا بانی ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ امام جعفر صادقؒ اب تک زندہ ہیں۔ اس وقت غائب ہیں۔ دوبارہ امام مہدی کی حیثیت سے ان کا ظہور ہوگا۔

قرامضیہ

ان کا پیشوا مبارک نامی کوئی شخص ہوا ہے۔ ان کے عقیدہ کے مطابق امام جعفر صادق تک تمام خلیفہ برحق تھے۔ انہوں نے تمام حقوق محمد بن اسماعیل کے حوالے کر دیئے تھے۔ وہ اس وقت غائب ہیں۔ آخر زمانے میں وہی امام مہدی کے نام سے ظاہر ہوں گے۔

سلیمانیہ

اس فرقہ کا بانی سلیمان بن کثیر ہوا ہے۔ یہ شخص شیخینؓ کی خلافت کو اجتہادی غلطی سمجھتا۔ مگر حضرت عثمانؓ، ام المومنین حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ کو کافر کہتا تھا۔ (العیاذ باللہ)

المنصوریہ

اس فرقہ کا بانی ابو منصور العجلی تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت علیؓ ایک ٹکڑا ہے جو آسمان سے نازل ہوا ہے اور وہ خدا ہے۔ امام ابو منصور آسمان پر جا کر خدا سے ہم کلام ہوا۔ خدا نے ان کو بیٹا کہا اور سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ بھی آسمان سے نازل ہوا ہے اور جنت دوزخ کی کچھ حقیقت نہیں۔

نزاریہ یعنی آغاخانی

یہ فرقہ حضرت جعفر صادق کے بیٹے اسماعیل کی طرف منسوب ہے۔

فرقہ اسمعیلیہ

امامت کے سلسلہ میں سے ایک فرقہ اسمعیلیہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر چھٹے امام جعفر صادق تک شیعہ امامیہ سے متفق ہے مگر اس کے بعد ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام جعفر صادقؒ کے پانچ صاحبزادے تھے۔ اسمٰعیل، عبداللہ، موسیٰ، اسحاق، محمد، ان میں سب سے بڑے اسمٰعیل تھے۔ ان کے بعد عبداللہ ہیں۔ اصول کافی میں امام جعفر صادق کا قول ہے۔

ان الامر فی الکبیر مالم تکن فیه عاهه

(اصول کافی طبع لکھنؤ ص ۲۲۰)

امامت منتقل ہوگی ولد اکبر کی طرف بشرطیکہ اس میں کوئی عیب نہ ہو۔

(شافی ترجمہ اصول کافی ج ۱۔ ص ۲۳۱)

اسی بناء پر فرقہ اسمعیلیہ امام جعفر صادقؒ کے بعد اسمٰعیل کو امام مانتے ہیں مگر اسمٰعیل حضرت امام جعفر صادقؒ کی حیات میں ہی وفات پا گئے تھے ان کے بعد جو بڑے بھائی عبداللہ تھے۔ انہوں نے امام جعفر صادقؒ کے بعد امام ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا لیکن فرقہ اثناء عشریہ بجائے اسمٰعیل اور عبداللہ کے موسیٰ کاظم (متوفی ۲۵۔ رجب ۱۸۳) کو امام مانتے ہیں اور اس سلسلہ امامت کو امام غائب (بارھویں امام) تک مانتے ہیں لیکن اسمعیلیہ، اسماعیل کے بعد محمد بن اسمٰعیل کو امام مانتے ہیں اور پھر اس کو موروثی قرار دیتے ہیں کہ باپ کے بعد بیٹا امام بنتا ہے۔

۱۔ فرقہ اسمعیلیہ کا ذکر امام ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے بھی الفصل فی الملل والاھواء والنحل میں کیا ہے۔

۲۔ علامہ شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ نے اپنی کتاب الملل والنحل میں اس فرقہ کا تفصیلی ذکر

کیا ہے۔ اس فرقہ کو باطنیہ بھی کہتے ہیں۔ شہرستانی نے لکھا ہے کہ قلعہ الموت کا حسن بن صباح بھی اسی فرقہ کا داعی تھا۔ اس فرقہ کا اختلاف بھی اہل اسلام سے اصولی ہے۔ یہ بھی دوسرے شیعوں کی طرح خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی خلافت راشدہ کے منکر ہیں۔

۳۔ محبوب سبحانی حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ بھی روافض کے بیان میں فرماتے ہیں۔ آٹھویں گروہ کو اسمعیلیہ کہتے ہیں۔

(غنیتہ الطالبین مترجم اردو ص ۲۰۷)

۴۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے بھی تحفہ اثنا عشریہ میں فرقہ اسمعیلیہ کے عقائد اور ان کی تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ان کا ایک یہ عقیدہ بھی لکھا ہے کہ جب امام کوئی حکم کرے ہر مومن اور مومنہ پر اس کی تابعداری لازم ہے۔ گو ان کے خلاف مرضی ہو مثلاً اگر کسی عورت کو کسی مرد بے عورت کے حوالے کرے۔ یہ عقد دونوں پر لازم ہو جائے فسخ نہیں کر سکتے ان کا یہ عقیدہ بھی لکھا ہے کہ!

"امام اگر چاہے تو حضرت موسیٰؑ کی طرح جناب باری سے ہمکلام ہو سکتا ہے۔"

۵۔ دور حاضر میں فرقہ اسمعیلیہ کو آغا خانی فرقہ بھی کہتے ہیں۔ اسمعیلیہ کے امام حاضر پرنس کریم آغا خاں (جو سال رواں مارچ ۱۹۸۳ء) میں پاکستان کے دورے پر آئے تھے۔ ان کے دادا آغا سلطان محمد شاہ کو انگریز نے ہزہائی نس سر کا خطاب دیا تھا۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے آغا خاں کے متعلق ایک استفسار کا جواب لکھا تھا جس کا نام ہے۔

رسالہ "العلم الحقانی فی حزب الاغاخانی"

اس استفسار میں آغا خان کے طریقہ نماز اور دعاء کا ذکر تھا۔ جس کی انہوں نے اپنے

مریدوں کو تعلیم دی تھی اور وہ یہ ہے۔

"نماز پڑھو، نماز پڑھو، نماز پڑھو، خدا تم کو برکت دے۔ خدا کا نام لو، خداوند شاہ علی تم کو ایمان اور اخلاق دے یا شاہ میری شام کی نماز اور دعاء قبول کر جو حق تم کو ملا میں اس کا واسطہ دیتا ہوں۔ اے ہمارے آقا سلطان محمد شاہ، اس کے بعد سجدہ کرو۔"

نیز یہ دعاء لکھی ہے!

"اڑتالیس (۴۸) اماموں، دسواں بے عیب اوتار ہمارا خداوند آغا سلطان محمد شاہ داتا۔ اس کے بعد سجدہ کرالخ

(بحوالہ بوادالنوادر جلد دوم ص ۷۳۸-۷۳۹)

اس قسم کے عقائد کو حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے خلاف اسلام اور کفر قرار دیا ہے۔ آغا خانی فرقہ نے مسجد کی بجائے اپنے عبادت خانہ کا نام جماعت خانہ رکھا ہے۔ یہ بجائے پانچ نمازوں کے تین نمازوں کے قائل ہیں وغیرہ۔ اسمعیلیہ فرقہ کے امام کو سونے چاندی سے تولا جاتا ہے۔ بظاہر ان لوگوں کا دعوئی روحانیت کا ہے لیکن اسلامی روحانیت کے ساتھ ان کا کچھ بھی تعلق نہیں یہ سرمایہ اور مادہ پرست قوم ہے۔ ان کے امام فرنگی تہذیب و تمدن میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ مسنون داڑھی سے بالکل محروم ہیں۔ ان مدعیان روحانیت کے ہاں کوئی شرعی پردہ نہیں ہے۔ حال ہی میں پرنس کریم آغا خاں نے مع بیگم پاکستان کا جو دورہ کیا ہے اخبارات میں اس کی فرنگی جھلک دیکھی جاسکتی ہے یہ سونے چاندی کی امامت ہے نہ کہ شریعت اور روحانیت کی۔

بوہرہ فرقہ

فرقہ اسمعیلیہ کا ایک خلیفہ مستنصر گزرا ہے۔ جس کے دو بیٹے نزار اور مستعلی اس

فرقے کے داعیوں میں سے تھے۔ فرقہ نزاریہ میں سے حسن بن صباح تھا اور آغا خان بھی اس نزاری نسل سے ہے۔ اس کے دوسرے بیٹے مستعلی کے پیرو بوہروں کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ ملا طاہر سیف الدین کو اپنا ۵۱ واں امام مانتے ہیں اور اس کے بعد اب اس کا بیٹا برہان الدین امام ہے۔ ان دونوں فرقوں میں فرق یہ ہے کہ اسمٰعیلی نزاری فرقہ والے ہر دور میں اپنے امام کا ظاہر ہونا مانتے ہیں اور بوہرہ فرقہ والے امام کو مخفی اور اپنے نائب امام کے داعی کو ظاہر مانتے ہیں۔ یہ بھی سرمایہ دار قوم ہے۔ بہرحال یہ دونوں فرقے اسلام سے اصولی اختلاف رکھتے ہیں۔

حاصل کلام

شیعہ کے تمام فرقوں کا احاطہ اس مختصر سے مجموعے میں ممکن نہیں۔ عقائد کے باب میں اگر ان تمام گروہوں کا جائزہ لیا جائے تو حیرت ہوتی ہے۔ یہ ایسا مذہب ہے جس کی کوئی کل سیدھی نہیں۔

عیسائیت، یہودیت، مجوسیت، بدھ مت اور دنیا کے ہر باطل مذہب کا مطالعہ کرنے سے بھی آپ ایسی بوقلمونیاں اور عقل سوز نظریات نہ پائیں گے۔ جس قدر شیعہ مذہب میں موجود ہیں۔ مثلاً ایک طرف حضرت علیؓ کو خدائی منصب پر جگہ دینا اور دوسری طرف اصحابہ ثلاثہ کی بیعت کے معاملے میں انہیں اس قدر عاجز اور بے کس و بے یار و مددگار قرار دینا کہ مشکل کشائی کے عقیدے کی دھجیاں اڑ جائیں۔ ایک طرف خدا کی ہر بات کو سچا کہنا اور دوسری طرف قرآن کے نامکمل ہونے کا عقیدہ رکھنا۔ ایک طرف آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار کرنا اور دوسری طرف بارہ مزعومہ آئمہ کو نبیوں کی صف میں کھڑے کرنا اور ان کو معصوم و مختار قرار دینا۔ ایک طرف توحید باری کا عقیدہ رکھنا اور دوسری طرف خدا کے ساتھ آئمہ کو شریک ٹھہرانا وغیرہ وغیرہ۔

شیعہ کے بیسیوں فرقوں کے عقائد کی تفصیل کا تو یہاں موقع نہیں حاصل کلام کے طور پر ان کے تمام گروہوں کے عقائد کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کو انسانی شکل میں ماننے والے۔
۲۔ ہنود کی طرح تناسخ کے قائل۔
۳۔ عیسائیوں کی طرح منصور کو خدا کا بیٹا ماننے والے۔
۴۔ محمد بن عبد اللہ بن حسن کو زندہ جاوید ماننے والے۔
۵۔ امام برحق کا کلیہ قائم کر کے اسے پیغمبر کہنے والے۔

۶۔ ترک نماز سے کوئی گناہ نہیں کے قائل۔

۷۔ حضرت جعفر الصادق کو خدا ماننے والے۔

۸۔ تمام مفروضہ آئمہ کو الٰہ ماننے والے۔

۹۔ حضرت علیؓ کو جزو خدا کہنے والے۔

۱۰۔ امام جعفر کو زندہ جاوید سمجھنے والے حلول اور رجعت کے قائل۔

۱۱۔ چہاردہ معصوم کی اصطلاح کے قائل۔

۱۲۔ نبوت علیؓ کا حق تھا مگر جبرئیل بھول کر نبوت محمدؐ کے حوالے کر گیا پر ایمان رکھنے والے۔

۱۳۔ علیؓ کو نبوت میں شریک جاننے والے۔

۱۴۔ اہل بیت کا علم جاننے والا نبی ہو سکتا ہے کے قائل۔

۱۵۔ قرآن کو ستر گز لمبا کہنے والے، قرآن کے چالیس پاروں کے قائل، قرآن کی سترہ ہزار سے زائد آیتیں ماننے والے، اصل قرآن علیؓ نے پوشیدہ کر دیا تھا کے قائل۔

۱۶۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت معاویہؓ، اور حضرت ابو موسیٰؓ پر لعنت کرنے والے۔

۱۷۔ انہیں صرف خطا کار کہنے والے۔

۱۸۔ محرمات کو حلال کہنے والے۔

۱۹۔ سب عورتوں کو ہر شخص کے لئے حلال بنانے والے۔

۲۰۔ اسی دنیا کو جنت اور دوزخ سمجھنے والے۔

۲۱۔ شراب اور زناء کو حلال جاننے والے۔

۲۲۔ بنی عباسؓ، علیؓ، جعفرؓ اور عقیلؓ کی امامت کے علاوہ کسی اور کی امامت کے قائل کو کافر کہنے والے۔

۲۳۔ علم غیب و مختار کل کا عقیدہ آئمہ کے لئے رکھنے والے

۲۴- امامت کو محمد بن عبداللہ بن حسن المعروف نفس ذکیہ کا حق سمجھ کر امامت کو آپ پر ختم جاننے والے۔

۲۵- حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو اجتہادی غلطی کا مرتکب جاننے والے اور باقی سب کو کافر کہنے والے۔

۲۶- منصور عباسی کی طرف امامت لوٹائے جانے کے قائل۔

۲۷- جعفر الصادق کے بعد عبداللہ کی امامت کے قائل۔

۲۸- اسماعیل کو امام برحق ماننے والے دوازدہ آئمہ کے قائل۔

۲۹- امام مہدی کی پوشیدگی پر ایمان رکھنے والے۔

۳۰- اصحاب ثلاثہ کو علی منہاج الخلافۃ صحابی نہ سمجھنے والے اور ان پر تبرا کرنے والے۔

۳۱- جعفر صادق کے بعد امام محمد کی امامت کے قائل۔

۳۲- ابن زیاد، شمر اور ابن سعد کو شیعہ ماننے اور ان کو کافر کہنے والے۔

۳۳- امیر مختار کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے والے اور اسے زمانہ کا مکار ترین فریبی کا خطاب دینے والے۔

۳۴- اذان میں حی علی خیر العمل اور علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کے قائل اور کلمات کے منکر۔

۳۵- منصور، ہارون، مامون عباسی کو شیعہ سمجھنے والے اور انہیں کافر فاسق فاجر کہنے والے۔

۳۶- یزید کو فاطمیوں اور علویوں کا محسن سمجھنے والے اور ان کا نام گالی کے طور پر لینے والے۔

۳۷- ماتم اور تعزیہ کو شعائر اللہ ماننے والے۔

(حقیقت مذہب شیعہ)

باب 8

اسلامی تاریخ پر شیعہ حکمرانوں کے مظالم کی المناک داستان

تاریخ اسلام کے اوراق پر شیعہ حکمرانوں کی ستم کاریوں اور مظالم کی طویل داستان رقم ہے۔ تفصیل کا تو یہاں موقع نہیں، ابن اثیر کے مطابق مشتے از خروارے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ شیعیت کی بنیاد عبد اللہ بن سبا نے رکھی۔ اس کی مکاریوں کی کہانی اس کتاب میں شیعہ کی تاریخ کے پس منظر میں آپ نے ملاحظہ کی ہے۔ ابن سبا کے بعد آل بویہ نے بغداد میں سینکڑوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ بالآخر تبرا بازی، تعزیہ داری، تقیہ، متعہ اور ماتم کی رسوم کے جھگڑوں میں پڑنے سے مسلمان ان کے شر سے محفوظ ہو گئے۔

۲۔ گورنر سمرقند حسین طباطبائی نے ترکستان اور ایران کا راستہ تاتاریوں کو دکھا کر خوارزم شاہی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ بالآخر اسی معرکہ آرائی میں شیخ الاسلام، امام ابن تیمیہؒ جیسی جلیل القدر شخصیت تاتاریوں کے جبر و قہر کا نشانہ بنی اور امام موصوف دمشق کے قلعہ میں ایک طویل عرصہ قید و بند کی صعوبتوں کے بعد دار فانی سے کوچ کر گئے۔

۳۔ ابن علقمی (بغداد کا شیعہ لیڈر) نے بغداد میں ہلاکو خاں کے ذریعے مسلمانوں کا قتل عام کرایا کہ دجلہ کئی روز تک پہلے تو لاشوں اور خون کا دریا بنا رہا اور آخر مسلمانوں کے علمی ذخیرے جب دریا برد کئے گئے تو مہینوں کتابوں کی سیاہی سے

سمندر تک دریا بھی سیاہی کا میدان بن گیا۔

۴۔ شیعہ کی فاطمی حکومت نے مصر میں ہر اس مسلمان کی گردن اڑادی۔ جس نے حضرت علیؓ کی ولایت و وصایت کا انکار کیا۔

۵۔ شیعوں کے نامور حکمران آصف خاں نے نادر شاہ کو دہلی میں بلا کر دہلی میں قتل عام کرایا۔

۶۔ ملتان میں ابوالفتح داؤد نے مسلمانوں کے خون سے متعدد بار ہولی کھیلی۔

۷۔ نوابان اودھ نے سینکڑوں سینوں کو صرف سنی ہونے کے جرم میں ذبح کرایا۔ اصحاب ثلاثہ کے نام لیواؤں پر بے پناہ تشدد کئے گئے۔

۸۔ واقعہ کربلا کی پوری داستان کے بارے میں خود "مجاہد اعظم" کا شیعہ مصنف اعتراف کرتا ہے کہ یہ سب کچھ ابو مخنف لوط بن یحییٰ ازدی متوفی ۱۷۸ھ کی ذہنی ایجاد ہے۔ جو واقعہ کربلا کے پون صدی بعد پیدا ہوا تاہم اسی واقعہ کی آڑ میں پوری دنیا میں حسینیت کے نام پر ایسا اودھم مچا گیا کہ الامان والحفیظ خود حضرت حسینؓ اگر آج آکر ان من گھڑت اور ان کے خاندان کی عورتوں سے منسوب گھڑی جانے والی بے بنیاد کہانیوں کو سنتے تو ششدر رہ جاتے مگر یہ پروپیگنڈہ ایسی سرعت اور جرات کے ساتھ کیا گیا کہ آج جب کوئی شخص اس واقعہ کے دیومالائی واقعات پر نقد کرتا ہے۔ تو اسے اہل بیت اور آل رسول کا مخالف گردان کر سادہ لوح عوام کو دھوکا دیا جاتا ہے۔

۹۔ آنحضرت ﷺ کے قابل اعتماد رفقاء و جماعت صحابہؓ) کے بارے میں ایرانیوں کا بغض اس حد تک چلا گیا کہ ہر دور کے شیعہ حکمرانوں نے صحابہ کرام بالخصوص دنیا کے سب سے بڑے عادل حکمران حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کے خلاف کسی نہ کسی رنگ میں اپنے بغض کا اظہار کیا۔ کشف الاسرار نامی کتاب میں خود خمینی نے بھی حضرت عمرؓ پر کفر کا فتویٰ لگا کر اپنے بغض کا واضح اظہار کیا ہے۔

ہمارے قول کی تائید میں مشہور شیعہ مورخ کاظم زادہ کی حقیقت بیانی ملاحظہ ہو۔

"جس دن سعد بن ابی وقاص نے خلیفہ دوم کی جانب سے ایران کو فتح کیا...... ایرانی اپنے دلوں کے اندر کینہ اور حسد کا جذبہ پالتے رہے۔ یہاں تک کہ فرقہ شیعہ کی بنیاد پڑ جانے سے پورے طور پر اس کا اظہار کرنے لگے۔"

(بحوالہ حقیقت مذہب شیعہ ص ۱۷)

۱۰- قزوینی کی روایت ہے حاکم (شیعہ حکمران) نے ایک علوی کو بہکایا کہ رات کے وقت اپنے گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ تک نقب لگائیں اور ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کو روضہ سے نکال لائیں اور ان کی لاشوں سے جو چاہیں سلوک کریں۔ کتاب استبصار الاخبار میں مرقوم ہے کہ اس روز مدینہ میں گرد و غبار اور بجلی کی کڑک کے ساتھ ایسی آندھی آئی کہ ہر شخص کانپنے لگا۔

۱۱- ۳۹۱ھ میں کسی حاکم نے ایک شخص کو محض اس جرم میں پھانسی پر لٹکا دیا کہ وہ کہتا تھا کہ میں حضرت علیؓ کو نہیں جانتا۔ (مقریزی)

۱۲- یکم محرم ۲۴ھ کو حضرت عمرؓ کو شہید کر کے آتش کدہ ایران کے بیٹے ابو لولو مجوسی نے سقوط ایران کا انتقام لے لیا۔

۱۳- ایران کے مجوسیوں نے شیعیت کے جوش میں جو ان کے سامنے آیا۔ اسے خس و خاشاک کی طرح بہا دیا۔

۱۴- ایران ہی کے شاہ عباس نے بغداد کے سقوط میں جو گھناؤنا کردار ادا کیا اس کا بیان ناگفتہ بہ ہے۔

۱۵- ایران ہی کے ایک حکمران اسماعیل نے سنی علماء کو بلا کر انہیں اصحابہ ثلاثہ پر لعنت کے لئے کہا جب انہوں نے انکار کیا تو سب کو قتل کرا دیا۔

(انوار النعمانیہ ص ۱۳۴)

۱۶- ایرانی فوج کے بل بوتے پر تیمور لنگ نے انگورہ کے مقام پر مسلمانوں پر ایسے

ایسے قیامت خیز مظالم ڈھائے کہ تاریخ اسلام کے صفحات پر ایسا ظلم کہیں درج نہیں ہے۔

شیعہ حکمرانوں نے اسلام کی تاریخ پر ظلم و جبر کے جو نقوش ثبت کئے ہیں۔ اس کے مطالعے سے ہر انسان بخوبی جان سکتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیاد ہی اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے رکھی گئی ہے۔ ہمارے علماء اہل سنت پر مجھے رونا آتا ہے۔ جو اس مذہب کو صرف متعہ، تقیہ اور ماتم والے مذہب کی حد تک جانتے ہیں۔ حقیقت میں دنیا کا یہ وہ مذہب ہے جس میں مجوسیت کی آتش پرستی، یہودیت کی منافقت، عیسائیت کی تثلیث دوسری ایک مرکب کی شکل میں موجود ہے۔ اسی مذہب نے متعہ کی آڑ میں زناء اور تقیہ کی آڑ میں دھوکے اور فریب کی بنیاد رکھی، پھر دونوں چیزوں کو شعائر اللہ اور عقائد اسلام کی بنیاد کہا گیا۔ اسی کے پردے میں ہر عہد کا مسلمان اور خود اسلام ان کی جفا کاریوں کے تیروں سے چھلنی ہوتا رہا۔

۱۷۔ تاریخ کے صفحات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ غداری کرنے والے شیعہ ہی تھے۔

۱۸۔ ترکوں کے ساتھ غداری کر کے سلطان عبدالحمید کو معزول کرنے کی قرارداد منظور کرانے والے بھی یہی لوگ تھے۔

۱۹۔ اسلامی حکمران نورالدین زنگی پر قاتلانہ حملہ کے مرتکب یہی لوگ تھے۔ سلطان ٹیپو کے ساتھ غداری کرنے والا میر صادق اور نواب سراج الدولہ کا غدار میر جعفر بھی رافضی مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔

باب 9

ایران میں اہل سنت پر مظالم کی داستان

فروری ۱۹۷۹ء میں جناب خمینی صاحب ایرانی اقتدار پر براجمان ہوئے۔ ۱۵ سالہ جلاوطنی کے بعد ایران پہنچتے ہی انہوں نے تمام ذرائع ابلاغ کو یہ بات باور کرانے کے لئے وقف کردیا کہ پوری دنیا میں یہی واحد اسلامی انقلاب ہے۔ جو اسلامی اقتدار کے فروغ اور کتاب وسنت کے نفاذ کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔ انہوں نے بار بار اعلان کیا۔

"ہم پوری مملکت کو عدل وانصاف سے بھردیں گے، مساوات اور رعایا پروری ہمارا نصب العین ہے۔ خدائی حاکمیت کا فروغ اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات اور حضرت امیر علی علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ہر شعبہ زندگی سے امریکی اور دیگر غیر مسلم تہذیبوں کا خاتمہ کردیں گے۔"

ذرائع ابلاغ پر اس قدر توجہ دی گئی کہ پوری دنیا کے ایرانی سفارتخانوں کے ذریعے کروڑوں روپیہ صرف اس پروپیگنڈہ پر خرچ کیا گیا کہ موجودہ ایرانی حکومت ہی دنیا میں اسلام کی سب سے بڑی علمبردار ہے۔ ساری دنیا کے مسلمانوں کو چاہیے کہ جناب خمینی کی قیادت میں جمع ہو جائیں۔ تمام مسلم ممالک میں اپنے خصوصی نمائندے روانہ کیے گئے۔ کئی ملکوں کے زعما کو ایران کی مختلف تقریبات میں مدعو کرکے تصویر کا صرف ایک رخ ان کے سامنے پیش کرکے امت مسلمہ کی آنکھوں میں دھول جھونک دی۔ امریکہ کی مخالفت کی آڑ لے کر امریکہ مخالف اسلامی ملکوں کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ناظرین جانتے ہیں کہ کسی بھی بڑی سلطنت کی مخالفت اس کے حق پر قائم ہونے کی دلیل نہیں ہے ورنہ روس توان سے بھی بڑا امریکہ کا مخالف ہے۔ اسے بھی اسلام کا بڑا ٹھیکیدار

کہنا چاہیے۔

جناب خمینی کے ایرانی انقلاب کے معاً بعد اس کے اسلامی دعوؤں کی قلعی کھل گئی۔ چیخ چیخ کر جس دعوے کو دہرایا گیا کہ ہم آنحضرت ﷺ اور حضرت کی تعلیمات کے مطابق نظام حکومت چلائیں گے۔ اس کی دھجیاں ایران کے گلی کوچوں میں بکھر گئیں۔ اپنے ہی صبح و شام کے دعوؤں کا منہ چڑایا گیا۔ ملاحظہ ہو!

"حضرت علیؓ نے جب اپنے ایک حریف پر قابو پالیا تو فوراً اسے معاف کر دیا۔

آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جب اپنے رفقاء کے قاتلوں حقیقی چچا حضرت حمزہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والوں اور الم انگیز مظالم کی داستان رقم کرنے والے مشرکوں اور مکہ سے بے پناہ ظلم و جبر کر کے مسلمانوں کو نکال دینے والے دشمنوں پر فتح حاصل کی تو اعلان فرمایا۔

"آج کے دن تم پر کوئی سختی نہیں تم سب آزاد ہو۔"

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جان اور ایمان کے دشمنوں کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا۔

لیکن ایران کے خمینی صاحب نے جب اپنے مخالفوں پر قابو حاصل کیا تو انہوں نے پرکاہ کے برابر اہمیت نہ دی اور جب عملاً" انہوں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت علیؓ کے اسوہ حسنہ کا تمسخر اڑایا تو دنیا بھر کے ذی شعور طبقہ پر اسی وقت قول و فعل کے اس کھلے تضاد کی حقیقت آشکار ہو گئی۔

بیس ہزار اہل "سنت کردوں" کا قتل

خمینی صاحب نے انقلاب کی پہلی سالگرہ تک جن ہزاروں افراد کو مشق ستم بنایا۔ ان

میں اکثریت اہل سنت ہی کی تھی۔ ہر مخالف کو شاہ کے وفادار کا نام دے کر خصوصی فائرنگ اسکواڈ کے ذریعے گولیوں سے بھون دیا گیا۔ انتہائی مظلوم کئی ہزار سینوں کو نہایت بے دردی سے ذبح کر کے بزعم خویش شیعیت کے راستے کی رکاوٹوں کو دور کیا گیا۔

ایرانی علاقہ اصفہان اور کردستان میں ۹۵ فیصد آبادی اہل سنت کی ہے۔ یہاں کے سنی مدارس کے جید ترین علماء کو بغیر مقدمہ چلائے جیلوں میں ٹھونسا گیا، کئی علماء کو باغی قرار دے کر شہید کیا گیا۔

خمینی صاحب نے ایران کی پہلی سالگرہ تک اہل سنت کے جن مسلمانوں پر تیغ چلائی ان کی تعداد بیس ہزار ہے۔

(ندائے سنت لکھنؤ بحوالہ ہفت روزہ نئی دنیا دہلی ۴۔ اپریل ۱۹۸۴ء)

ورلڈ اسلامک مشن کے وفد کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔ جو ۲۸ دسمبر ۱۹۸۲ء کو تہران کی عالمی کانفرنس میں مدعو کیا گیا تھا۔

۱۔ تہران میں پانچ لاکھ سنی مسلمان آباد ہیں مگر انہیں اپنی مسجد تعمیر کرنے کی ابھی تک اجازت نہیں ملی۔ جب کہ عیسائیوں کے ۱۲۔ گرجے، ہندوؤں کے ۲۔ مندر یہودیوں کے ۲۔ اور مجوسیوں کے ۲۔ آتشکدے موجود ہیں مگر سنی مسلمانوں کی ایک مسجد بھی نہیں ہے۔

۲۔ شاہ کے زمانے میں عیدین کی نماز سنی ایک پارک میں پڑھتے تھے مگر اب عید کے دن مسلح افواج کا پہرہ بٹھا کر انہیں نماز عید سے بھی حکومت نے روک دیا ہے۔

۳۔ جمعہ کی نماز سنی مسلمان مجبوراً تہران یونیورسٹی کے میدان میں شیعہ امام کے پیچھے پڑھتے ہیں یا صرف پاکستانی سفارت خانہ میں جمعہ پڑھتے ہیں۔

۴۔ سنی مسلمان اپنی مذہبی تبلیغ و اشاعت کے لئے نہ جلسہ کر سکتے ہیں نہ تنظیم بنا سکتے ہیں۔ پچھلے دنوں جماعت مرکزی اہل سنت پر ان کی تنظیم قائم ہوئی تھی جس کے لیڈر مولانا عبد العزیز فاضل دیوبند تھے مگر خمینی حکومت نے اسے خلاف قانون

قرار دے دیا۔

۵۔ مسلمانان اہل سنت اپنی مذہبی کتابیں نہیں چھاپ سکتے۔ شاہ کے زمانے میں پاکستان سے منگواتے تھے مگر خمینی حکومت نے اس پر بھی پابندی لگادی۔

۶۔ ایران میں اہل سنت کی ۳۵ فیصد آبادی ہے لیکن نام نہاد جمہوری حکومت میں ۲۷ ممبران پارلیمنٹ میں اہل سنت کی تعداد صرف ۹ ہے جبکہ آبادی کے تناسب سے تہائی سے زائد ۱۴ ہونی چاہیے۔

۷۔ انتظامیہ اور عدلیہ میں اہل سنت کا وجود بالکل صفر کے برابر ہے۔ اہل سنت کا ایک نمائندہ بھی نہیں ہے۔

۸۔ زاہدان کے صوبہ میں ۹۵ فیصد سنی مسلمان ہیں مگر سرکاری سکولوں میں ۵۰۰ اساتذہ میں سے صرف ۳۴ سنی ہیں باقی سب شیعہ بھرتی ہے تاکہ سنی بچوں کو شیعہ مذہب میں آسانی سے تبدیل کیا جاسکے۔ سابق نصاب تعلیم بدل کر شیعہ عقائد پر نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ (منقول از ندائے سنت لکھنؤ بحوالہ ہفت روزہ نئی دنیا دہلی ۴۔ اپریل ۱۹۸۳ء بعنوان ایران میں کیا دیکھا)

ایرانی ذرائع ابلاغ کے مطابق ایرانی انقلاب کے بعد سے لے کر ۱۹۸۴ء تک ۲۷۰۰ بڑے بڑے فوجی افسروں کو قتل کیا گیا، فائرنگ اسکواڈ اور خصوصی ٹریبونل قائم کر کے ہر مخالف کو تہ تیغ کیا گیا۔

ایران کے اس نام نہاد اسلامی انقلاب کی مذکورہ کاروائی سے ہر ناظر پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ خمینی صاحب کا اقتدار اسلامیت کی بجائے چنگیزیت، نفاق اور خلفائے راشدین، صحابہ و اہل سنت دشمنی کا آئینہ دار ہے۔

من گھڑت پروپیگنڈے سے کفر اسلام نہیں بن جاتا۔ ظلم انصاف نہیں ہو جاتا۔ اندھیرا اجالا نہیں کہلا سکتا۔

ایرانی بلوچستان میں اہلسنّت پر کیا گزر رہی ہے؟

مکران ------ ایران

اس کے لئے ہم ایرانی بلوچستان مکران کے اہل سنت کی طرف سے شائع ہونے والے ایک مضمون کا مکمل متن پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

حمد اس خدا کی جو سب جہانوں کا پروردگار ہے اور عاقبت پرہیزگاروں کے لئے اور درود و سلام ہو سردار انبیاء اور ان کے آل اور اصحاب پر جو دین کا پاس رکھتے ہیں اور ان کے ازواج امہات المومنین پر (جو امت کی مائیں تھیں)

اس کے بعد ہم ان مسلمانان عالم کی خدمت میں کچھ معروضات پیش کرتے ہیں جو مسلمانوں کے مسائل سے واقفیت اور آگاہی کے لئے اپنے دل میں جذبہ رکھتے ہیں اور ہم یہاں مثل ایک قطرہ از دریا بیان کرتے ہیں کیونکہ ہماری سرگزشت بہت ہی طویل ہے اور وقت کم ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے دینی بھائی جو اپنے مذہب کے پابند اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و احکام پر عمل پیرا ہیں۔ ایران کے اس علاقے میں آباد ہیں۔ جو نہایت ہی خشک ترین اور پسماندہ علاقوں میں شمار ہوتا ہے اور فارسی نو آبادیاتی نظام کا ایک حصہ ہے۔ اپنی زندگی ظلم و ستم کے سایہ میں گزار رہے ہیں۔ ہم اس مختصر سی سرگذشت میں یہ وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے کہ ایرانی انقلاب کے بعد سے ہم مسلمانوں پر کس طرح مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔

جب ہم نے ایران میں اسلامی انقلاب کا مژدہ سنا تو ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں بڑی مسرت اور خوشی ہوئی تھی۔ اس لئے کہ ایران میں ایک طویل عرصہ سے فساد

و جرائم ظلم و ستم اور بدکاری زناء جیسے اعمال جاری تھے اور اس کے خاتمہ کے لئے یہ انقلاب انتہائی ضروری تھا لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ہماری مسرتوں کو سخت دھچکا لگا اور ایرانی انقلاب کے عزائم بالکل کھل کر سامنے آ گئے۔ ایرانیوں نے جو ان کے دل میں برسوں سے ہم سنیوں کے خلاف بغض نفرت و حقارت کے جذبات رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنے دل میں چھپا رکھا تھا ظاہر ہو گئے ہوا یہ کہ جزیرہ "قشم" جو خلیج کے بالکل ہی قریب ہے اور اس جزیرہ میں اہل سنت کی ایک مسجد بھی ہے۔ ایرانیوں نے حملہ کر کے بہت سے نمازیوں کو شہید کیا۔ اس وقت بہت سے مسلمانوں کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ یہ اسلامی انقلاب نہیں بلکہ نہایت ہی متعصب شیعوں کا انقلاب ہے اور اس کا مقصد اہلسنت کی مسجدوں کو منہدم کرنا ہے۔

جب انقلاب کا دور جاری تھا تو وہاں بہت سی سنی طلباء کی تنظیمیں تھیں جو نہایت ہی فعال اور متحرک تھیں اور وہ "زاہدان" "ایران شہر" سردان وغیرہ میں خالص سنی عقائد کی تشہیر میں سرگرم تھیں لیکن شیعہ حکام نے جن کا تعلق اثنا عشری سے تھا انہوں نے ان مسلم تنظیموں کو جن کی سربراہی سنی مکتبہ فکر کے ایک شیخ جناب دین محمد حسین زئی مرکزی جامع مسجد نور شہر (سردان) "میں" نهضه شباب اہل السنہ کی سرپرستی بھی کر رہے تھے اور مذکورہ تنظیم کے زیر اہتمام، نهضه نوجوانان کے نام سے ایک ماہانہ رسالہ بھی شائع ہوتا تھا ختم کر دیا گیا اور جناب شیخ کو انقلابی گارڈ کے درندوں نے پکڑ کر مسلسل تین ماہ تک قید میں رکھا اور قید میں انہیں سخت اذیت دی گئی ان پر الزام لگایا گیا کہ وہ شیعہ اور سنی میں تفرقہ ڈال رہے ہیں اور ان سے بالجبریہ تحریر لی گئی کہ وہ آئندہ سے سنی عقیدہ کے لئے کوئی کام نہ کریں ورنہ انہیں سخت سزا دی جائے گی۔

اس طرح زاہدان میں سنی نوجوانوں کی ایک تنظیم بنام (سازمان محمدی) زیر سرپرستی السید عبدالملک ملک زادہ کام کر رہی تھی اور اسی تنظیم کے زیر اہتمام ایک رسالہ انتشارات سازبان محمد شائع ہوتا تھا جو اہل سنت کی ترجمانی کرتا تھا۔ حضرت عبدالملک

ملازادہ شہر "سردان" سے زاہدان کی طرف جارہے تھے کہ راستے میں بمقام اسعد آباد ایرانی انقلاب گارڈ کے غنڈوں نے ان کو بس سے اتار کر پس زندان کر دیا۔ صرف اس جرم میں کہ وہ صرف اور صرف خدا پر یقین کامل اور غیر متزلزل ایمان رکھتے تھے اور وہ سنی العقیدہ تھے۔ ایسے ہی ایک فعال تنظیم کے علماء اور نوجوان کا شہر "ایران شہر" میں زیر سرپرستی الشیخ ابراہیم دامنی کا ہے۔ تنظیمی سرگرمیوں میں مصروف تھا اور وہ ایام گرما میں اسکول کی تعطیلات کے زمانے میں طلباء کو لیکچرز دیا کرتے تھے اور طلباء کو مناقب صحابہؓ بالخصوص ان ہدایت یافتہ خلفاء راشدین جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص میرے اصحاب سے محبت کرتا ہے گویا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے ان تمام علماء اور نوجوانوں کو گرفتار کرلیا گیا اور ابھی تک ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔

ایسے ہی جناب جمعہ جناب حسین یار، جناب عبداللہ قادری جو کہ جمیعۃ وحدت اسلامی کے ممبر بھی تھے گرفتار کرلئے گئے اور باقی ماندہ لوگ اپنے ہمسایہ ملک پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور کردیئے گئے اور ایسے ہی ایک اور تنظیم کا قیام "انجمن اسلامی دانشوران و اموران و معلمین بلوچ کے سرکردہ ممبران کو اپنے ساتھیوں سمیت جن میں جناب عبدالقادر دامنی جناب احمد حسین، رئیس جناب حسن اریندگانی و حسن دے، جناب حسن اروی بھی شامل تھے گرفتار کرلئے گئے اور وہ تمام سنی تنظیمیں یکلخت ختم کردی گئیں جو منطقہ مکران بلوچستان میں سرگرم عمل تھیں۔

اس وقت اس علاقہ میں شیعہ متعصبوں کی طرف سے سنی مسلم عوام پر دہشت اور خوف مسلط ہے۔ ایک اور جید عالم دین شیخ عبدالعزیز اللہ یاری خطیب مسجد عنبر "بیر جد خراسان کو گرفتار کرلیا گیا اس لئے کہ ان کا تعلق سنی مسلمانوں سے تھا ان کا صریح جرم یہ تھا کہ وہ شیعہ حکام کے ذمہ داروں کو ان کی تعصب پسندی اور بدعنوانیوں پر برابر متنبہ کیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ اپنی ناجائز حرکات سے باز آؤ، لیکن یہ متنبہ کرنے پر انہیں

کمیٹی قید خانوں میں سزادی جارہی ہے۔

"بندر عباس" میں اہلسنت کے جناب ضیائی جو کہ اسلامی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل اور بندر عباس کے بڑی مسجد کے امام خطیب ہیں اور ان کا شمار یہاں کے بڑے علماء میں ہوتا ہے۔ ان کو ایرانی حکومت نے اپنی دیرینہ عداوت کی بناء پر گرفتار کر لیا ہے اور انہیں گرفتار ہوئے تقریباً سات ماہ کا عرصہ گزر رہا ہے۔ (حسبنا اللہ ونعم الوکیل)

اسی طرح ایک بڑے دینی عربی مدرسہ درشید "بندر لنگہ" کے فضیلت مآب شیخ سلطان العلماء کو گرفتار کرنے کی تیاری کی جارہی تھی کہ وہ ملک سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور وہ امارات عربی کے شہر دبئی میں تاحال مقیم ہیں۔

"بندر خمیر" میں بھی ایک عربی اسلامی مدرسہ تھا۔ جس کی سرپرستی شیخ عبدالباعث قطائی کر رہے تھے اور وہ اس علاقہ کے فعال شخصیت تھے لیکن جلد ہی انقلابی گارڈ کے غنڈے ان کو زبردستی فوج میں لازمی خدمت انجام دینے کے لئے پکڑ کر لے گئے اور وہ ابھی تک لاپتہ ہیں اور سینوں کا یہ عظیم مدرسہ اسلام کی صحیح تعلیمات سے محروم ہو گیا۔

ہم یہاں مثال کے طور پر آپ کی شیعوں کے ان مظالم کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جو حکومت امامیہ اثنا عشری استعماری نے اہلسنت پر روا رکھا ہے۔ حکومت ابتداء میں اہل سنت کے مدارس کو امداد کے طور پر کچھ رقم دیا کرتی تھی لیکن بعد میں حکومت نے اعلان کیا کہ ہم اب یہ امداد بند کر رہے ہیں کیونکہ سنی مدارس امریکہ کے لئے کام کر رہے ہیں اور ملک میں فتنہ فساد پھیلانے میں سعی کر رہے ہیں اور زاہدان کے سب سے بڑے عالم دین پر یہ الزام لگایا کہ یہ ایک فسادی آدمی ہیں لیکن جو مظالم انقلابی گارڈ کے غنڈے سنی مسلمانوں پر ڈھا رہے ہیں اس کا شمار حد سے باہر ہے۔ اس وقت نمونہ کے طور پر چند واقعات میں مسلمانان عالم کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ ایرانی مکران کے بلوچیوں پر ایرانی حکام کی طرف سے کس طرح ظلم کیا جارہا ہے۔ انقلابی گارڈ والے اپنے کو انقلاب کا رب اعلیٰ تصور کرتے ہیں اور انہوں نے ہزارہا سنی مسلمانوں

بالخصوص بلوچوں، کردوں کو بے گناہ قتل کیا اور بے شمار عورتوں، مردوں اور بچوں کو زندہ جلا دیا۔ انقلابی گارڈ کے غنڈے اہل سنت کی عورتوں، بچوں پر بلوچستان کردستان، صحراء، ترکمن اور خلیجی بندرگاہوں اور بذات خراسان میں مظالم برپا کر رکھا ہے اور سنی نوجوانوں کو اشتراکیت کی تہمت و الزام لگا کر گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ایران میں کوئی اشتراکی نہیں ہے لیکن غالب اکثریت مسلمان نوجوانوں کی ہے اور یہی نوجوان اسی وقت قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں۔ خمینی کے انقلاب کا اصل مقصد ہے۔

ایک دینی رسالہ زیر سرپرستی (بہاد رندگی) میں درج ہے کہ ہمارے انقلاب کا منی مقصد سنی بلوچوں کو شیعہ اثنا عشری بنانا ہے۔ جو اثنا عشری عقیدہ رکھتے ہوں اور اس زمین میں ۹ فیصد اشخاص کو شیعہ کر لیا گیا ہے اور آخری اور در اصل مقصد ایران میں بلوچ، کرد اور ترکمان کو شیعہ بنانا ہے اور جب ایران میں یہ مقصد حاصل ہو جائے تو تمام عالم کے مسلمانوں کو شیعہ بنایا جائے گا۔

اب سنی عوام کے سامنے سوائے ان تین راہ کے اور کوئی سبیل نہیں ہے۔

(۱) مذہب شیعہ اثنا عشری قبول کر لیں یا اس کی مخالفت کریں۔

(۲) یا انکار کی صورت میں قتل ہو جائیں یا فرار ہو جائیں۔

(۳) یا ایران میں قیدی بن کر اپنی باقی زندگی گزاریں۔

ہم اس وقت اپنے تمام سنی بھائیوں سے جو آمریت پسند دنیا میں آباد ہیں درخواست کرتے ہیں کہ وہ مظلوموں کے حق میں آواز بلند کریں جو ان کے خلاف شیعوں کی جانب سے جاری ہے اور ایران میں ہمارا اقتصادی استحصال کیا جا رہا ہے۔ ہمارے عقائد اور دین کو خطرہ لاحق ہے۔

ہم کب تک ان مظالم اور زیادتیوں کو جو اسلام کے نام پر جاری ہیں برداشت کریں گے اور اس کا مقابلہ کریں گے؟

خمینی انقلاب کا مقصد یہ ہے کہ صفوی دور حکومت کو پھر دوبارہ واپس لایا جائے تاکہ

مذہب حقہ اہل سنت کے افراد جو کہ بلوچستان میں ہیں ان کو مٹا دیا جائے۔

میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس انقلاب نے ان علاقوں میں اہل سنت کی تنظیموں کو نیست و نابود نہیں کر دیا ہے اور اہل سنت کے پیشوا علامہ احمد مفتی زادہ اور چار سو علماء اور نوجوانان اہل سنت شاہی قید خانہ "اوین" تہران میں مقید نہیں۔ واضح طور پر یہ ایرانی انقلاب سوویت یونین کے لئے راہ ہموار کر رہا ہے تاکہ لادینیت اور لامذہبیت بلوچستان مکران اور کردستان میں پھیلائے اور مذہب اسلام کو ختم کرے خدا کی قسم ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ ایرانی انقلاب کون سا اسلام لانا چاہتا ہے؟

جب کہ ہم اسلام کے نام پر قربان ہونے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ہم اسلام کے قطعی مخالف نہیں ہیں بلکہ ہم شیعوں کے خلاف ہیں۔ جن کے تخریبی عقائد سے حقیقی اسلام کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ ہم اشتراکیت کے خلاف ہیں اور ہم اس حدیث نبوی کے مفہوم کو سمجھتے ہیں کہ مسلمان وہ ہے جس کے زبان و ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ ہم اختلاف نہیں چاہتے ہیں۔ اختلاف ایرانی حکام کی جانب سے شروع ہوا ہے اور ایرانی حکام ہی پہل کرنے والے ہیں اور پہل کرنے والے کو ظالم کہا جاتا ہے۔ ہم مظلوم ہیں ہم کسی بیرونی طاقت کے لئے کام نہیں کر رہے ہیں نہ ہم کوئی سرمایہ دار ہی ہیں۔ ہم ہمیشہ حق کی حمایت کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ظلم اور کفر نابود ہو جائے اور یہ لوگ کوئی چوری یا بغاوت کرنے والے کا تعاقب کرتے ہیں اور کوئی مسلمان بلوچ جب انہیں مل جاتا ہے یا نام میں کوئی مشابہت ہوتی ہے تو بغیر کسی تحقیق کے گولی مار کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ اگر دشمنی کی بناء پر کوئی اپنے ہمسایوں پر غلط الزام عائد کر دیتا ہے تو یہ انقلابی گارڈ کے غنڈے تقریباً آدھی رات کو ان کے گھروں میں گھس جاتے ہیں اور عورتوں پر دست درازی کی کوشش کرتے ہیں یا ان کو کسی طرح خائف کرتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ کون سا اسلام ہے کہ بے سبب اور بے گناہ لوگوں پر ظلم کیا جائے۔ ان کے مال و اسباب اور ان کی نقدی پر قبضہ کیا جائے اور بے گناہوں کو خائف کیا جائے اور انہیں بے دردی سے قتل کر دیا جائے۔

باب 1

حصہ دوم

اپنی کتابوں کی روشنی میں

جناب خمینی کے عقائد و نظریات

راقم کی یہ کتاب زیر ترتیب تھی کہ جناب خمینی کے بارے میں عالم اسلام کی ممتاز اور جید شخصیت حضرت مولانا منظور محمد نعمانی کا مضمون "الفرقان" ۱۹۸۴ء مارچ اور اپریل میں قسط وار آنا شروع ہوا۔ عقائد و نظریات کے باب کے لئے اپنی ترتیب سے ہٹ کر ہم نے حضرت نعمانی موصوف کے مضمون کو من و عن نقل کر دیا چونکہ حضرت موصوف نے خمینی صاحب کی کتابوں میں "توضیح المسائل" ولائیت فقیہ اور اسلامی حکومت" اور "کشف الاسرار" ہی سے عبارتیں نقل کر کے نہایت اعلیٰ پیرائے میں تجزیہ پیش کیا ہے اور ہمارے پیش نظر بھی یہی کتابیں ہیں اس لئے الفرقان کے تمام شماروں کا مکمل مضمون اس باب میں شامل ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے "کشف الاسرار" کے صفحات کا اصل فوٹو بھی شامل اشاعت کر دیا ہے۔

ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت

ہمارے اس زمانے میں پروپیگنڈہ کیسی غیر معمولی اور کتنی موثر طاقت ہے اور کسی غلط سی غلط بات کو حقیقت باور کرادینے کی اس میں کس قدر صلاحیت ہے۔ اس کی تازہ مثال جو آنکھوں کے سامنے ہے وہ پروپیگنڈہ ہے جو موجودہ ایرانی حکومت کی طرف سے اپنے سفارت خانوں اور ایجنٹوں کے ذریعے [1] امام روح اللہ خمینی کی شخصیت اور ان کے برپا کئے ہوئے ایرانی انقلاب کی "خالص اسلامیت" اور اس سلسلہ میں اسلامی وحدت اور شیعہ سنی اتحاد کی دعوت کے عنوان سے کیا جارہا ہے۔ اس مقصد کے لئے کانفرنسوں پر کانفرنسیں بلائی جارہی ہیں۔ جن میں دنیا بھر کے ملکوں سے ایسے نمائندے بلائے جاتے ہیں جن کے متاثر ہونے اور اپنے مقصد میں فائدہ اٹھانے کی توقع ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف ملکوں میں مختلف زبانوں میں کتابوں، کتابچوں، پمفلٹوں اور رسائل واخبارات کا ایک سیلاب جاری ہے کم از کم راقم سطور نے اپنی ستر سالہ شعوری زندگی میں نہیں دیکھا کہ کسی حکومت یا کسی سیاسی پارٹی کی طرف سے ایسے وسیع پیمانے پر اور ایسا فنکارانہ اور موثر پروپیگنڈہ کیا گیا ہو۔۔۔ ہمارے اس دور کی حکومتیں زمانہ جنگ میں جس طرح اسلحہ اور دوسرے جنگی وسائل پر بے دریغ اور بے حساب دولت خرچ کرتی اور اس کے لئے حکومتی خزانے کا گویا منہ کھول دیتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ ایرانی حکومت اسی طرح اس پروپیگنڈے پر ملک کی دولت پانی کی طرح بہا رہی ہے۔ اسی مہینے مارچ کے شروع میں ضلع مراد آباد کے دیہات کے ایک صاحب کسی ضرورت سے لکھنؤ آئے۔ راقم سطور سے بھی ملے۔ انہوں نے بتلایا کہ ہمارے علاقے میں گاؤں گاؤں اس سلسلہ کا لٹریچر پہنچ رہا ہے۔

(از الفرقان لکھنؤ مارچ، اپریل ۱۹۸۴ء از مولانا منظور احمد نعمانی)

(۱) (چونکہ ایرانی انقلاب کے قائد روح اللہ خمینی صاحب کے معتقدین ان کے لئے

لازما" "امام" کا لفظ لکھتے ہیں۔ اس لئے ہم نے بھی ان کے احساسات کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کے لئے یہ لفظ استعمال کرنا مناسب سمجھا ہے۔ ہماری رائے اور ہمارا نقطہ نظر ناظرین کو ان صفحات سے معلوم ہو جائے گا۔

بارش کی طرح برسنے والے اس پروپیگنڈے سے کلمہ اسلام کی سربلندی اور "اسلامی حکومت" کے قیام کی تمنا اور خواہش رکھنے والے ہر اس شخص کا متاثر ہونا فطری بات ہے۔ جو شیعیت اور شیعیت کی تاریخ سے اور اس وقت کے ایران کے اندرونی حالات اور وہاں کی سنی آبادی کی حالت زار سے امام روح اللہ خمینی کی شخصیت اور ان کے برپا کئے ہوئے انقلاب کی اس فکری و مذہبی بنیاد سے واقف نہ ہو۔ جو خود امام خمینی نے اپنی تصانیف خاص کر اپنی کتاب "ولایہ الفقیہ والحکومہ الاسلامیہ" میں پوری وضاحت سے بیان کی ہے۔

یہ کتاب ہی گویا اس انقلاب کی بنیاد ہے۔۔۔ اور اس کتاب کو بھی صحیح طور پر وہی سمجھ سکتا ہے جو شیعیت سے واقف ہو اور اس نے مذہب شیعہ کا مطالعہ کیا ہو۔

☆ ☆ ☆ ☆

اس موقع پر راقم سطور اس واقعی حقیقت کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا کہ ہمارے عوام اور کالجوں، یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات اور صحافیوں، دانشوروں کا کیا ذکر، ہم جیسے لوگ جنہوں نے دینی مدارس اور دارالعلوموں میں دینی تعلیم حاصل کی ہے اور "عالم دین" کہے اور سمجھے جاتے ہیں۔ عام طور سے شیعہ مذہب کے بنیادی اصول وعقائد سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ سوائے ان کے جنہوں نے کسی خاص ضرورت سے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہو۔ خود اس عاجز راقم سطور کا حال یہ ہے کہ اپنی مدرسی تعلیم اور اس کے بعد تدریس کے دور میں بھی شیعہ مذہب سے میں اس سے زیادہ واقف نہیں تھا۔

جتنا ہمارے عام پڑھے لکھے لوگ واقف ہوتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ اس کو واقفیت سمجھنا ہی غلط ہے۔) پھر ایک وقت آیا کہ بعض ان علمائے اہل سنت کی کتابوں کے مطالعہ کا اتفاق ہوا جنہوں نے مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کو اچھی طرح دیکھ کے اس موضوع پر لکھا ہے ان میں مولانا قاضی احتشام الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی کتاب "نصیحہ الشیعہ" خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس موضوع پر سب سے پہلے یہی کتاب راقم سطور کے مطالعہ میں آئی تھی۔ یہ اب سے کچھ کم سو سال پہلے کی تصنیف ہے۔ اس کا انداز بیان سنجیدہ و متین ہونے کے ساتھ بڑا دلچسپ بھی ہے۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر کبھی کبھی حضرت مولانا عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی علیہ الرحمتہ کی بعض تصانیف بھی مطالعہ میں آئیں اس کے بعد میں سمجھنے لگا تھا کہ شیعہ مذہب سے میں واقف ہو گیا۔۔ لیکن جب حال میں ایرانی انقلاب کے سلسلہ کے اس پروپیگنڈے کو جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور اس کے اثرات کو دیکھ کر اس موضوع پر لکھنے کا داعیہ پیدا ہوا۔ اور میں نے اس کو دینی فریضہ سمجھا تو شیعیت سے ذاتی اور براہ راست واقفیت کے لئے میں نے مذہب شیعہ کی بنیادی اور مستند کتابوں کا اور خود امام خمینی کی تصانیف کا مطالعہ ضروری سمجھا۔ چنانچہ گذشتہ قریباً ایک سال میں اس حالت میں کہ عمر اسی سے متجاوز ہو چکی ہے اور اس عمر میں ظاہری و باطنی قویٰ میں ضعف و اضمحلال فطری طور پر پیدا ہو جانا چاہیے وہ پیدا ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ہائی بلڈ پریشر کا مریض بھی ہوں اور اسکی وجہ سے لکھنے پڑھنے کی صلاحیت بہت متاثر ہو گئی ہے۔ بہر حال اسی حالت میں ان کتابوں کے کئی ہزار صفحات پڑھے اور اب معلوم ہوا کہ میں شیعہ مذہب کے ۴/ا حصے سے بھی واقف نہیں تھا اس مطالعہ ہی سے یہ بات سامنے آئی کہ خمینی کے برپا کئے ہوئے ایرانی انقلاب کی حقیقت و نوعیت کو شیعیت سے اچھی واقفیت کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ مذہب شیعہ کا بنیادی عقیدہ "امامت" اور امام آخر الزماں (مہدی منتظر) کی غیبت کبریٰ کا شیعی عقیدہ و نظریہ ہی اس انقلاب کی اساس و بنیاد ہے۔

اس موقع پر راقم سطور اس حقیقت کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہے کہ مذہب شیعہ

سے ہمارے علمائے اہلسنّت کے واقف نہ ہونے کی خاص وجہ یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں اور جہاں تک اس عاجز کی واقفیت اور مطالعہ ہے دنیا کے ادیان ومذاہب میں سے صرف شیعہ مذہب میں---- اپنے دین و مذہب کو چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کا سخت تاکیدی حکم ہے---اس سے ہماری مراد شیعہ مذہب کی وہ خصوصیت اور وہ تعلیم نہیں ہے جو "تقیہ" کے عنوان سے عوام میں بھی معروف ہے، بلکہ تقیہ سے الگ یہ مستقل باب ہے اور کتب شیعہ اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات میں اس کا "کتمان" ہے۔ جس کے معنی چھپانے اور اور ظاہر نہ کرنے کے ہیں اور یہ تقیہ کا مطلب ہوتا ہے اپنے قول یا عمل سے اصل حقیقت اور واقعہ کے خلاف ظاہر کرنا اور اس طرح دوسرے کو دھوکے میں مبتلا کرنا---ان دونوں کا تفصیلی بیان اور ان کے بارے میں مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی تصریحات اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات انشاء اللہ اس مقالہ میں بھی اپنے موقع پر ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں گے۔

(ناظرین کرام کتمان کی تاکید کے سلسلہ میں ان کے امام معصوم جعفر صادقؒ کا ایک ارشاد یہاں بھی ملاحظہ فرمالیں۔ مذہب شیعہ کی معتبر ترین کتاب "اصول کافی" میں ان کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے۔)

انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ	تم ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کو عزت عطا فرمائے گا اور جو کوئی اس کو شائع اور ظاہر کرے گا۔ اللہ ان کو ذلیل ورسوا کرے گا۔

فقہ اور فتاویٰ کی کتابوں میں نکاح یا رواۃ کے ابواب میں شیعوں کے بارے میں جو لکھا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد اس میں شک نہیں رہتا کہ ان کے واجب الاحترام مصنفین کی نظر سے شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں بالکل نہیں گزریں۔ اس لئے شیعوں کے بارے میں انہوں نے وہی باتیں لکھی ہیں جو مشہور عام تھیں یا تاریخ کی کتابوں میں جن کا

کچھ تذکرہ کیا گیا ہے۔۔۔۔ فتاویٰ عالمگیری جو اب سے قریباً تین سو سال پہلے عالمگیرؒ کے دور حکومت میں فقہ کے ماہر علماء و اصحاب فتویٰ کی ایک جماعت نے مرتب کیا تھا اس کے مطالعہ سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اور علامہ ابن عابدین شامی جن کا زمانہ اب سے قریباً صرف ڈیڑھ سو سال پہلے کا ہے ان کی کتاب "ردالمختار" جو فقہ حنفی کی مستند ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس میں بھی شیعوں کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کی کتابیں ان کی نظر سے بھی نہیں گزریں۔۔۔۔ اس سے زیادہ عجیب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ نے (جن کا زمانہ اب سے قریباً چار سو سال پہلے کا ہے) اپنے بیسیوں مکتوبات میں مذہب شیعہ اور شیعوں کے بارے میں کلام فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر ان کا فارسی زبان میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ جو انہوں نے علمائے ماوراء النہر کی تائید میں لکھا تھا یہ رسالہ "رد روافض" کے نام سے ان کے مجموعہ مکتوبات کے ساتھ شائع ہوتا رہا ہے۔ ان سب کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو بھی نہیں ملی تھیں۔۔۔۔۔ پھر اس کے قریباً ایک صدی بعد بارھویں صدی ہجری کے وسط میں جب حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا قیام مدینہ منورہ میں تھا تو انہوں نے اپنے استاد شیخ ابو طاہر کردیؒ کی فرمائش پر حضرت مجدد کے اس رسالہ "رد روافض" کا عربی ترجمہ کیا اور اپنی طرف سے جابجا تعلیقات بھی لکھیں۔ اس کے علاوہ شاہ صاحب نے شیعیت کے خلاف مذہب اہل سنت کے اثبات میں دو ضخیم کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جو مشہور و معروف اور مطبوع ہیں۔۔۔۔ ازالۃ الخفاء اور قرۃ العینین۔۔۔۔ اور یہ دونوں کتابیں شاہ صاحب کی وسعت علم، دقت نظر اور قوت استدلال کا آئینہ ہیں۔۔۔ لیکن ان سب چیزوں کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں "الجامع الکافی" وغیرہ جن کے مطالعہ کے بغیر مذہب شیعہ سے پوری واقفیت نہیں ہو سکتی، ان کو بھی نہیں ملی تھیں۔۔۔۔۔ ہمارے نزدیک ایسا اسی وجہ سے ہوا کہ ان کتابوں کی طباعت کے

دور سے پہلے یہ کتابیں صرف خاص خاص شیعہ علماء کے پاس ہی ہوتی تھیں اوہ وہ اپنے آئمہ معصومین کے تاکیدی حکم کتمان کی تعمیل میں دوسروں کو نہیں دکھلاتے بلکہ ان کی ہوا بھی نہیں لگنے دیتے تھے---- اس دور میں علمائے اہل سنت میں سے بعض خاص ہی حضرات اپنی غیر معمولی کوششوں سے ان کتابوں کو کسی طرح پا سکے، ان میں شاہ ولی اللہ کے صاجزادے "تحفہ اثنا عشریہ" کے مصنف شاہ عبدالعزیز بھی ہیں--- بعد میں جب ر[illegible] مذہبی کتابیں پریس کے ذریعے چھپنے لگیں اور مذہب شیعہ کی یہ کتابیں بھی چھپ گئیں تب بھی ہمارے علمائے کرام نے ان کے مطالعہ کی طرف توجہ نہیں کی سوائے ان چند حضرات کے جن کو اپنے مخصوص مقامی حالات یا کسی خاص وجہ سے ان کے مطالعہ کی ضرورت کا احساس ہوا، انہوں نے مطالعہ کیا اور پھر اپنی تصنیفات کے ذریعے دوسروں کو بھی واقف کرانے کی کوشش کی لیکن یہ افسوسناک واقعہ ہے کہ ہمارے علمی حلقوں میں ان تصنیفات سے بھی بہت کم فائدہ اٹھایا گیا اسی لئے ایسا ہے کہ ہمارے اس دور کے علمائے اہلسنت بھی شاذو نادر ہی ایسے حضرات ہیں جن کو شیعہ مذہب کے بارے میں ایسی واقفیت ہو جس کو واقفیت کہا جا سکے--- اور جب علماء کا یہ حال رہا تو ہمارے عوام اور آج کی صحافی اصطلاح میں "دانشور" کہلانے والے حضرات کا کیا ذکر اور کسی سے کیا شکایت!

۱؎ حضرت شاہ ولی اللہ کا یہ عربی رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہوا تھا۔ مختلف کتب خانوں میں اس کے قلمی نسخے تھے۔ ابھی حال میں مولانا ابوالحسن زید دہلوی نے اپنے اہتمام سے اس کو شائع کرایا ہے۔ اس کے ساتھ حضرت مجدد کا اصل فارسی رسالہ "رد روافض" بھی شامل ہے۔ اس کا نام "المجموعۃ السنیہ" ہے۔ شاہ ابوالخیر اکیڈمی" شاہ ابوالخیر مارگ دلی ۶ سے طلب کیا جا سکتا ہے۔ کتب خانہ الفرقان سے بھی طلب فرمایا جا سکتا ہے۔ منیجر کتب خانہ الفرقان لکھنؤ)

اس عام ناواقفیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب روح اللہ خمینی صاحب کی قیادت میں ایران میں یہ انقلاب برپا ہوا، اور انہوں نے اس کو "اسلامی انقلاب" کا نام دے کر اور پورے

عالم اسلام بلکہ پوری دنیا میں یہی انقلاب برپا کرنے کا نعرہ لگا کر اپنا ساتھ دینے کے لئے ساری دنیا کے مسلمانوں کو پکارا اور اس کے لئے پروپیگنڈے کے وہ سب رسائل و وسائل استعمال کئے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ تو یہ بات معلوم اور آشکار ہونے کے باوجود کہ امام خمینی نہ صرف یہ کہ شیعہ ہیں بلکہ شیعوں کے اس درجہ کے مذہبی پیشواؤں میں ہیں جن کو "آیۃ اللہ" کہا جاتا ہے۔ ہندوپاکستان اور بعض دوسرے ملکوں کے بھی ایک خاص ذہن رکھنے والے حلقوں کی طرف سے ایسے جوش و خروش سے اس کا استقبال اور خیر مقدم کیا گیا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان حضرات کے نزدیک اس انقلاب کے نتیجہ میں ایران میں عہد نبویؐ اور خلافت راشدہ کے نمونے کی "حقیقی اسلامی حکومت" قائم ہو گئی۔ جس کے ولی الامر (امیر المومنین) امام روح اللہ خمینی ہیں۔ پھر اس انقلاب اور خمینی صاحب کی یادگار میں اخباروں رسالوں کے خاص نمبر نکالے گئے ان میں نظم اور نثر میں خمینی صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے زمین و آسمان کے جو قلابے ملائے گئے اور عام قارئین کے دلوں میں ان کی عظمت و تقدس کے جو نقش قائم کرنے کی کوشش کی گئی اس کا کچھ اندازہ ان نمبروں کے مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔

پھر یہ حلقے چونکہ اہل سنت ہی میں شمار ہوتے ہیں اور خاص کر ان جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک خاصی تعداد جن کو آج کل "اسلام پسند" کہا جاتا ہے ان کے معروف زعما اور قائدین کو دین کا رازداں اور دینی رہبر سمجھتی ہے۔ اس لئے ان کے اس رویہ سے ان بیچاروں کا یہ عقیدہ بن گیا ہے۔ آیۃ اللہ روح اللہ خمینی "اس وقت اسلام اور عالم اسلام کے گویا امام ہیں۔ انہی حال میں پٹنہ سے شائع ہونے والا اس نوجوان طبقہ کا ترجمان ایک ماہنامہ نظر سے گزرا۔ اس سے اندازہ ہوا کہ اس بارے میں ذہنی ضلال و فساد کس حد تک پہنچ چکا ہے۔

اس سب کے باوجود راقم سطور یہی سمجھتا ہے کہ ان حلقوں کی طرف سے جو کچھ ہوا، شیعیت امام خمینی کی شخصیت خاص کر ان کی مذہبی حیثیت اور ان کے برپا کیئے ہوئے انقلاب

کی نوعیت و حقیقت سے ناواقفی کے ساتھ "حبک الشی یعم ویصم" کے فطری قانون کے مطابق اسلامی حکومت کی تمنا اور اس کے بے تابانہ اشتیاق کے نتیجہ میں ہوا۔ اس لئے اس عاجز نے اپنا دینی فریضہ اور ان دینی بھائیوں اور عزیزوں کا اپنے اوپر حق سمجھا کہ۔۔۔۔۔ امام خمینی اور ان کے برپا کئے ہوئے انقلاب کی نوعیت و حقیقت اور شیعیت، خاص کر اس کی اصل بنیاد مسئلہ امامت سے ان حضرات کو اور عام مسلمانوں کو واقف کرنے کی اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کی جائے کہ دراصل یہی مسئلہ امامت اس ایرانی انقلاب کی مذہبی و فکری بنیاد ہے۔۔۔ ہم پہلے امام خمینی صاحب کے برپا کئے ہوئے انقلاب کے بارے میں اور آخر میں شیعیت کے بارے میں عرض کریں گے جو ضرورت کے مطابق کسی قدر مفصل اور طویل ہوگا۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ○

ایرانی انقلاب کی نوعیت

خمینی صاحب کے برپا کیے ہوئے اس انقلاب کی نوعیت کو سمجھنے اور اس کے بارے میں رائے قائم کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ یہ اس طرح کا انقلاب نہیں ہے۔ جیسے صحیح یا غلط، اچھے یا برے حکومتی انقلابات دنیا کے ملکوں، خاص کر اسلامی ممالک میں سیاسی نظریات کے اختلاف یا صرف اقتدار کی ہوس یا اسی طرح کے دور و محرکات کی بنیاد پر ہوتے رہے یا ہوتے رہتے ہیں--- خمینی صاحب کا برپا کیا ہوا یہ انقلاب مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد عقیدہ امامت اور اسی سلسلہ کے دوسرے عقیدے امام آخرالزماں (مہدی منتظر) کی غیبت کبریٰ اور اس غیبت کبریٰ کے زمانے میں ولایت فقیہ کے اس نظریے کی بنیاد پر برپا ہوا ہے۔ جس کو خمینی صاحب نے مذہب شیعہ کی ثقہ کتب حدیث کی بہت سی روایات سے استدلال کرتے ہوئے اسی کتاب "ولایہ الفقیہ والحکومہ الاسلامیہ" میں پوری وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہی اس کتاب کا موضوع اور مدعا ہے--- اور خمینی صاحب کی یہ کتاب ہی گویا اس انقلاب کی مذہبی و فکری بنیاد ہے--- لیکن اس کو سمجھنے کے لئے شیعیت خاص کر اساس و فساد عقیدہ امامت سے واقف ہونا ضروری ہے، اس لئے اپنے ناظرین کو اس عقیدہ سے متعارف اور واقف کرانے کے لئے پہلے اس عقیدہ ہی کے بارے میں اجمال و اختصار کے ساتھ کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ واللہ الموفق

عقیدہ امامت کا اجمالی بیان

مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات سے گویا انہی کی زبان سے مسئلہ امامت کا تفصیلی بیان تو انشاءاللہ ناظرین کرام اسی مقالہ میں آگے

اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہاں تو صرف اتنا عرض کردینا اس وقت کے مقصد کے لئے کافی ہے کہ شیعہ حضرات کے نزدیک جس طرح نبی و رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر اور نامزد ہوتے ہیں۔ (امت یا قوم ان کا انتخاب نہیں کرتی) اسی طرح نبی کے بعد ان کے جانشین و خلیفہ امام بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے مقرر اور نامزد ہوتے ہیں۔ وہ نبی ہی کی طرح معصوم ہوتے ہیں اور نبی و رسول کی طرح ان کی اطاعت امت پر فرض ہوتی ہے۔ ان کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر اور دوسرے سب نبیوں سے بالاتر ہوتا ہے۔ وہی امت کے دینی و دنیوی سربراہ اور حاکم ہوتے ہیں اور امت پر بلکہ ساری دنیا پر حکومت کرنا ان کا اور صرف ان کا حق ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ جو بھی حکومت کرے وہ غاصب و ظالم اور طاغوت ہے۔ (خواہ قرن اول کے ابوبکر و عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) ہوں یا ان کے بعد کے زمانوں کے خلفاء و سلاطین اور ملوک یا ہمارے زمانے کے ارباب حکومت بہرحال مذہب شیعہ کے اس بنیادی عقیدہ امامت کی رو سے یہ سب غاصب و ظالم اور طاغوت ہیں۔ حکومت صرف اللہ تعالیٰ کے نامزد کیئے ہوئے آئمہ معصومین کا حق ہے) اور جس طرح نبی پر ایمان لانا اور اس کو نبی ماننا شرط نجات ہے۔ اسی طرح ان اماموں کی امامت کو تسلیم کرنا اور ان کو اللہ کا مقرر کیا ہوا، امام معصوم اور حکم ماننا بھی نجات کی شرط ہے --- اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نامزد فرمایا ہے --- پہلے امام حضرت علی مرتضیٰ تھے ان کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حضرت حسن ان کے بعد کے لئے ان کے چھوٹے بھائی امام حسین (رضی اللہ عنہم) پھر ان کے بعد انہی کی اولاد سے ترتیب وار نو اور حضرات امام ہیں ان میں سے ہر ایک اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوا امام و خلیفہ --- امت کا دینی و دنیوی سربراہ حاکم تھا۔ (اگرچہ حالات کی ناسازگاری سے ایک دن کے لئے بھی ان کو حکومت حاصل نہ ہو سکی ہو۔)

ان میں سے پہلے گیارہ امام --- حضرت علی مرتضیٰ سے لے کر گیارہویں امام حسن عسکری تک --- اس دنیا میں جاری اللہ تعالیٰ کے عام نظام موت و حیات کے مطابق

وفات پا گئے۔ گیارہویں امام حسن عسکری کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی۔ (جس پر قریباً ساڑھے گیارہ سو سال گزر چکے ہیں) شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے۔ (اور یہ ان کے بنیادی عقائد میں اور جزو ایمان ہے) کہ ان کے ایک بیٹے صغر سنی ہی میں معجزانہ طور پر غائب ہو گئے اور سر من رای کے ایک غار میں روپوش ہو گئے۔ اَب قیامت تک انہیں کی امامت اور حکومت کا زمانہ ہے۔ اس پوری مدت تک کے لئے وہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے ہوئے امام زماں اور امت کے دینی و دنیوی سربراہ اور حاکم ہیں۔

شیعہ صاحبان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے غائب اور غار میں روپوش ہو جانے کے بعد چند سال تک ان کے خاص محرم راز سفروں کی ان کے پاس خفیہ آمد و رفت بھی رہتی تھی۔ ان کے ذریعے ان کے پاس شیعہ حضرات کے خطوط اور درخواستیں بھی پہنچتی تھیں۔ اور انہی کے ذریعہ ان کے جوابات آتے تھے۔۔۔ مذہب شیعہ کی کتابوں میں چند سالہ زمانے کو غیبت صغریٰ کا زمانہ کہا گیا ہے۔ اس کے بعد سفیروں کی آمد و رفت کا یہ سلسلہ بھی منقطع ہو گیا اور امام غائب سے رابطہ قائم کرنے کا کسی کے لئے بھی کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ (اس کو اب گیارہ سو سال ہو چکے ہیں) شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ وہ اسی طرح روپوش ہیں اور کسی وقت (جو ان کے ظہور کے لئے مناسب ہو گا) غار سے نکل کر تشریف لائیں گے۔۔۔ جب بھی ایسا وقت آئے۔۔۔ اس وقت تک کا زمانہ شیعہ حضرات کی خاص اصطلاح میں غیبت کبریٰ کا زمانہ کہا جاتا ہے۔

ملحوظ رہے کہ مذہب شیعہ کی رو سے یہ عقیدہ امامت، توحید، رسالت اور عقیدہ آخرت کی طرح اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کے نہ ماننے والے توحید رسالت و آخرت کے منکرین ہی کی طرح غیر مومن، غیر ناجی اور جہنمی ہیں۔۔۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ اس کے بارے میں مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی تصریحات اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات ناظرین کرام انشاء اللہ اپنے موقع پر اسی مقالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔۔۔ اس وقت تو عقیدہ امامت اور امام آخر الزماں کی غیبت کبریٰ کا یہ اجمالی بیان

صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ امام خمینی کے برپا کئے ہوئے ایرانی انقلاب کو اس کے بغیر سمجھا نہیں جا سکتا تھا۔ اسی لئے ہم نے اس عجیب و غریب عقیدہ پر یہاں کوئی تنقید بھی نہیں کی ہے۔ صرف وہ بیان کر دیا ہے جو ان حضرات کا مسلمہ عقیدہ ہے اور مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات سے معلوم ہوا ہے۔

"الحکومتہ الاسلامیہ" کی روشنی میں

ایرانی انقلاب کی بنیاد

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔ خمینی صاحب کی کتاب "الحکومتہ الاسلامیہ" ان کے برپا کئے ہوئے اس انقلاب کی مذہبی و فکری بنیاد ہے۔ قریباً ڈیڑھ سو صفحہ کی اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بارہویں اور آخری امام (مہدی منتظر) کی غیبت کبریٰ کے اس زمانے میں جس پر ہزار سال سے زیادہ گزر چکے ہیں اور بقول امام خمینی ہو سکتا ہے کہ ہزاروں سال کا زمانہ اسی طرح اور گزر جائے۔ ؎ فقہاء یعنی شیعہ مجتہدین کا حق بلکہ ان کی ذمہ داری اور ان کا فرض ہے کہ وہ امام آخر الزماں (امام غائب) کے نائب اور قائمقام کی حیثیت سے حکومت کا نظام اپنے ہاتھ میں لینے کی جدوجہد کریں اور جب ان مجتہدین میں کوئی ایسا فرد جو اس کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہو اس مقصد کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور جدوجہد کرے تو وہ معاشرے اور حکومت سے متعلق معاملات میں امام ہی کی طرح بلکہ خود نبی و رسولؐ کی طرح واجب الاطاعت ہو گا۔

؎ (امام خمینی نے اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے "الحکومتہ الاسلامیہ" میں لکھا ہے۔)

قدمر علی الغیبه الکبری لامامن	ہمارے امام مہدی کی غیبت کبریٰ پر ایک
المهدی اکثر من الف عام وقد تمر	ہزار سال سے زیادہ گزر چکے اور ہو سکتا
الوف السنین قبل ان تقتضی المصلحه	ہے کہ ہزاروں سال اس وقت کے آنے

قدوم الامام المنتظر (ص۲۶)

سے پہلے اور گزر جائیں جب مصلحت کا تقاضا ان کے ظہور کا ہو اور وہ تشریف لائیں۔

اسی کتاب میں ولایہ الفقیہ کا عنوان قائم کر کے خمینی صاحب نے لکھا ہے۔

واذا نهض بامر تشكيل الحكومه فقيه عالم عادل فانه بلى من امور المجتمع ماكان بليه النبى (ص) منهم، ووجب على الناس ان ويلك هذا الحاكم من امر الاداره والرعايه والسياسه الناس ماكان يملكه الرسول (ص) وامير المومنين (ع) (الحكومته الاسلاميه (ص۴۹)

اور جب کوئی فقیہ (مجتہد) جو صاحب علم عادل ہو حکومت کی تشکیل و تنظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہو تو اس کو معاشرے کے معاملات "میں سارے اختیارات حاصل ہوں گے جو نبی کو حاصل تھے اور سب لوگوں پر اس کی سمع وطاعت واجب ہوگی اور یہ صاحب حکومت فقیہ و مجتہد حکومتی نظام اور عوامی و سماجی مسائل کی نگہداشت اور امت کی سیاست کے معاملات میں اسی طرح مالک و مختار ہوگا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علی علیہ السلام مالک و مختار تھے۔

نیز اسی کتاب میں آگے امام خمینی نے ایک موقع پر تحریر فرمایا ہے۔

ان الفقهاء هم اوصياء الرسول (ص) من بعد الائمه وفى حال نحيابهم وقد كلفوا بالقيام بجميع ما كلف الائمه (ع) بالقيادبه (ص۷۵)

فقہا (یعنی مجتہدین آئمہ معصومین کے بعد اور ان کی غیبت کے زمانے میں رسول خدا کے نائب ہیں اور وہ مکلف ہیں ان سب امور و معاملات کی انجام دہی کے جن کی انجام دہی کے مکلف آئمہ علیہم السلام تھے۔

الغرض امام خمینی کے ذریعہ ایران میں جو انقلاب برپا ہوا، اس کی یہی مذہبی اور فکری بنیاد ہے اور ان کی حیثیت دوسرے ملکوں کے قائدین انقلاب اور سربراہان حکومت کی نہیں بلکہ مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد عقیدہ امامت اور امام آخرالزمان کی غیبت کبریٰ اور اس غیبت کبریٰ کے زمانے میں "ولایت فقیہ" کے اصول و نظریے کی بنیاد پر وہ شیعوں کے بارہویں امام معصوم (امام غائب) کے قائم مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی اور اس حیثیت سے امام اور نبی ہی کی طرح واجب الاطاعت ہیں اور ان کے سارے اقدامات اور ان کی ساری کارروائیاں اسی حیثیت سے ہیں--- جہاں تک ہمارا مطالعہ اور ہماری اطلاع ہے انہوں نے اپنی اس حیثیت پر پردہ ڈالنے کی بھی کوشش نہیں کی ہے اور ان کی اس حیثیت کا لازمی تقاضا ہے کہ وہ پورے عالم اسلام بلکہ ساری دنیا کو اپنے زیر حکومت اور تحت اقتدار لانے کی جدوجہد کریں۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ امام خمینی نے "ولایۃ الفقیہ" کے نظریہ کے بارے میں (جو اس انقلاب کی بنیاد ہے) جو کچھ "الحکومتہ الاسلامیہ" میں لکھا ہے اس میں پوری صفائی کے ساتھ اس کا اظہار ہے کہ اس نظریہ کی بنیاد پر صرف وہ شیعہ فقیہ و مجتہد ہی امت کا امام و سربراہ حکومت ہو سکے گا جو عقیدہ امامت اور امام آخرالزمان کی دنیا میں موجودگی اور گیارہ سو سال سے ان کی غیبت کبریٰ کے زمانے میں "ولایت فقیہ" کے نظریے کو بھی تسلیم کرتا ہو۔"

کیا اس کے بعد اس میں کسی شک شبہ کی گنجائش ہے کہ اس انقلاب کو "خالص اسلامی انقلاب" کہنا اور اجتماعات اور کانفرنسوں میں "ثورہ اسلامیہ لا شیعیہ ولا سنیہ" کے نعرے لگوانا ایسا فریب ہے جس میں صرف وہی لوگ مبتلا ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے اس انقلاب کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہ کی ہو--- حالانکہ جیسا کہ عرض کیا گیا خود امام خمینی کی کتاب "الحکومتہ الاسلامیہ" کا مطالعہ ہی

اس کے لئے کافی ہے۔

"ایرانی انقلاب کی نوعیت کے بارے میں ہم اتنا ہی عرض کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس کے بعد خمینی صاحب کی شخصیت بالخصوص ان کی مذہبی حیثیت کے بارے میں اختصار کے ساتھ وہ عرض کرتا ہے۔ جو ان کی تصانیف کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے۔

کسی تحریک خاص کر کسی انقلاب کے بارے میں رائے قائم کرنے کے لئے اس کے قائد کے نظریات و معتقدات کا جاننا جیسا ضروری ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اس طرح سے غفلت وہی شخص جائز سمجھ سکتا ہے جسکے نزدیک ایمان اور عقیدے کی کوئی اہمیت نہ ہو۔ بس حکومت اور اقتدار ہی کو دین و ایمان سمجھتا ہو۔

ابھی نصف صدی بھی نہیں گزری ہے کہ ہمارے ملک میں علامہ عنایت اللہ مشرقی اور ان کی خاکسار تحریک کا غلغلہ بلند تھا۔ ان کا فلسفہ اور ان کی دعوت یہی تھی کہ مادی قوت اور اقتدار و حکومت ہی حقیقی ایمان و اسلام ہے اور اس بناء پر ہمارے اس زمانے میں "مومنین صالحین" کا مصداق وہ یورپین اقوام ہیں۔ جن کے پاس قوت و اقتدار ہے۔ ان کی عظیم کتاب "تذکرہ" جو ان کی دعوت و تحریک کی بنیاد تھی۔ اس میں اسی نظریہ اور فلسفہ کو قرآن پاک سے بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔۔ ہم میں سے جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا ہے ان کو یاد ہو گا کہ ایک خاص ذہن رکھنے والا نوجوان طبقہ کیسے جوش و خروش سے ان کی دعوت پر لبیک کہہ رہا تھا اور ان کے لشکر میں شامل ہو رہا تھا۔۔۔ دراصل ملت میں ایسے لوگوں کا وجود ہمارے لئے سامان عبرت ہے۔

باب 2

امام خمینی اپنی تصانیف میں

امام روح اللہ خمینی، صاحب تصانیف عالم ہیں، مجھے ان کی دو کتابیں دستیاب ہو سکیں۔ جو ان کی تصانیف میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔۔۔ ایک "الحکومتہ الاسلامیتہ" جن کا ذکر پہلے آچکا ہے اور جیسا کہ عرض کیا گیا یہ ان کی انقلابی تحریک و دعوت کی بنیاد ہے اور ان کی شخصیت اور مذہبی معتقدات کو جاننے کے لئے بھی بڑی حد تک یہی کتاب کافی ہے۔۔۔۔ دوسری کتاب "تحریر الوسیلہ" یہ غالبا" ان کی سب سے بڑی تصنیف ہے۔ اس کا موضوع فقہ ہے، یہ بڑی تقطیع کی دو ضخیم جلدوں میں ہے، ہر جلد کے صفحات ساڑھے آٹھ سو کے قریب ہیں۔ یہ بلاشبہ اپنے موضوع پر بڑی جامع اور مبسوط کتاب ہے۔ طہارت یعنی استنجا اور غسل و وضو سے لیکر وراثت تک کے تمام فقہی ابواب پر حاوی ہے۔ زندگی میں جو مسائل لوگوں کو پیش آتے ہیں۔ راقم سطور کا خیال ہے کہ ان میں کم ہی مسئلے ایسے ہوں گے جن کا جواب مذہب شیعہ کی رو سے اس کتاب میں نہ مل سکے۔ طرز بیان بہت ہی صاف اور سلجھا ہوا ہے بلاشبہ ان کی یہ تصنیف اپنے مذہب میں ان کے علمی تجر اور بلند مقامی کی دلیل ہے۔

خمینی صاحب کے جو نظریات و معتقدات ان کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ انہی کی عبارتوں اور انہی کے الفاظ میں ان صفحات میں ناظرین کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔۔۔ مقصد صرف یہ ہے کہ جو حضرات نہیں جانتے اور اس لاعلمی کی وجہ سے ان کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ وہ جان لیں۔

لیھلک من ھلک عن بینہ ویحیی من حی عن بینہ

اپنے آئمہ کے بارے میں خمینی صاحب کے معتقدات

اس سلسلہ میں پہلی اصولی اور جامع بات تو یہ ہے کہ امام خمینی شیعوں کے فرقہ اثنا عشریہ کے بلند پایہ مجتہد اور امام و پیشوا ہیں۔ اس لئے مسئلہ امامت اور آئمہ کے بارے میں اثنا عشریہ کے جو مخصوص عقائد و نظریات ہیں، جو ان کے نزدیک جزو ایمان ہیں وہ سب، امام خمینی صاحب کے بھی معتقدات ہیں اور ایک راسخ العقیدہ اور راسخ العلم شیعہ مجتہد کی طرح وہ ان پر ایمان رکھتے ہیں--- ناظرین کرام انشاء اللہ ان عقائد و نظریات کو پوری تفصیل کے ساتھ اسی مقالہ میں آگے اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا جائے گا۔ وہ مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی عبارات اور ان کے "آئمہ معصومین" کے ارشادات ہوں گے۔ ہم صرف ان کو نقل کریں گے اور اپنے ناظرین کے لئے اردو ترجمہ کی خدمات انجام دیں گے۔ اسی سے امام خمینی کے معتقدات کسی قدر تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ناظرین کو معلوم ہو سکیں گے۔ اس وقت تو ہم خود ان کی کتاب "الحکومتہ الاسلامیہ" ہی سے (جو ان کی انقلابی تحریک دعوت کی بنیاد ہے) اپنے آئمہ کے بارے میں ان کے چند معتقدات ناظرین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

کائنات کے ذرہ ذرہ پر آئمہ کی تکوینی حکومت

" الحکومتہ الاسلامیہ " میں " الولایہ التکوینیہ " کے زیر عنوان خمینی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

فان للامام مقاما محمودا درجته سامیته وخلافته تکوینیه تحضع لولایتها وسطوتها جمیع ذرات الکون (ص ۵۲)

"امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت

حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے۔" لے

لے (اس وقت ہمارا مقصد امام خمینی اور ان کے فرقہ شیعہ اثنا عشریہ کے عقائد سے ناواقفوں کو صرف واقف کرانا ہے۔ ان کے بارے میں بحث و تنقید اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ تاہم یہاں عرض کر دینا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ جمہور امت مسلمہ کے نزدیک یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر اس کی حکومت اور فرمانروائی ہے اور ساری مخلوق اس کے تکوینی حکم کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہے۔ یہ شان کسی نبی و رسول کی بھی نہیں۔ قرآن پاک کی بیشمار آیات میں اس کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ لیکن خمینی صاحب اور ان کے فرقہ اثنا عشریہ کا عقیدہ اور ایمان یہی ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر حکومت و اقتدار ان کے آئمہ کو حاصل ہے۔

آئمہ کا مقام ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین سے بالاتر

اسی عنوان "الولایۃ التکوینیہ" کے تحت اور اسی سلسلہ کلام میں خمینی صاحب آگے فرماتے ہیں!

وان من ضروریات مذھب ان لائمتنا مقاما معنویا یبلغہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (ص ۵۲)

اور ہمارے مذہب (شیعہ اثنا عشریہ) کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے معصومین کو وہ مقام و مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔

آئمہ اس عالم کی تخلیق سے پہلے مرکز انوار و تجلیات تھے جو عرش الٰہی کو محیط تھے۔ ان کے درجہ اور مقام قرب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اسی عنوان "الولایۃ تکوینیہ" کے تحت اسی سلسلہ کلام میں آگے خمینی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

وبموجب من لدينا من الروايات والاحاديث ان الرسول الاعظم (ص) والائمه (ع) كانوا قبل هذا العالم انوارا فجعلهم الله بعرشه محدقين وجعل لهم من المنزله والزلفى مالا يعلمه الا الله (ص ۵۲)

اور جو روایات و احادیث (یعنی شیعی روایات و احادیث) ہمارے سامنے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اعظم اور آئمہؒ اس عالم کے وجود میں آنے سے پہلے انوار تجلیات تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے عرش معلّی کے گرداگرد بنایا اور ان کو وہ مرتبہ اور مقام عطا فرمایا جس کو بس اللہ ہی جانتا ہے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

آئمہ سہو اور غفلت سے محفوظ اور منزہ ہیں

سہو و نسیان اور کسی وقت کسی معاملہ میں غفلت کا امکان بشریت کے لوازم میں سے ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی اس سے محفوظ نہیں۔ قرآن مجید میں بھی متعدد انبیاء علیہم السلام کے سہو و نسیان کے واقعات ذکر فرمائے گئے ہیں لیکن خمینی صاحب آئمہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

لا نتصور فيهم السهوا والغفله (الحكومته الاسلاميه) (ص ۹۱)

ان کے بارے سہو یا غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

آئمہ کی تعلیمات قرآن احکام و تعلیمات ہی کی طرح دائمی اور واجب الاتباع ہیں۔

خمینی صاحب نے اسی کتاب الحکومتہ الاسلامیہ میں ایک جگہ آئمہ کی تعلیمات اور ان کے احکام کے بارے میں فرمایا:

ان تعالیم الائمه لتعاليم القران لا تخص جيلا خاصا وانما هى تعاليم لجميع فى كل عصر، مصر والى يوم القيمه يجب تنفيذها واتباعها (ص ۱۱۳)

ہمارے آئمہ معصومین کی تعلیمات قرآن کی تعلیمات ہی کے مثل ہیں، وہ کسی خاص طبقے کے اور خاص دور کے لوگوں کے لئے مخصوص نہیں ہیں وہ ہر زمانے اور ہر علاقے کے تمام انسانوں کے لئے ہیں اور تاقیام قیامت ان کی تعمیل اور ان کا اتباع واجب ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆

اپنے آئمہ معصومین کے بارے میں خمینی صاحب کے یہ چند معتقدات صرف "الحکومتہ الاسلامیہ" سے پیش کئے گئے ہیں۔۔۔ اس کے بعد ہم خمینی صاحب اور اثنا عشریہ کے ایک دوسرے اہم اور بنیادی عقیدے پر گفتگو شروع کرتے ہیں۔

صحابہ کرام خاص کر شیخین کے بارہ میں خمینی صاحب کا عقیدہ اور رویہ

جو شخص شیعہ اثنا عشریہ کے مذہب سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو گا وہ اتنا ضرور جانتا

ہو گا کہ اس مذہب کی بنیاد ہی اس عقیدے پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ ہی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کو اپنے بعد امت کے لئے خلیفہ و جانشین اور امت کا دینی و دنیوی امام اور سربراہ نامزد فرمایا تھا اور انہی کی نسل میں سے گیارہ اور حضرات کو بھی قیامت تک کے لئے اسی طرح امام نامزد فرمایا تھا۔۔۔ اور اس سلسلہ میں آپ نے آخری اور انتہائی درجہ کا اہتمام یہ فرمایا کہ حجۃ الوداع سے واپسی میں غدیر خم کے مقام پر ایک میدان کو صاف کرنے کا حکم دیا اور اپنے لئے ایک منبر تیار کرایا اس کے بعد خصوصی اعلان اور منادی کے ذریعے اپنے تمام رفقائے سفر کو (جن میں مہاجرین و انصار اور دوسرے افراد سب ہی شامل تھے اور ہزاروں کی تعداد میں تھے) اس میدان میں جمع ہونے کا حکم فرمایا۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا۔ تاکہ سب حاضرین دیکھ لیں کہ آپ نے اپنے بعد کے لئے ان کے خلیفہ و جانشین اور امت کے دینی و دنیوی سربراہ امام اور ولی الامر (یعنی حاکم و فرمانروا) ہونے کا اعلان فرمایا، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ میری تجویز نہیں ہے بلکہ اللہ کا حکم ہے اور میں اس حکم خداوندی کی تعمیل ہی میں یہ اعلان کر رہا ہوں۔ پھر آپ نے سب حاضرین سے اس کا اقرار اور عہد لیا۔۔۔ اس سلسلہ کی مذہب شیعہ کی مستند ترین روایات میں یہ بھی ہے کہ اس موقع پر آپ نے خصوصیت سے شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما) سے فرمایا کہ تم "السلام علیک یا امیر المومنین" کہکر علی کو سلامی دو! چنانچہ ان دونوں نے اس حکم کی تکمیل کرتے ہوئے اسی طرح سلامی دی۔ (غدیر خم کے اس واقعے یا افسانے) کے بارے میں کتب شیعہ کی وہ روایات اور ان کے آئمہ معصومین کے وہ ارشادات جن میں پوری تفصیل سے وہ سب کچھ بیان کیا گیا ہے جو اجمالی طور پر اوپر کی سطروں میں عرض کیا گیا، انشاء اللہ ناظرین کرام اسی مقالہ میں آئندہ اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

آگے کتب شیعہ کی روایات میں یہ بھی ہے کہ غدیر خم کے اس اعلان اور صحابہ کے

اس اجتماعی عہد و اقرار کے قریباً اسی (۸۰) دن ہی کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو (معاذ اللہ) ابو بکر و عمر اور ان کے ساتھ عام صحابہ سازش کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کیے ہوئے اس نظام کو جو آپ نے اپنے بعد قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم فرمایا تھا، مسترد اور ملیامیٹ کر دیا، اور اپنے عہد و اقرار سے منحرف ہو گئے اور حضرت علی کی بجائے ابو بکرؓ کو آپ کا خلیفہ و جانشین اور امت کا سربراہ بنایا --- (معاذ اللہ) اس "غداری" اور "جرم عظیم" کی بنیاد پر کتب شیعہ کی روایات اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات میں عام صحابہ اور خاص کر شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمرؓ) کے مرتد، کافر، منافق، جہنمی، شقی بلکہ اشقی (اعلیٰ درجہ کے بد بخت) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور ان پر لعنت کی گئی ہے -- (روایات اور ان کے آئمہ معصومین کے یہ ارشادات بھی ناظرین کرام انشاء اللہ اسی مقالہ میں آگے اپنے موقع پر ملاحظہ کریں گے۔)

اس میں کیا شک ہے کہ اگر غدیر خم کے اس افسانے کو (جو مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد ہے) حقیقت اور واقعہ مان لیا جائے تو پھر شیخین اور عام صحابہ کرام (معاذ اللہ) ایسے ہی مجرم قرار پائیں گے اور ان ہی بد سے بدتر الفاظ کے مستحق ہوں گے۔ جو شیعی روایات کے حوالہ سے اوپر لکھے گئے ہیں --- جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک کے لئے قائم کیے ہوئے اس نظام کو جو امت کی دینی و دنیوی صلاح و فلاح کے لئے آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم فرمایا تھا اور جس کے لئے اتنے اہتمام سے عہد اور اقرار لیا تھا۔ غداری اور سازش کر کے تباہ و برباد کیا ان کے کفر و ارتداد اور جہنمی و لعنتی ہونے میں کیا شبہ! ---- بہر حال یہ دونوں باتیں عقل و نقل کے لحاظ سے لازم و ملزوم ہیں۔ اسی لئے شیعوں کے عام مصنفین اور علماء مجتہدین کا رویہ یہ بھی رہا ہے کہ وہ اپنی روایات کے مطابق غدیر خم کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شیخین اور عام صحابہ نے جو کچھ کیا اس کی بناء پر وہ ان کو اپنے آئمہ کے

ارشادات کے مطابق مرتد، کافر، منافق یا کم سے کم اعلیٰ درجہ کے فاسق و فاجر اور مستحق لعنت قرار دیتے ہیں۔

لیکن خمینی صاحب صرف شیعہ علامہ و مجتہد یا شیعہ مصنف ہی نہیں بلکہ وہ ہمارے اس دور کی ایک عظیم سیاسی شخصیت اور ایک انقلابی دعوت و تحریک کے قائد بھی ہیں اور اس انقلابی تحریک میں ان کی اصل طاقت اگرچہ شیعہ ہیں لیکن غیر شیعہ مسلمانوں کی بھی ممکن حد تک اس میں استعمال کرنا ان کی سیاسی ضرورت ہے۔ اس لئے "الحکومتہ الاسلامیہ" میں انہوں نے اس سلسلہ میں یہ رویہ اختیار فرمایا ہے کہ وہ اپنے ذاتی عقیدہ و ایمان کے تقاضے اور شیعی دنیا کو مطمئن رکھنے کے لئے بھی غدیر خم کے واقعہ کا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے بعد کے لئے وصی اور خلیفہ و جانشین اور امت کے ولی الامر کی حیثیت سے حضرت علی مرتضیٰ کی نامزدگی کا ذکر کرتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں لیکن اس کے لازمی اور منطقی نتیجہ کے طور پر شیخین اور عام صحابہ کرام پر اللہ و رسول سے غداری اور کفر و ارتداد کی جو فرد جرم عائد ہوتی ہے۔ سیاسی مصلحت سے صراحت کے ساتھ اس کے ذکر سے اپنے قلم کو روک لیتے ہیں۔۔۔ اس معاملہ میں انہوں نے اتنی احتیاط ضروری سمجھی ہے کہ پوری کتاب "الحکومتہ الاسلامیہ" میں شیخین (حضرت ابو بکر اور حضرت عمر) کا کہیں نام تک نہیں آنے دیا ہے۔ حالانکہ اس کتاب کا موضوع ہی جیسا کہ اس کے نام سے بھی ظاہر ہے۔ "اسلامی حکومت" اور اسلام کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد انہی دو حضرات کی خلافت اسلامی حکومت کا کامل اور مثالی نمونہ تھا۔1

(راقم سطور یہاں اس واقعہ کا ذکر مناسب سمجھتا ہے کہ انڈیا ایکٹ ۳۵ء کی بنیاد پر جب برطانوی دور حکومت ہی میں ہندوستان کے سات صوبوں میں کانگرس کی حکومتیں قائم ہوئیں تو کانگرس کے رہنما مہاتما گاندھی جی نے ان حکومتوں کے کانگرسی وزیروں کے لئے

اپنے اخبار "ہریجن" میں ایک ہدایت نامہ لکھا تھا۔ جو اس وقت کے دوسرے اخبارات میں بھی شائع ہوا تھا۔ اس میں انہوں نے ان وزیروں کو ہدایت کی تھی کہ وہ ابوبکر و عمر کے طرز حکومت کو مثالی رہنما کے طور پر اپنے سامنے رکھیں اور ان کے طریقہ کی پیروی کریں۔ (آگے گاندھی جی نے یہ بھی لکھا تھا کہ یہ میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ مجھے تاریخ میں ان دو کے سوا کوئی مثال نہیں ملتی۔ جس نے فقیری کے ساتھ ایسی حکومت کی ہو) گاندھی جی کا یہ ہدایت نامہ ہریجن کے جولائی یا اگست ۳۷ء کے کسی شمارہ میں شائع ہوا تھا۔ میں نے اس وقت ہدایت کار کا یہ مضمون اپنی یادداشت سے لکھا ہے۔ گاندھی جی کی اصلی عبارت اخبارات کے ۳۷ء کے فائلوں میں آسانی سے مل سکتی ہے۔)

لیکن خمینی صاحب کا رویہ یہ ہے کہ جہاں سلسلہ کلام میں تاریخی تسلسل کے لحاظ سے بھی ان کے دور خلافت کا تذکرہ ضروری تھا وہاں بھی ان کا نام تک ذکر کرنے سے پرہیز کیا ہے۔۔۔ اس کی دو مثالیں نذر ناظرین ہیں۔

ایک جگہ اسلامی حکومت کی ضرورت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فقد ثبت بضرورہ الشرع والعقل ان ماکان ضروریا ایام الرسل (ص) وفی عہدامیر المومنین علی بن ابی طالب (ع) من وجود الحکومہ لایزال ضروریاالی یومناھذا	شریعت اور عقل کی رو سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے زمانے میں حکومت کا وجود جس طرح ضروری تھا اسی طرح ہمارے اس زمانے میں ضروری ہے۔

ایک دوسری جگہ اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے (کہ علماء جو دین کے امین ہیں ان کا کام صرف دینی کی باتیں بتلانا نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنا اور کرانا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔) خمینی صاحب نے تحریر فرمایا ہے:

وقد کان الرسول (ص) وامیر المومنین (ع) (ص ۷۱)

رسول اللہ ﷺ اور امیر المومنین علیہ السلام بتاتے بھی تھے اور اس کو عمل میں بھی لاتے تھے۔

ان دو جگہوں پر اور اسی "الحکومۃ الاسلامیہ" میں ان کے علاوہ بھی بعض مقامات پر خمینی صاحب نے اسلامی حکومت کے سلسلہ میں عہد نبوی کے بعد حضرت علی مرتضیٰ ہی کے عہد حکومت کا ذکر کیا ہے اور شیخین اور حضرت عثمان کے ذکر سے ہر جگہ دانستہ پرہیز کیا ہے--- یہ رویہ انہوں نے اس لئے اختیار کیا کہ اگر وہ خلفاء ثلاثہ کی حکومت کو بھی "اسلامی حکومت قرار دے کر یہاں ذکر کرتے جیسے کہ تاریخی تسلسل کا تقاضا تھا تو شیعہ جو ان کی اصل طاقت ہیں۔ ان کو "ولایت فقیہ" کے منصب کے لئے نااہل قرار دے کر ان کے خلاف بغاوت کر دیتے---- اور اگر خمینی صاحب اپنے عقیدہ و مسلک کے مطابق ان کے بارے میں--- اظہار رائے کرتے تو جو غیر شیعہ طبقے اسلامی انقلاب کے نعرہ کی کشش یا اپنی سادہ لوحی سے ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں ان کی ہمدردی اور ان کا تعاون ان کو حاصل نہ ہو سکتا۔

بہرحال خمینی صاحب کے اس رویہ سے شیخین اور حضرت عثمان کے بارے میں ان کا باطن پوری طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ عرض کیا جا چکا ہے کہ خلافت و امامت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت علی مرتضیٰ کی نامزدگی کے شیعی عقیدے کا لازمی و منطقی نتیجہ ہے کہ شیخین اور عام صحابہ کرام کو معاذ اللہ ویسا ہی سمجھا جائے جیسا کہ شیعی روایات میں بتلایا گیا ہے۔

اب ناظرین کرام خمینی صاحب کی وہ عبارتیں ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی مرتضیٰ کی اپنے وصی، خلیفہ و جانشین اور امت کے ولی الامر کی حیثیت سے نامزدگی کا مختلف عنوانات سے بیان فرمایا ہے۔

"الحکومۃ الاسلامیہ" میں شیعوں کے بنیادی عقیدے ولایت و امامت اور رسول

اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے بعد کے خلیفہ کی حیثیت سے حضرت علی مرتضیٰ کی نامزدگی کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے خمینی صاحب فرماتے ہیں۔

نحن نعتقد بالولایہ ونعتقد ضرورہ ان یعین النبی خلیفہ من بعدہ وقد فعل

اور ہم ولایت (امامت) پر عقیدہ رکھتے ہیں اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے بعد کے لئے خلیفہ متعین اور نامزد کرتے اور آپ نے ایسا ہی کیا۔

(الحکومتہ الاسلامیہ ص ۱۸)

اسی سلسلہ کلام میں چند سطر کے بعد خمینی صاحب نے لکھا ہے کہ اپنے بعد کے لئے خلیفہ کو نامزد کر دینا ہی وہ عمل ہے جس سے رسول ﷺ کے فریضہ رسالت کی ادائیگی کی تکمیل ہوئی۔ فرماتے ہیں۔

وکان تعین خلیفہ من بعدہ.. عاملا متمماومکملالرسالتہ (ص۱۹)

اور اپنے بعد کے لئے خلیفہ کو نامزد کرنا ہی وہ عمل تھا جس سے آپ کے فریضہ رسالت کی ادائیگی کی تکمیل ہوئی۔

یہی بات خمینی صاحب نے اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ دوسری جگہ ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

بحیث کان یعتبر الرسول (ص) لولاتعیین الخلیفتہ من بعدہ غیر مبلغ رسالتہ (ص ۲۳)

اگر رسول اللہ ﷺ اپنے بعد کے لئے خلیفہ نامزد کرتے تو سمجھا جاتا کہ امت کو جو پیغام پہنچانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ذمہ کیا گیا تھا۔ وہ آپ نے نہیں پہنچایا اور رسالت کا فریضہ ادا نہیں کیا۔

خمینی صاحب نے ان عبارتوں میں جو کچھ فرمایا ہے۔ اس کی بنیاد ایک روایت پر

ہے۔ اس روایت کا مضمون معلوم ہونے کے بعد ہی خمینی صاحب کی ان عبارتوں کو پورا مطلب سمجھا جاسکتا ہے وہ روایت شیعہ صاحبان کی اصح الکتب "اصول کافی" کے حوالہ سے انشاء اللہ آگے اپنے موقع پر درج ہوگی۔ یہاں اس کا صرف اتنا حاصل کرنا کافی ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم ملا کہ اپنے بعد کے لئے علی کی امامت و خلافت کا اعلان کردیں، تو آپ کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر میں نے ایسا اعلان کیا تو بہت سے مسلمان مرتد اور میرے خلاف ہو جائیں گے اور مجھ پر تہمت لگائیں گے کہ یہ کام میں علی کے ساتھ اپنی قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے کر رہا ہوں۔ اللہ کی طرف سے اس کا حکم نہیں آیا ہے۔ اس لئے آپ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس حکم پر نظر ثانی فرمائی جائے اور یہ اعلان نہ کرایا جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئی کہ:

یاایھاالرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فمابلغت رسالته الایۃ

جس کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے رسول جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ آپ لوگوں کو پہنچادیں اور اعلان کردیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور فریضہ رسالت ادا نہیں کیا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے غدیر خم کے مقام پر وہ اعلان فرمایا۔

اس سلسلہ کی روایات میں (جو انشاء اللہ ناظرین اسی مقالہ میں آگے ملاحظہ فرمائیں گے) یہ بھی ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ دھمکی بھی دی گئی تھی کہ اگر تم نے علی کی خلافت و امامت کا یہ اعلان نہیں کیا تو ہم تم پر عذاب نازل کریں گے۔ (نعوذ باللہ)

الغرض خمینی صاحب کی مندرجہ بالا عبارتوں میں انہیں روایات کی بنیاد پر فرمایا گیا ہے کہ اگر آپ اپنے بعد کے خلیفہ نامزد نہ کرتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ آپ نے رسالت کا حق اور فریضہ ادا نہیں کیا۔

ناظرین کرام خمینی صاحب کی اس سلسلہ کی چند تصریحات اور ملاحظہ فرمائیں۔

والرسول الکریم (ص) قد کلمہ اللہ وحیا ان یبلغ ما انزل الیہ فیمن خلفہ فی الناس ویحکم بھذا الامر فرقد اتبع ما الربہ وعین امیر المومنین علیا للخلافہ (ص ۵۲-۸۳)

اور رسول کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے وحی کے طور پر کلام فرمایا اور اس میں یہ حکم دیا کہ جو شخص ان کے بعد ان کا خلیفہ و جانشین ہو گا اور حکومت کا نظام چلائے گا۔ اس کے بارے میں اللہ کا جو حکم ان پر نازل ہوا ہے وہ لوگوں کو پہنچا دیں اور اس کی تبلیغ اور اعلان کر دیں تو آپ نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور خلافت کے لئے امیر المومنین کو نامزد کر دیا۔

آگے اسی کتاب میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

وفی غدیر خم فی حجتہ الوداع عینہ النبی (ص) حاکما من بعدہ ومن حینھا بداء الخلاف الی نفوس القوم

اور حجتہ الوداع میں غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے علی علیہ السلام کو اپنے بعد کے لئے حکمران نامزد کر دیا اور اسی وقت سے قوم کے دلوں میں مخالفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

(الحکومتہ الاسلامیہ ص ۱۳۱)

قد عین من بعدہ والیا علی الناس امیر المومنین (ع) واستمر انتقال الامامہ ولایتہ من امام الی امام الی ان انتھی الامر الی الحجہ القائم (ع) (ص ۹۸)

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد کے لئے امیر المومنین کو لوگوں پر حاکم اور والی کی حیثیت سے نامزد کر دیا اور پھر امامت و ولایت کا یہ منصب ایک امام سے اگلے امام کی طرف برابر منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ

الحجۃ القائم یعنی امام غائب مہدی منتظر تک
پہنچ کر یہ سلسلہ اپنی نہایت کو پہنچ گیا۔

کیا کسی بھی ایسے شخص کو جس کو اللہ نے عقل و فہم سے بالکل ہی محروم نہ کر دیا ہو، اس میں شبہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خلافت و امامت کے لئے حضرت علیؓ کی نامزدگی کا وہ عقیدہ رکھتا ہو جو خمینی صاحب نے اپنی ان عبارتوں میں ظاہر کیا ہے (اور جو شیعیت کی اساس و بنیاد ہے) یقیناً اس کی رائے اس کا عقیدہ شیخین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عام صحابہ کرام کے بارے میں وہی ہو گا جو مذہب شیعہ کی مستند کتابوں کی روایات اور ان کے آئمہ کے ارشادات کے حوالہ سے اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ معاذ اللہ انہوں نے غداری کی اور وہ مرتد اور لعنتی و جہنمی ہو گئے۔۔۔ جیسا کہ بار بار عرض کیا گیا ہے مستند ترین کتب شیعہ کی یہ روایات اور ان کے آئمہ کے یہ ارشادات ناظرین کرام انشاء اللہ اسی مقالہ میں آئندہ اپنے موقع پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس سلسلہ کی ایک مختصر سی روایت یہاں بھی پڑھ لی جائے۔ شیعہ حضرات کی "اصح الکتب" "الجامع الکافی کے آخری حصہ "کتاب الروضہ" میں ان کے پانچویں امام ابو جعفر یعنی امام باقر (علیہ السلام) کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے۔

كان الناس اهل ردة بعد النبى صلى الله عليه واله وسلم الاثلاثه فقلت ومن الثلاث فقال المقداد بن الاسود ابوذر الغفارى و سلمان الفارسى رحمته الله عليهم وبركاته (فره)
کافی جلد سوم کتاب الروضہ ص ۱۱۵ طبع لکھنؤ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے سوائے تین کے راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ وہ تین کون تھے؟ تو انہوں نے فرمایا مقداد بن الاسود اور ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکات۔

اس عقیدے کے خطرناک نتائج

اس تحریری کاوش سے ہمارا مقصد خمینی صاحب کے مقاصد و معتقدات سے ان حضرات کو صرف واقف کرانا ہے جو ناواقف ہیں ان پر بحث و تنقید اس وقت ہمارا موضوع نہیں۔ تاہم اس عقیدے کے بعض خطرناک اور دور رس نتائج کی طرف ان ہی حضرات کی توجہ مبذول کرانا بھی ہم ان کا حق سمجھتے ہیں تاکہ وہ غور کر سکیں۔

اگر خمینی صاحب کی بات تسلیم کر لی جائے (جو مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت و امامت کے منصب کے لئے حضرت علی کو نامزد کر دیا تھا اور غدیر خم کے مقام پر اس کا اعلان بھی فرما دیا تھا تو اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی تعلیم و تربیت اور کردار سازی میں ایسے ناکام رہے کہ اللہ کا کوئی پیغمبر بلکہ کوئی مرشد و مصلح بھی اتنا ناکام نہ رہا ہوگا۔ آپ نے ابتدائے دور نبوت سے وفات تک جن لوگوں کی تعلیم و تربیت پر محنت کی اور جو سفر و حضر میں ساتھ رہے، دن رات آپ کے ارشادات گنتے رہے۔ آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی انہوں نے ایسی غداری کی کہ حکومت اور اقتدار پر قبضہ کرنے کی ہوس میں آپ کے قائم کئے ہوئے اس نظام ہی کو ملیامیٹ کر دیا جو آپ نے قیامت تک کے لئے اللہ کے حکم سے امت کی اصلاح و فلاح کے لئے قائم فرمایا تھا۔ جس کے لئے چند روز پہلے ہی ان سب سے عہد و اقرار لیا تھا۔۔۔ کیا تاریخ میں کسی مصلح اور ریفارمر کی ناکامی کی ایسی مثال مل سکتی ہے؟

اسی طرح اس عقیدہ کا نتیجہ بھی ہوگا کہ سارا دین ناقابل اعتماد ہو جائے گا کیونکہ وہ انہیں صحابہ کے واسطے سے امت کو ملا ہے ظاہر ہے جو لوگ ایسے ناخدا ترس اور ایسے نفس پرست ہوں ان پر دین و ایمان کے بارے میں کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا اور خاص طور سے موجودہ قرآن تو قطعاً ناقابل اعتبار ٹھہرے گا کیونکہ یہ مسلم ہے کہ یہ وہی نسخہ ہے جس کی

ترتیب و اشاعت کا اہتمام و انتظام سرکاری سطح پر خلفائے ثلاثہ ہی کے زمانے میں ہوا تھا۔ خمینی صاحب کے عقیدے کے مطابق یہی تینوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کیے ہوئے نظام کو نیست و نابود کرنے کے اصلی ذمہ دار اور (معاذ اللہ) "اکابر مجرمین" ہیں۔ پھر تو قرین عقل و قیاس یہی ہے کہ ان لوگوں نے (معاذ اللہ) اپنی سیاسی مصلحتوں کی بنا، پر اس میں ہر طرح کی گڑبڑ اور تحریف کی ہوگی۔ جیسا کہ مذہب شیعہ کی معتبر ترین کتابوں کی سینکڑوں روایات اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات میں بیان کیا گیا ہے۔ ناظرین کرام ان میں سے کچھ روائتیں اور آئمہ معصومین کے وہ ارشادات انشاء اللہ اس مقام میں بھی آئندہ اپنے موقع پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس موقع پر خمینی صاحب کے بارے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وہ ہمارے اس زمانے کے عام شیعہ کی طرح موجودہ قرآن ہی کو اصلی قرآن کہتے اور تحریف کے عقیدہ سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن اپنی کتاب "الحکومتہ الاسلامیہ" ہی میں انہوں نے ایک جگہ علامہ نوری طبرسی کا ذکر پورے احترام کے ساتھ کیا ہے اور اپنے نظریات "ولایت فقیہ" پر استدلال کے سلسلہ میں ان کی کتاب "مستدرک الوسائل" کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ (الحکومتہ الاسلامیہ ص ٦٦) حالانکہ خمینی صاحب جانتے ہیں اور ہر شیعہ عالم کو علم ہے کہ ان علامہ نوری طبرسی نے قرآن کے محرف ہونے کے ثبوت میں ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا نام ہے "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب اس کتاب میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہمارے آئمہ معصومین کی دو ہزار سے زیاہ روائتیں ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ موجودہ قرآن میں تحریف ہوئی اور ہر طرح کی تحریف ہوئی ہے اور ہمارے عام علمائے متقدین کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ اس وقت ہم اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں آگے یہ موضوع مستقل طور پر زیر بحث آئے گا۔ وباللہ التوفیق

خمینی صاحب بعض فقہی مسائل کی روشنی میں

اب تک خمینی صاحب کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا وہ صرف ان کی کتاب "الحکومتہ الاسلامیہ" ہی کی بنیاد پر لکھا گیا ہے اور اس کا تعلق اصول اور اعتقادات سے ہے اور وہ اہم ہے۔ اب ذیل میں ان کی عظیم تصنیف "تحریر الوسیلہ" سے صرف دو تین ایسے فقہی مسئلے نقل کئے جاتے ہیں جن سے خمینی صاحب کی شخصیت اور مذہبی حیثیت کو سمجھنے میں انشاء اللہ ہمارے ناظرین کو مدد ملے گی۔

"تحریر الوسیلہ" جلد اول کتاب الصلوۃ میں ایک عنوان ہے۔

القول فی مبطلات الصلوہ

"یعنی ان چیزوں کا بیان جن سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور ٹوٹ جاتی ہے۔"

اس عنوان کے تحت دوسرے نمبر پر مسئلہ لکھا گیا ہے۔

ثانیها التکفیر وهو وضع احدی الیدین علی الاخری نحوما یصنعه غیرنا، ولا باس حال التقیه

دوسرا عمل جو نماز کو باطل کر دیتا ہے وہ نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھنا ہے۔ جس طرح ہم شیعوں کے علاوہ دوسرے لوگ کرتے ہیں، ہاں تقیہ کی حالت میں کوئی مضائقہ نہیں (یعنی از راہ تقیہ یہ بالکل جائز ہے)

(تحریر الوسیلہ جلد اول ص۱۸۶)

اسی سلسلہ میں نمبر۹ پر تحریر فرمایا ہے۔

تاسعها تعمد قول امین بعد اتمام الفاتحه الا مع التقیه فلا باس به

اور نویں چیز جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے وہ ہے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد بالقصد

آمین کہنا۔ البتہ تقیہ میں جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں۔

(تحریر الوسیلہ جلد اول ص ۱۶۰)

متعہ مذہب شیعہ کا مشہور مسئلہ ہے۔ خمینی صاحب نے تحریر الوسیلہ کتاب النکاح میں قریبا چار صفحے میں متعہ سے متعلق جزئی مسائل لکھے ہیں۔ ان میں کئی مسئلے خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ لیکن بخوف طوالت اس باب کا صرف ایک آخری مسئلہ ہی نذر ناظرین کیا جاتا ہے۔ خمینی صاحب نے اسی مسئلہ پر متعہ کے بیان کو ختم فرمایا ہے۔

یجوز التمتع بالزانیه علی کراهه خصوصا لوکانت من العواهر المشهورات بالزنا وان فعل فلیمنعها من الفجور	زنا کار عورت سے متعہ کرنا جائز ہے اگر کراہت کے ساتھ خصوصاً جبکہ وہ مشہور پیشہ ور جسم فروش زانیات میں سے ہو، اگر اس سے متعہ کرے تو چاہیے کہ اس کو بدکاری کے اس پیشہ سے منع کرے۔

(تحریر الوسیلہ جلد دوم ص ۲۹۲)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خمینی صاحب نے یہ بھی تفریح فرمائی ہے کہ متعہ کم سے کم مدت کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے۔ (مثلاً ایک رات یا ایک دن، اور اس سے کم وقت یعنی صرف گھنٹہ دو گھنٹے کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے) لیکن بہرحال مدت اور وقت کا تعین ضروری ہے۔

(تحریر الوسیلہ ج ۲ ص ۲۶۰)

جیسا کہ عرض کیا تھا یہ مسائل بہرحال فروعی ہیں، ان کی وہ اہمیت نہیں ہے جو اصول اور معتقدات کی ہے، تاہم ان کے مطالعہ سے بھی خمینی صاحب کی شخصیت اور مذہبی حیثیت کو سمجھنے میں ان حضرات کو مدد ملے گی جو سمجھنا چاہیں گے۔ واللہ الهادی وهو ولی التوفیق

باب 3

خمینی صاحب اپنی کتاب کشف الاسرار کے آئینے میں

خمینی صاحب نے اس کتاب کے صفحہ ۱۱۲ پر "گفتار شیعہ در باب امامت" کا عنوان قائم کر کے پہلے مسئلہ امامت کے بارے میں شیعہ سنی اختلاف کا ذکر اور شیعی نقطہ نظر بیان فرمایا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علیؓ اور حسن و حسین، سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد، عمار اور عباس و ابن عباس ان حضرات نے امامت و خلافت کے بارے میں چاہا اور لوگوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل کیا جائے۔ (یعنی حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کا وصی اور آپ کا جانشین امام اور ولی الامر مان لیا جائے) لیکن وہ پارٹی بندی اور طمع و ہوس جس نے ہمیشہ حقیقت کو پامال کیا ہے اور غلط کام کرائے ہیں۔ اس نے اس موقع پر بھی اپنا کام کیا--- مذکورہ بالا حضرات (یعنی حضرت وغیرہ) رسل اللہ ﷺ کی تدفین کے کام میں مشغول تھے کہ سقیفہ بنی ساعدہ کے جلسہ میں ابو بکر کا انتخاب کر لیا گیا اور یہ (عمارت خلافت کی) "خشت اول" (پہلی اینٹ) تھی جو ٹیڑھی رکھی گئی۔ وہیں سے اختلاف شروع ہو گیا-- شیعہ کہتے ہیں کہ امام کی تعین اور نامزدگی خدا کی طرف سے ہونی چاہیے اور اس کی طرف سے علی اور ان کی اولاد میں سے آئمہ معصومین اولی الامر نامزد ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو آئمہ اولی الامر متعین اور نامزد کیا ہے۔

خمینی صاحب نے امامت و خلافت کے بارے میں اپنا اور اپنے فرقہ اثنا عشریہ کا یہ موقف اور دعویٰ بیان کرنے کے بعد مندرجہ ذیل سوالیہ عنوان قائم کر کے لکھا ہے۔

چرا قرآن صریحاً "اسم امام را بزده؟

"پس ازانکه بحکم خرد وقران روشن شدکه امامت یکے از اصول مہمہ اسلام است وخدا ایں اصل مسلم را در چند جائے قران ذکر کرده اینک در جواب ایں گفتار میپردانیم که چرا خدا اسم امام را با نعره شنا سنامه نکر نکرده تا خلاف برداشته شود و اینہم خونریزی نشود؟"

سوال کا حاصل یہ ہے کہ اگر حضرت علی اور ان کی اولاد میں سے آئمہ معصومین کی امامت کا مسئلہ (خمینی صاحب اور عام شیعوں کے دعویٰ کے مطابق) از روئے عقل اور از روئے قرآن اسلام کے اہم اصولوں میں سے ہے اور قرآن میں چند جگہ اس کا ذکر فرمایا گیا ہے تو پھر خدا نے قرآن میں امام کا نام کیوں ذکر نہیں کیا؟ اگر صراحت کے ساتھ امام کا نام قرآن میں ذکر کر دیا جاتا تو اس مسئلہ میں امت میں اختلاف پیدا نہ ہوتا اور جو خونریزیاں ہوئیں وہ نہ ہوتیں؟

خمینی صاحب کے جوابات

خمینی صاحب نے اس سوال کے چند جوابات دیئے ہیں۔ ان میں سے پہلے دو جوابوں کا چونکہ ہمارے موضوع سے خاص تعلق نہیں ہے اس لئے ہم ان کو نظر انداز کرتے ہیں۔ تاہم ان کے بارے میں بھی اتنا عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کتاب "الحکومتہ الاسلامیہ" اور "تحریر الوسیلہ" کے مطالعہ سے (عقیدہ سے قطع نظر) ان کے علم و دانش کے بارہ میں جو اندازہ ہوا تھا یہ وہ جواب اس سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے بلکہ اس بات کی دلیل اور مثال ہیں کہ جب کوئی صاحب علم و دانش آدمی بھی ایک غلط عقیدہ قائم کر لیتا ہے

اور اس کی حمایت کے لئے کمربستہ ہو جاتا ہے تو انتہائی درجہ کی بے تکی جاہلانہ اور سفیہانہ باتیں بھی اس سے سرزد ہوتی ہیں، اگر ہم کو خمینی صاحب پر تنقید اور ان کی تنقیص سے دلچسپی ہوتی تو ہم ان دو جوابوں کو بھی نقل کرتے اور ان پر بحث کر کے ناظرین کو دکھاتے کہ خالص علم و دانش کے لحاظ سے یہ دونوں جواب کس قدر لچر اور بے تکے ہیں لیکن جیسا کہ عرض کیا چونکہ ان کا ہمارے موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ہم نے ان کو نظرانداز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

خمینی صاحب نے اس سوال کا تیسرا جواب یہ دیا ہے جس کا ہمارے موضوع سے تعلق ہے۔

"آنکه فرضا در قران اسم امام را ہم تعین میکردانکجاکه خلاف بیں مسلمانہا واقع نمیشد انہانیکه سالہا در طمع ریاست خودر ابدین پیغمبر چسپانده بودندودسته بندیہا میکردند ممکن نبودیگفته قران ازکار خود دست بردارند، بابر حیله بودکار خود راانجام میدادندبلکه شاید درایں صورت خلاف بین مسلمانہاطورے میشدکه بانہدام اصل اسلام منتہی میشد زیراکه ممکن بود آنہاکه در صدد ریاست بودند چوں دیدندکه باسم اسلام نمیشود بمقصود خود برسند بکره حزبے بر ضد اسلام تشکیل میدادند" الخ (کشف الاسرار ص ۱۱۳-۱۱۴)

اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ اگر بالفرض قرآن میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کے لئے امام کا (یعنی حضرت علی کا) نام بھی ذکر کر دیا جاتا تو یہ کہاں سے سمجھ لیا گیا کہ اس کے بعد امامت و خلافت کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف نہ ہوتا۔ جن لوگوں نے حکومت و ریاست کی طمع ہی میں برسہا برس سے اپنے کو دین پیغمبر یعنی اسلام سے وابستہ کر رکھا اور چپکا رکھا تھا اور جو اسی مقصد کے لئے سازش اور پارٹی بندی کرتے رہے تھے ان سے ممکن

نہیں تھا کہ قرآن کے فرمان کو تسلیم کر کے اپنے مقصد اور اپنے منصوبے سے دست بردار ہو جاتے، جس حیلے اور جس پینترے سے بھی ان کا مقصد (یعنی حکومت واقتدار) حاصل ہوتا وہ اس کو استعمال کرتے اور ہر قیمت اپنا منصوبہ پورا کرتے بلکہ شاید اس صورت میں مسلمانوں کے درمیان ایسا اختلاف پیدا ہوتا۔ جس کے نتیجہ میں اسلام کی بنیاد ہی منہدم ہو جاتی، کیونکہ ممکن تھا کہ اسلام قبول کرنے سے جن لوگوں کا مقصد و نصب العین صرف حکومت واقتدار حاصل کرنا تھا، جب وہ دیکھتے کہ اسلام کے نام سے اور اس سے وابستہ رہ کر ہم یہ مقصد حاصل نہیں کر سکتے تو اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے اسلام ہی کے خلاف ایک پارٹی بنالیتے اور اسلام کے کھلے دشمن بن کر میدان میں آجاتے.....

یہ کن بدبختوں کا ذکر ہے؟

ہمارے بعض بھائی جو شیعہ مذہب سے واقف نہیں ہیں وہ شاید نہ سمجھ سکتے ہوں کہ خمینی صاحب کن بدبخت لوگوں کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ وہ حکومت و ریاست ہی کی طمع اور طلب میں اسلام میں داخل ہوئے تھے اور اسی کی امید میں اس سے چپکے رہے اور اگر قرآن میں امت کے امام اور صاحب حکومت کی حیثیت سے حضرت علی کے بارے کی صراحت بھی کر دی جاتی تب بھی وہ لوگ اس کو نہ مانتے، یہاں تک کہ اگر وہ دیکھتے کہ اسلام چھوڑ کے اور اس کی دشمنی کا موقف اختیار کر کے وہ حکومت واقتدار حاصل کر سکتے ہیں تو وہ ایسا ہی کرتے اور اسلام کے کھلے دشمن بن کر میدان میں آجاتے۔

تو ان ناواقف بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ شیعہ کے معروف مسلمات میں سے یہ بھی ہے کہ خلفائے ثلاثہ کا یہی حال تھا۔ حضرت ابوبکر کو ان کے ایک کاہن دوست نے (اور ایک دوسری شیعی روایت کے مطابق کسی یہودی غلام نے) بتلایا تھا کہ محمدؐ بن عبداللہ نبی ہوں گے اور ان کی حکومت قائم ہو جائے گی، تم ان کے ساتھ لگ جاؤ گے تو ان کے بعد

تم ان کی جگہ حکمراں ہو جاؤ گے تو (معاذ اللہ) ابو بکر نے اس (کاہن یا یہودی) کے کہنے کی بنیاد پر حکومت ہی کی طمع میں بظاہر اسلام قبول کیا تھا۔

"حملہ حیدری" کا مصنف باذل ایرانی، کاہن والی کہانی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

باد کاہنے دا وہ بودیک خبر — کہ مبعوث گرد ویکے نامور
زبطی نمیں در ہمیں چند گاہ — بود خاتم انبیائے الٰہ
تو با خاتم انبیاء بگر وی — چو او بگذرد جانشینش شوی
نکاہن چہ بودش بیاد ایں نوید — بیاورد ایماں نشاں چوں بدید

(حملہ حیدری ص ۱۴ بحوالہ آیات بینات ۸۱)

ا حملہ حیدری شیعہ حضرات کی مقبول ترین کتابوں میں سے ہے۔ یہ شیعی نقطہ نظر کے مطابق تاریخ اسلام کا منظوم دفتر ہے۔ اس کا مصنف باذل ایرانی بڑا قادر الکلام شاعر ہے۔ یہ کتاب ہندوستان میں پہلی بار تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے ۱۲۶۸ھ میں مطبع سلطانی لکھنؤ میں اس دور کے مجتہد اعظم سید محمد صاحب کی اصلاح اور تحشیہ کے ساتھ طبع ہوئی تھی۔

اور اسی حملہ حیدری میں ہے۔

خبر دادہ بودند چوں کاہناں — کہ دین محمد کبیر و جنا
ہمہ پیروانش بعزلت رسند — تمام اہل انکار ذلت کشند

(حملہ حیدری صفحہ ۱۵ بحوالہ آیات بینات ص ۸۰)

اور شیعوں کے معروف مصنف علامہ باقر مجلسی نے رسالہ رجعیہ میں بارھویں امام معصوم (امام مہدی) کی طرف نسبت کر کے ان کا ارشاد نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ

ایشاں از دوئے گفتہ یہود بظاہر کلمتیں گفتند از برائے طمع اینکہ شاید ولایتے وحکومتے حضرت بایشان بدہد ودر باطن کافر بودند	انہوں نے یہود کے بتلانے کے مطابق کلمہ توحید اور کلمہ رسالت زبان سے پڑھ لیا تھا۔ اس لالچ اور اس امید میں کہ شاید آنحضرت ﷺ حکومت اور اقتداران

کو دے دیں اور اپنے باطن میں اور دل
میں یہ کافر ہی تھے۔

(بحوالہ آیات بینات ص ۸۵-۸۶)

بہرحال خمینی صاحب نے اپنی مندرجہ بالا عبارت میں حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء کار تمام اکابر صحابہ ہی کے بارے میں فرمایا ہے کہ اسلام میں داخل ہونے سے ان کا مقصد صرف حکومت و اقتدار حاصل کرنا تھا اور اس کے لئے یہ قرآن کے صریح فرمان کی مخالفت کر سکتے تھے اور اگر یہ دیکھتے کہ یہ مقصد اسلام چھوڑ کے اور (ابوجہل اور ابولہب کی طرح) اس کی دشمنی کا موقف اختیار کر کے حاصل ہو سکتا ہے تو یہ لوگ بے دریغ یہ بھی کر گزرتے[1]

[1] (چونکہ اس وقت ہمارا اصل خطاب اہلسنت سے ہے۔ اس لئے ہم ان خرافات کی تردید میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے ہمیں یقین ہے کہ ہر مسلمان بلکہ وہ غیر مسلم بھی جو اسلام اور اس کی تاریخ کے بارے میں کچھ جانتے ہیں ان خرافات کو خرافات ہی سمجھیں گے اور دیوانے کی بڑسے زیادہ وقعت نہ دیں گے۔ قاتلھم اللہ انی یوفکون)

آگے اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے خمینی صاحب نے حضرات شیخین کا نام لے کر بھی مشق تبرا فرمائی ہے۔ جیسا کہ ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں گے۔

یہاں تک خمینی صاحب کے جواب نمبر۳ پر گفتگو ہوئی۔ اب ناظرین کرام ان کا جواب نمبر۴ ملاحظہ فرمائیں۔

"آنکہ ممکن بود در صورتیکہ امام را در قران ثبت میکردند آنہانیکہ جز برائے دنیا و ریاست باسلام و قران سروکار نداشتند و قران را وسیلہ اجرائے نیات فاسدہ خود کردہ بودند آں ایت را از قران بردارند و کتاب آسمانی را تحریف کنند و برائے ہمیشہ قران را از نظر جہانیاں بیندازند و تا روز قیامت ایں ننگ برائے مسلماناں و قران انہا بماند و ہماعیبے را کہ مسلماناں بکتاب یہود و نصاری

میگرفتند عینا برائے خود اینہا ثابت شود"

(کشف الاسرار ص ۱۱۴)

خمینی صاحب کے اس جواب نمبر ۴ کا حاصل یہ ہے کہ ---- اگر اللہ تعالیٰ قرآن میں امام کا نام بھی صراحتاً ذکر فرمادیتا تو جن لوگوں نے اسلام اور قرآن سے صرف دنیا اور حکومت ہی کے لئے تعلق قائم کیا تھا اور قرآن کو انہوں نے اپنی اغراض فاسدہ کا ذریعہ اور وسیلہ بنالیا تھا اور اس کے سوا، اسلام اور قرآن سے ان کو کوئی سروکار نہیں تھا۔ ان کے لئے بالکل ممکن تھا کہ ان آیتوں کو (جن میں امام کا نام ذکر کیا گیا ہوتا) وہ قرآن سے نکال دیتے اور اس مقدس آسمانی کتاب میں تحریف کردیتے اور قرآن کے اس حصہ کو ہمیشہ کے لئے دنیا والوں کی نظر سے غائب کردیتے اور روز قیامت تک مسلمانوں اور ان کے قرآن کے لئے یہ بات باعث شرم و عار ہوتی اور مسلمانوں کی طرف سے یہود نصاریٰ کی کتابوں کے بارے تحریف کا جو اعتراض کیا جاتا ہے وہی اعتراض انپر اور ان کے قرآن پر عائد اور وارد ہوتا۔

خمینی صاحب کے جواب نمبر ۳ کی وضاحت کرتے ہوئے اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے بعد اس جواب نمبر ۴۔ پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں، اس میں خمینی صاحب نے اپنے اس عقیدہ کا عام تبرائی شیعوں کی طرح صفائی سے اظہار فرمایا کہ حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان سے بیعت کرکے مخلصانہ تعاون کرنے والے تمام ہی صحابہ کرام نے (معاذ اللہ) صرف دنیا اور حکومت و ریاست کی طمع میں اسلام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق جوڑا تھا اور وہ اپنے اس مقصد کے لئے ہرناکردنی کرسکتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن میں تحریف بھی کرسکتے تھے ---- اس کے بعد خمینی صاحب کا جواب نمبر ۵ ملاحظہ فرمایا جائے۔

"فرضا کہ ہیچ یک ازیں امور نمیشد باز خلاف از بین مسلمانا بر شیخواست نیز اممکن بودان حزب ریاست خواہکہ انکار خود ممکن نہو دست بردارند فورا یک حدیث پیغمبر

اسلام نسبت دہند کہ نزدیک رحلت گفت امر شما باشوری باشد، علی بن ابی طالب را خدا انیں منصب خلع کرد۔"

(کشف الاسرار ص ۱۱۴)

خمینی صاحب کے اس جواب نمبر۵ کا حاصل یہ ہے کہ اگر قرآن میں صراحت کے ساتھ امام اور ولی الامر کی حیثیت سے حضرت علی کا نام صراحت کے ساتھ ذکر کر دیا جاتا اور جواب نمبر۳۔۴ میں ہم نے جن باتوں کا ذکر کیا ان میں سے بھی کوئی بات ظہور میں نہ آتی اور قرآن میں تحریف بھی نہ کی جاتی اور وہ آیت جوں کی توں قرآن میں موجود ہوتی جس میں علی بن ابی طالب کی امامت کی صراحت کی گئی ہوتی تب بھی یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ امامت و خلافت کے مسئلہ میں مسلمانوں میں وہ اختلاف نہ ہوتا جو ہوا۔ کیونکہ جو پارٹی (معاذ اللہ) ابوبکر عمر کی پارٹی) صرف حکومت واقتدار کی طالب تھی اور اسی کی طمع اور امید میں اس نے اپنے کو اسلام کے ساتھ چپکایا تھا۔ ممکن نہ تھا کہ وہ قرآن کی اس آیت کی وجہ سے اپنے مقصد سے دست بردار ہو جاتی، وہ لوگ فوراً" ایک حدیث اس مضمون کو وضع کر کے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر کے پیش کر دیتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری وقت میں فرمایا تھا کہ تمہاری امارت و حکومت کا معاملہ باہمی مشورہ سے طے ہو گا۔ علی ابن ابی طالب کو خدا نے امامت کے منصب سے معزول کر دیا ہے۔۔۔۔ خمینی صاحب کا یہ جواب بھی ان کے باطن کا پورا آئینہ دار ہے اور کسی وضاحت اور تبصرہ سے بے نیاز ہے۔

اس جواب نمبر۵ کے بعد خمینی صاحب نے حضرات شیخین کا نام لے کر مشق تبرا فرمائی ہے۔ پہلے عنوان قائم فرمایا ہے۔ "مخالفتہائے ابوبکر بانص قرآن" اس کے بعد دوسرا عنوان قائم کیا ہے۔ "مخالفت عمر با قرآن خدا" پہلے عنوان کے تحت فرمایا ہے۔

"شائد بگوئید اگر در قران امامت تصریح میشد شیخین مخالفت نمیکردند و فرضا آنہا مخالفت میخواستند بکنند

مسلمانہا انہا نمی پذیر فتند-- ناچار درین مختصر چند مادہ
از مخالفتہائے انہا تصریح قران ذکر سکینم تا روشن شود کہ انہا
مخالفت میکردند و مردم ہم میپذیر فتند-"

(کشف الاسرار ص ۱۱۵)

مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کہیں کہ قرآن میں اگر صراحت کے ساتھ حضرت علیؓ کی امامت وولایت کا ذکر کردیا جاتا تو شیخین (ابوبکر و عمرؓ) اس کے خلاف نہیں کر سکتے تھے اور اگر بالفرض وہ اس کے خلاف کرنا چاہتے تو عام مسلمان قرآن کے خلاف ان کی اس بات کو قبول نہ کرتے اور ان کی بات نہ چل سکتی- (خمینی صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ خیال اور یہ خوش گمانی غلط ہے) ہم اس کی چند مثالیں یہاں پیش کرتے ہیں کہ ابوبکر نے اور اسی طرح عمر نے قرآن کے صریح احکام کے خلاف کام اور فیصلے کئے اور عام مسلمانوں نے ان کو قبول بھی کرلیا- کسی نے مخالفت نہیں کی-

اس کے بعد خمینی صاحب نے (اپنے خیال کے مطابق) اس کی تین مثالیں حضرت ابوبکر صدیق سے متعلق پیش کی ہیں- ان میں پہلی مثال غالباً سب سے زیادہ وزنی سمجھ کر خمینی صاحب نے یہ پیش فرمائی ہے کہ قرآنی آیات اور اس کے بیان فرمائے ہوئے قانون وراثت کی رو سے آپ کی صاحبزادی فاطمہ زہرا آپ کے ترکہ کی وارث تھیں لیکن ابوبکر نے خلیفہ ہونے کے بعد صریح قرآنی حکم کے خلاف ان کو ترکہ سے محروم کردیا اور رسول خدا کی طرف سے یہ حدیث گھڑ کے لوگوں کے سامنے پیش کردی- "نحن معشر الانبیاء لا نورث ماترکناہ صدقہ (کشف الاسرار ص ۱۱۵) ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو بھی چھوڑیں صدقہ ہے-)

خمینی صاحب نے ابوبکر صدیق کی مخالفت قرآن کی یہ پہلی مثال پیش فرمائی ہے- جیساکہ پہلے بھی ہم عرض کرچکے ہیں خمینی صاحب کی باتوں کا جواب دینا اس وقت ہمارا موضوع نہیں ہے تاہم یہاں اتنا اشارہ کردینا ہم نامناسب نہیں سمجھتے کہ حضرت ابوبکر

صدیق نے یہ حدیث بیان فرما کر خود اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عمر کی صاحبزادی حضرت حفصہ کو بھی جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہونے کی حیثیت سے آپ کی وارث تھیں آپ کے ترکہ سے ان کا حصہ نہیں دیا۔

صدیق اکبر کی مخالفت قران کی خمینی صاحب کی طرف سے پیش کی ہوئی یہ پہلی مثال تھی۔ باقی دو مثالیں بھی اسی طرح کی ہیں۔۔۔۔ اس کے آگے خمینی صاحب نے "مخالفت عمر با قرآن خدا" کا عنوان قائم کر کے چار مثالیں حضرت عمر سے متعلق ذکر کی ہیں۔ جن میں سب سے پہلی مثال (غالباً اپنے دعویٰ کی سب سے زیادہ روشن اور وزنی دلیل سمجھتے ہوئے) خمینی صاحب یہ پیش فرمائی ہے کہ متعہ کو قرآن میں جائز قرار دیا گیا تھا۔ ۱

۱ (ہمارے اکثر ناظرین ناواقف نہ ہوں گے کہ متعہ مذہب شیعہ میں صرف جائز اور حلال ہی نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ انشاء اللہ اس بارہ میں اپنے موقع پر تفصیل سے ذکر کیا جائے گا۔)

عمر نے قرآنی حکم کے خلاف اس کو حرام قرار دے دیا۔۔۔ باقی تین مثالیں بھی اسی طرح کی اور اسی وزن کی ہیں۔

قیاس کن زگستان من بہار مرا

حقیقت یہ ہے کہ یہ مثالیں ہی حضرات شیخین اور عام صحابہ کرام کے خلاف خمینی صاحب کے قلبی عناد اور سیاہ باطنی کی دلیلیں ہیں؛ اور چونکہ یہ سب وہی گھسے پٹے مطاعن اور مباحث ہیں جن پر گذشتہ سات آٹھ صدیوں میں عربی، فارسی اور اردو میں بھی بلا مبالغہ سینکڑوں نہیں، ہزاروں چھوٹی بڑی کتابیں اور مضامین و مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ اس لئے ہم نے ان مثالوں کا ذکر کرنا اور ان پر تبصرہ کرنا غیر ضروری سمجھا نیز یہ کہ ساتویں اور آٹھویں صدی کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ" سے لے کر ہماری چودھویں صدی کے حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی" تک اہل سنت کے متکلمین و مصنفین نے ان موضوعات پر جو کچھ لکھا ہے (جو بجائے خود ایک وسیع کتب خانہ ہے) راقم سطور کے نزدیک

اس پر کسی اضافہ کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔

علاوہ ازیں جیساکہ پہلے بھی عرض کیا جاچکا ہے ہمارے اس مقالہ کا موضوع شیعہ سنی اختلافی مسائل پر بحث مباحثہ نہیں ہے۔ اس میں ہمارا خطاب اہل سنت ہی سے، خاصکر ان پڑھے لکھے اور دانشور کہلائے جانے والے حضرات سے ہے جو اس پروپیگنڈے سے متاثر ہیں۔ جو ایرانی سفارت خانوں اور ان کے ایجنٹوں کے ذریعہ خمینی صاحب کی شخصیت کے بارے میں کیا جارہا ہے کہ وہ شیعہ سنی اختلاف سے بالاتر بلکہ بیزار ہیں۔ وحدت اسلامی کے داعی ہیں، حضرات خلفائے راشدین کا احترام کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو وہ شیطان قرار دیتے ہیں جو شیعہ سنی اختلاف کی بات کریں۔ یہ پروپیگنڈہ (جو سوفی صد تقیہ اور جھوٹ پر مبنی ہے) اس طرح کیا جارہا ہے کہ زمین و آسمان کے درمیان کی پوری فضا اس سے بھردی گئی۔۱

۱ ہندوپاکستان کے ایرانی سفارتخانوں اور ان کی ایجنسیوں اور ایجنٹوں کے ذریعہ اخبارات و رسائل اور پمفلٹوں کی شکل میں اردو زبان میں جو پروپیگنڈہ اس سلسلہ میں کیا جارہا ہے۔ اس کا حال تو کسی قدر تفصیل سے معلوم ہے۔ لیکن یورپ، امریکہ، افریقہ کے ممالک کے بارے میں خطوط سے اور دوسرے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں کی زبانوں میں یہ پروپیگنڈہ اس سے بھی زیادہ وسیع پیانے پر اور زور شور سے کیا جارہا ہے اور عام طور سے پڑھے لکھے مسلمان جو حقیقت سے بالکل واقف نہیں۔ اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر خمینی صاحب کے بارے میں ایسا ہی یقین رکھتے ہیں ۔۔۔ ان بیچاروں کو کیا معلوم کہ تقیہ (یعنی جھوٹ بول کر دوسروں کو دھوکا دینا) شیعہ مذہب میں صرف جائز نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی عبادت اور آئمہ معصومین کی سنت ہے۔ مذہب شیعہ کی معتبر کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ سینوں کے ساتھ جماعت میں ان کے امام کے پیچھے ازراہ تقیہ جو نماز پڑھی جائے اس کا ثواب پچیس درجہ زیادہ ہوگا۔ انشاء اللہ آگے اپنے موقعہ پر اس موضوع پر تفصیل سے عرض کیا جائے گا۔) عام صحابہ کرام اور اہل سنت کے بارے میں ان کے خیالات اور موقف

سے واقف کرانا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگر عقلیں مسخ نہیں کر دی گئی ہیں اور ہدایت سے محرومی کا فیصلہ نہیں کر دیا گیا ہے تو خمینی صاحب کی جو عبارتیں ان صفحات میں ان کی "کشف الاسرار" سے نقل کی گئی ہیں۔ وہی اس مقصد کے لئے کافی ہیں۔

ہاں اس سلسلہ میں حضرت فاروق اعظم کی شان میں خمینی صاحب کا ایک انتہائی دل آزار اور دلخراش جملہ ہم دل پر جبر کر کے ان فریب خوردہ حضرات کی عبرت و بصیرت کے لئے اور نقل کرتے ہیں۔

خمینی صاحب نے "مخالفت عمر با قرآن خدا" کے عنوان کے تحت، سب سے آخر میں "حدیث قرطاس" کا ذکر کیا ہے اس سلسلہ کلام میں فاروق اعظم کی شان میں ان کے آخری الفاظ یہ ہیں:۔

"ایں کلام یاوہ کہ از اصل کفر و زندقہ ظاہر شدہ مخالفت است بایا تے از قرآن کریم"

(کشف الاسرار ص ۱۱۹)

اس جملہ میں حضرت فاروق اعظم کو صراحتاً" کافر و زندیق قرار دیا گیا ہے۔ خمینی صاحب کی اس بد زبانی پر کہنے کو تو بہت کچھ دل چاہتا ہے لیکن اس سے اپنے غیظ و غضب کے اظہار کے سوا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اس لئے اس کا انتقام عزیز ذوانتقام" ہی کے سپرد کرتے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

خمینی صاحب نے اس بحث کے آخر میں ایک عنوان قائم فرمایا ہے۔

نتیجہ سخن ما در یں بارہ (یعنی شیخین کی طرف سے قرآن کی مخالفت کے بارے میں ہماری مندرجہ بالا گفتگو کا نتیجہ) اس عنوان کے تحت خمینی صاحب فرماتے ہیں۔

" از مجموعہ ایں مادبا معلوم شد مخالفت کردن۔

شیخین ازقران در حضور مسلمانان یک امر خیلے مہمے نہ بودو
مسلمانان نیزیا داخل در حزب خود انہا بودہ دور مقصود باانہا
بودند، دیا اگر ہمراہ نبودند جرات حرفزدن در مقابل انہا کہ
باپیغمبر خداودختراوایں طور سلوک میکروندنداشتند، ویااگر
گاہے یکے ازانہایک فے میزوبسخن اوار جے نمیگزاشتندوجملہ
کلام انکہ اگر در قران ہم ایں امر باصراحت لہجہ ذکر میشد باز
انہادست ازمقصود خود برنمیداشتندوترک ریاست برائےگفتہ
خدانمیکردند۔ منتہاچوں ابوبکر ظاہر سانیش بیشتر بود بایک
حدیث ساختگی کار را اتمام میکرد چنانچہ راجع باياب ارث
دیدیدواز عمر ہم استبعادے نداشت کہ اخر امر بگوید خدایا
جبرئیل یا پیغمبر در فرستادن یا اور دن ایں ایت اشتباہ کردند و
مہجور شدند، انگاہ سنیان نیزازجائے برمیخواستند متابعت
اور امیکردند چانچنہ در اینہمہ تغیرات کہ در دین اسلام داد
متابعت ازوکردند و قول اورا بایات قرانی و گفتہائی پیغمبر
اسلام مقدم داشتند"

(کشف الاسرار ص۱۹۹۔۱۲۰)

خمینی صاحب نے اس طول طویل عبارت میں اپنے ناظرین کے سامنے اس بحث کا نتیجہ اور خلاصہ پیش کیا ہے جو انہوں نے شیخین (حضرت ابوبکرو حضرت عمر) کی مخالفت قرآن کے بارہ میں کی ہے۔ (جو ہمارے ناظرین کرام نے گذشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمائی) خمینی صاحب کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے ابوبکرو عمر کی مخالفت قرآن کی جو مثالیں پیش کی ہیں۔ ان سے معلوم ہوگیا کہ مسلمانوں کی موجودگی میں اور اعلانیہ ان کے سامنے صریح قرآنی احکام کے خلاف رویہ اختیار کرنا ان دونوں کے لئے کوئی اہم اور غیر معمولی

بات نہیں تھی۔ اس وقت کے مسلمانوں (یعنی صحابہ) کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کی پارٹی میں شامل اور حکومت واقتدار طلبی کے ان کے مقصد و نصب العین میں ان کے ساتھ شریک، ان کے رفیق کار اور پورے ہمنوا تھے، یا اگر ان کی پارٹی میں شامل اور ان کے پورے ہمنوا نہیں تھے تو بھی ان کا حال یہ تھا کہ وہ ان جفاپیشہ طاقتور منافقین کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالنے کی جرات نہیں کر سکتے تھے۔ جو خود رسول خدا اور آپ کی لخت جگر فاطمہ زہرا کے ساتھ ظالمانہ سلوک کر چکے تھے۔ ؎

؎ اس ظالمانہ سلوک سے خمینی صاحب کا اشارہ ان شیعی روایات کی طرف ہے جن میں بیان کیا گیا ہے (معاذ اللہ) شیخین اور ان کی پارٹی کے خاص ساتھیوں نے (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسی ایذائیں پہنچائیں اور کیسے کیسے ستایا اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی لخت جگر فاطمہ زہرا کے ساتھ کیسا ظالمانہ سلوک کیا۔)

(ابو بکر نے ان کو باپ کے ترکہ سے محروم کیا اور (معاذ اللہ) عمر نے ان کے بازو پر ایسا تازیانہ مارا جس سے ان کا بازو سوج گیا اور گھر کا دروازہ ان پر گرا دیا۔ جس سے ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ اور پیٹ میں جو بچہ تھا، جس کا نام پیدائش سے پہلے ہی رسول اللہ "محسن" رکھ گئے تھے۔ وہ شہید ہو گیا۔" یہ (خرافاتی روایت ملا باقر مجلسی نے "جلاالعیون" میں ذکر کی ہے (اس کے اردو ترجمہ مطبوعہ ایران کے حصہ اول ص ۲۷۲ پر بھی دیکھی جا سکتی ہے) اور واضح رہے کہ خمینی صاحب نے اپنی اسی کتاب کشف الاسرار کے ص ۱۲۱ پر مجلسی کی کتابوں کو معتبر قرار دے کر ان کے مطالعہ کا مشورہ دیا ہے۔ نیز یہ روایت شیعہ مسلک کی معتبر ترین کتاب احتجاج طبرسی ص ۴۷ میں بھی ہے۔ علاوہ ازیں خود خمینی صاحب نے حضرت عمر کے بارے میں کشف الاسرار ہی میں لکھا ہے کہ انہوں نے رسول خدا کے آخری وقت میں آپ کی شان میں ایسی گستاخی کی کہ حضور پاک ﷺ کو انتہائی صدمہ ہوا۔ اور آپ اسی صدمہ کو لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ ص ۱۱۹) اور اسی کشف الاسرار میں حضرت عمر کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے رسول خدا کے گھر میں آگ لگائی۔

(در خانہ پیغمبر آتش زد ص ۱۱۱) معاذاللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

وہ ان سے ڈرتے تھے۔ اس وجہ سے ان کے خلاف زبان کھولنے کی ان میں جرات و ہمت ہی نہیں تھی، اور اگر ان میں سے کوئی بات کرنے کی ہمت بھی کرتا اور کچھ بولتا تو وہ اس کی کوئی پرواہ نہ کرتے اور جو کرنا ہوتا وہی کرتے۔ حاصل یہ کہ اگر قرآن میں امامت کے منصب کے لئے حضرت علی کے نام کی صراحت بھی کر دی گئی ہوتی تب بھی یہ لوگ (شیخین اور ان کی پارٹی) اللہ کے فرمان کی وجہ سے حکومت پر قبضہ کے اپنے مقصد اور منصوبہ سے ہرگز دستبردار نہ ہوتے۔ ابوبکر جنہوں نے پہلے سے پورا منصوبہ تیار کر رکھا تھا قرآن کی اس آیت کے خلاف ایک حدیث گھڑ کے پیش کر دیتے اور معاملہ ختم کر دیتے جیسا کہ انہوں نے حضرت فاطمہ کو رسول اللہ ﷺ کی میراث سے محروم کرنے کے لئے کیا اور عمر سے بالکل بعید نہیں تھا کہ وہ (اس آیت کے بارے میں جس میں صراحت کے ساتھ امامت کے منصب پر حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر کیا گیا ہوتا) یہ کہہ کر معاملہ ختم کر دیتے کہ یا تو خود خدا سے اس آیت کے نازل کرنے میں یا جبرئیل یا رسول خدا سے اس کے پہچاننے میں بھول چوک ہو گئی، اس وقت سنی لوگ بھی ان کی تائید کے لئے کھڑے ہو جاتے اور خدا کے فرمان کے مقابلہ میں ان ہی کی بات مانتے۔ جیسا کہ ان ساری تبدیلیوں کے بارے میں ان کا رویہ ہے جو عمر نے دین اسلام اور اس کے احکام میں کی ہیں۔ ان سب سنیوں نے قرآنی آیات اور رسول خدا کے ارشادات کے مقابلہ میں عمر کی بات ہی کو مقدم رکھا ہے اور اسی کی پیروی کر رہے ہیں۔

حضرت عثمان ذوالنورین کے بارے میں

شاید ناظرین نے بھی محسوس کیا ہو کہ حضرات شیخین، عام صحابہ کرام اور اس کے آگے ان کے متبعین اولین و آخرین اہل سنت کے بارے میں تو خمینی صاحب نے اس موقع

پر اپنے خیالات و "تحقیقات" کا اظہار فرمایا لیکن خلیفہ ثالث حضرت عثمان کا کوئی ذکر ہی نہیں آیا۔ تو ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ خمینی صاحب کے نزدیک وہ (معاذ اللہ) اس درجہ کے مجرم ہیں کہ ان کو اور ان کے ساتھ حضرت معاویہ کو انہوں نے یزید کے ساتھ مجرمین کے کٹہرے میں کھڑا کیا ہے۔ اسی کتاب "کشف الاسرار" میں مندرجہ بالا بحث سے چند صفحے پہلے یہ مضمون لکھنے کے بعد کہ اللہ تعالٰی نے اپنے رسول کو بھیج کر دین اسلام کی اور خداوندی قانون کے مطابق ایک حکومت عادلہ کی تعمیر و تکمیل کرائی اور یہ عادت مکمل ہو گئی تو عقل کا تقاضا ہے کہ وہ خدا اس کی بقا اور حفاظت کا بھی انتظام کرے اور اپنے پیغمبر ہی کے ذریعے اس کے بارے میں ہدایت دے، اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ اس کا مستحق نہیں کہ اس کو خدا مان کر ہم اس کی پرستش کریں۔۔ آگے اسی سلسلہ میں خمینی صاحب نے لکھا ہے۔

"ماخدائے راپرستش میکنیم ومیشناسیم کہ کار بایش براساس عقل پائیدار وبخلاف گفتہ، عقل ہیچ کارے نہ کند نہ آں خدائے کہ بنائے مرتفع ازخداپرستی وعدالت ودینداری بنا کندہ خود بخرابی اں بکوشد ویزید ومعاویہ وعثمان وازیں قبیل چپاولچی ہائے دیگر رابمردم امارت دہد۔"

مطلب یہ ہے کہ ایسے خدا کی پرستش کرتے اور اسی کو مانتے ہیں۔ جس کے سارے کام عقل و حکمت کے مطابق ہوں۔ ایسے خدا کو نہیں جو خدا پرستی اور عدالت و دینداری کی ایک عالی شان عمارت تیار کرائے اور خود ہی اس کی بربادی کی کوشش کرے کہ یزید و معاویہ اور عثمان جیسے ظالموں بدقماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کر دے۔

اس وقت ہم کو اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا ہے ناظرین کو صرف یہ بتلانا ہے کہ حضرت عثمان بھی (جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیوں کا نکاح کیا اور یہ شرف ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں) خمینی صاحب کے نزدیک اس درجہ کے

مجرم ہیں۔ (کبرت کلمہ تخرج من افواھھم

اب رہ گئے بس حضرت علی

ان کے تین یا چار ساتھی (سلمان فارسی، ابو ذر غفاری، مقداد بن الاسود اور ایک روایت کے مطابق چوتھے عمار بن یاسر بھی) اس وقت کے ایک لاکھ سے اوپر مسلمانوں میں شیعی روایات کے مطابق بس یہی پانچ حضرات تھے، جو منافق نہیں تھے۔ مومن صادق تھے اور وفات نبوی کے بعد بھی یہ ثابت قدم رہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس پانچ نفری جماعت میں قائد اور امیر کی حیثیت علیؓ ہی کی تھی باقی چار ان کے متبع اور پیرو کار تھے۔ لیکن شیعی روایات اور خمینی صاحب کے بیان کے مطابق) ان کا بھی حال یہ تھا کہ یہ جاننے کے باوجود ابو بکر (معاذ اللہ) مومن نہیں منافق ہیں اور انہوں نے صرف حکومت اور اقتدار کی طمع اور ہوس میں اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے سے قرآن میں تحریف بھی کر سکتے ہیں اور اس کے بعد بھی آگے یہ کہ اگر کسی وقت یہ محسوس کریں کہ اسلام چھوڑ کے (اور ابو جہل وابو لہب کی طرح) اسلام دشمنی کا موقف اختیار کر کے ہی یہ حکومت واقتدار حاصل کر سکتے ہیں تو یہ بھی کر گزریں گے۔ (بہر حال ابو بکر کے بارے میں یہ سب کچھ جاننے کے باوجود) حضرت علی نے تقیہ کا راستہ اختیار کر کے ان کو خلیفہ رسول مان کر ان کی بیعت کی اور ان کے ساتھ ان کے چاروں ساتھیوں نے بھی اسی طرح تقیہ کا راستہ اختیار کر کے ضمیر کے خلاف ان کی بیعت کی۔ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب "احتجاج طبرسی" میں ہے۔

مامن الامہ احد بایع مکرھا غیر علی وادبعتنا

سوائے علی کے اور ہمارے ان چاروں کے امت میں سے کسی نے ابو بکر کی بیعت زور اور زبردستی سے مجبور ہو کر نہیں کی۔ (یعنی

ان کے سواسب مسلمانوں نے ان کی بیعت
برضا ورغبت کی)

پھر شیعہ مذہب کے مسلمات میں سے ہے کہ حضرت علی، ابو بکر کی پوری مدت خلافت میں اسی تقیہ ہی کی روش پر قائم رہے کبھی ایک دن بھی انہوں نے کسی مجمع میں اپنے اختلاف کا اظہار نہیں کیا۔ دن میں پانچ وقت ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے اور امور خلافت میں برابر تعاون کرتے رہے۔ پھر یہی رویہ ان کا حضرت عمر کے قریباً دس سالہ دور خلافت میں اور اس کے بعد حضرت عثمان کے قریباً بارہ سالہ دور خلافت میں مذہب شیعہ کے مسلمات اور شیعی روایات کے مطابق خلافت وامامت کے مسئلہ میں کبھی اپنے اختلاف کا اظہار نہیں کیا۔

پھر شیعی روایات میں اس جبر اور زبردستی کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے جس سے مجبور ہو کر حضرت علی نے بیعت کی تھی، وہ بڑی ہی شرمناک اور خود علی مرتضٰی کے حق میں انتہائی توہین آمیز ہے۔ احتجاج طبرسی کی جس روایت میں اس جبری بیعت کا ذکر کیا گیا ہے اسی میں ہے کہ حضرت علی کے گلے میں رسی ڈال کر گھر سے گھسیٹ کے ابو بکر کے پاس لایا گیا اور وہاں عمر اور خالد بن ولید وغیرہ تلواریں لئے کھڑے تھے اور (معاذ اللہ) عمر نے دھمکی دی کی بیعت کرو ورنہ سر قلم کر دیا جائے گا، اس طرح ان کو مجبور کیا گیا تب آخر انہوں نے بیعت کی۔"

(ملخصاً، احتجاج طبرسی ص ۴۷-۴۸)

حیرت ہے کہ ان شیعہ مصنفین نے یہ خرافاتی روایت جس میں حضرت علی کی سخت ترین توہین و تذلیل کی گئی ہے اور ان کو انتہائی بزدل اور پست کردار دکھایا گیا ہے، اپنی تصنیفات میں شامل کرنا کس طرح مناسب سمجھا۔ ہمارے نزدیک تو اس کی کوئی معقول توجیہ اس کے سوا نہیں کی جا سکتی کہ حضرات شیخین کی عداوت اور ان کو ظالم وجابر ثابت کرنے کا جذبہ ان پر ایسا غالب آیا کہ وہ اس کو سوچ ہی نہ سکے کہ اس روایت سے خود حضرت علی کی

تصویر کتنی خراب بنتی ہے۔؟

حضرت علی مرتضیٰ تو امت کے سابقین اولین میں ہیں، ان میں خداداد طاقت و شجاعت فطری غیرت و حمیت اور محیرالعقول جانبازی کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و تربیت کے فیض سے عزیمت و قربانی اور حق گوئی و بیباکی کے اوصاف شامل حد تک راسخ ہو گئے تھے، ان کے بارے میں ایسی بزدلی اور پست کرداری کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔۔ بعد کے دور میں بھی اس امت میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے "کلمہ حق عند سلطان جائر" کے جہاد کی تابناک مثالیں قائم کی ہیں۔

باب 4

حضرات شیخین، ذوالنورین عام صحابہ کرام اور اہل سنت کے بارے میں خمینی صاحب کے فرمودات ایک نظر میں

خمینی صاحب کی کتاب "کشف الاسرار" کی جو عبارتیں اس سلسلہ کی پہلی قسط میں ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمائیں جن میں انہوں نے حضرات شیخین و ذوالنورین، عام صحابہ کرام اور اولین و آخرین اہل سنت کے بارے میں تقیہ کی لاگ لپیٹ کے بغیر اپنے عقیدہ و مسلک کی صراحت و صفائی اور پورے ادعا کے ساتھ اظہار فرمایا ہے۔ ان کے بارے میں جو کچھ ہم کو اپنے خاص مخاطبین سے عرض کرنا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے مختصر الفاظ میں خمینی صاحب کے ان فرمودات کا حاصل چند نمبروں میں یکجا ناظرین کے سامنے "نقل کفر۔ کفر نباشد" کی معذرت کے ساتھ پیش کر دیا جائے۔

(۱) شیخین ابو بکر و عمر دل سے ایمان ہی نہیں لائے تھے۔ صرف حکومت اور اقتدار کی طمع و ہوس میں انہوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے کو چپکا رکھا تھا۔ (جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے یہ چپکا رکھنا خود خمینی صاحب کی تعبیر ہے)

(۲) رسول اللہ ﷺ کے بعد حکومت و اقتدار حاصل کرنے کا جو منصوبہ تھا اس کے لئے وہ ابتداء ہی سے سازش کرتے رہے، اور انہوں نے اپنے ہم خیالوں کی ایک طاقتور پارٹی بنالی تھی، ان سب کا اصل مقصد اور مطمع نظر رسول اللہ ﷺ کے بعد حکومت پر قبضہ کر لینا ہی تھا۔ اس کے سوا، اسلام سے قرآن سے ان کو کوئی سروکار نہیں تھا۔

(۳) اگر بالفرض قرآن میں صراحت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بعد امامت و خلافت کے لئے حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر بھی کر دیا جاتا تب بھی یہ لوگ ان قرآنی آیات اور خداوندی فرمان کی وجہ سے اپنے اس مقصد اور منصوبہ سے دستبردار ہونے والے نہیں تھے۔ جس کے لئے انہوں نے اپنے کو اسلام و رسول اللہ ﷺ سے چپکا رکھا تھا۔ اس مقصد کے لئے جو حیلے اور جو داؤ پیچ ان کو کرنے پڑتے وہ سب کرتے، اور فرمان خداوندی کی پروا نہ کرتے۔

(۴) قرآنی احکام اور خداوندی فرمان کے خلاف کرنا ان کے لئے معمولی بات تھی۔

(۵) اگر وہ اپنا مقصد (حکومت و اقتدار) حاصل کرنے کے لئے قرآن سے ان آیات کا نکال دینا ضروری سمجھتے (جن میں امامت کے منصب پر حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر کیا گیا ہوتا) تو وہ ان آیتوں ہی کو قرآن سے نکال دیتے، یہ ان کے لئے معمولی بات تھی۔

(۶) اگر وہ ان آیات کو قرآن سے نہ نکالتے تب وہ یہ کر سکتے اور یہی کرتے کہ ایک حدیث اس مضمون کی گھڑ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو سنا دیتے کہ آخری وقت میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ اب و خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ شوریٰ سے طے ہوگا اور علی جن کو امامت کے منصب کے لئے نامزد کیا گیا تھا اور قرآن میں اس کا ذکر کر دیا گیا تھا ان کو اس منصب سے معزول کر دیا گیا۔

(۷) اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ عمر ان آیات کے بارے میں کہہ دیتے کہ یا تو خدا سے ان آیتوں کے نازل کرنے میں، یا جبرئیل یا رسول خدا سے ان کے پہنچانے میں اشتباہ ہو گیا، یعنی غلطی اور چوک ہو گئی۔

(۸) خمینی صاحب نے (حدیث قرطاس ہی کا ذکر کرتے ہوئے) بڑے دردناک نوحہ کے انداز میں (حضرت عمر کے بارے میں) لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آخری وقت میں اس نے آپؐ کی شان میں ایسی گستاخی کی جس سے روح پاک

کو انتہائی صدمہ پہنچا اور آپ دل پر اس صدمہ کا داغ لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔۔اس موقعہ پر خمینی صاحب نے صراحت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ عمر کا یہ گستاخانہ کلمہ دراصل اس کے باطن اور اندر کے کفر و زندقہ کا ظہور تھا۔ یعنی اس سے ظاہر ہو گیا کہ (معاذ اللہ) وہ باطن میں کافر و زندیق تھا۔

(۹) اگر یہ شیخین (اور ان کی پارٹی والے) دیکھتے کہ قرآن کی ان آیات کی وجہ سے، (جن میں امامت کے لئے حضرت علی کی نامزدگی کی گئی ہوتی) اسلام سے وابستہ رہتے ہوئے ہم حصول حکومت کے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اسلام و ترک کر کے اور اس سے کٹ کر ہی یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں، تو یہ ایسا ہی کرتے اور (ابو جہل و ابو لہب کا موقف اختیار کر کے) اپنی پارٹی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہو جاتے۔

(۱۰) عثمان و معاویہ اور یزید ایک ہی درجہ کے "چپاولچی" (ظالم و مجرم) تھے۔

(۱۱) عام صحابہ کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کی (شیخین کی) خاص پارٹی میں شریک و شامل ان کے رفیق کار اور حکومت طلبی کے مقصد میں ان کے پورے ہمنوا تھے یا پھر وہ تھے جو ان لوگوں سے ڈرتے تھے اور ان کے خلاف ایک حرف زبان سے نکالنے کی ان میں جرات و ہمت نہیں تھی۔

(۱۲) دنیا بھر کے اولین و آخرین اہل سنت کے بارے میں خمینی صاحب کا ارشاد۔ سنیوں کا معاملہ یہ ہے کہ ابو بکر و عمر قرآن کے صریح احکام کے خلاف جو کچھ کہیں، یہ لوگ قرآن کے مقابلہ میں اسی کو قبول کرتے اور اسی کی پیروی کرتے ہیں۔۔۔۔ عمر نے اسلام میں جو تبدیلیاں کیں اور قرآنی احکام کے خلاف جو احکام جاری کئے سنیوں نے قرآن کے اصل حکم کے مقابلہ میں عمر کی تبدیلیوں اور اس کے جاری کئے ہوئے احکام کو قبول کر لیا اور خود انہی کی پیروی کر رہے ہیں۔(یہ ہے خمینی صاحب کے فرمودات کا حاصل اور خلاصہ)

خمینی صاحب کے ان فرمودات کے لوازم و نتائج

قرآنی آیات اور احادیث متواتر کی تکذیب

خمینی صاحب "کشف الاسرار" کی ان عبارتوں میں جو ناظرین کرام نے پہلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں (اور جن کا حاصل سطور بالا میں عرض کیا گیا) حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان کے خاص رفقاء یعنی حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے ۳-۴ ساتھیوں کے علاوہ --- تمام سابقین اولین مثلاً حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ، حضرت زبیر وغیرھم صف اول کے سارے ہی صحابہ کرام کے بارے میں جو کچھ فرمایا--- یعنی یہ کہ یہ سب (معاذ اللہ) منافقین تھے، صرف حکومت اور اقتدار کی طمع اور ہوس میں اس پوری پارٹی نے بظاہر اسلام قبول کر کے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ سے چپکا رکھا تھا اور یہ ایسے شقی اور ناخدا ترس تھے کہ اپنے اس مقصد کے لئے اسلام کو چھوڑ کے (ابوجہل اور ابولہب کی طرح) اسلام دشمنی کا موقف اختیار کر کے مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہو جانا ضروری سمجھتے تو یہ ایسا بھی کر سکتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

الغرض خمینی صاحب نے یہ جو کچھ فرمایا ظاہر ہے کہ یہ قرآن مجید کی ان تمام آیات کی تکذیب ہے جن سے قطعیت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات خلفائے راشدین دعوت و نصرت اور جہاد فی سبیل اللہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ وہ سب مومنین صادقین ہیں، مقبولین بارگاہ خداوندی ہیں، جنتی ہیں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں--- ان آیات کو پوری وضاحت و تشریح کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی "ازالۃ الخفاء" میں اور نواب محسن الملکؒ کی آیات بینات حصہ اول میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے بعد حضرت مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنویؒ نے علیحدہ علیحدہ ان آیات کی تفسیر میں مستقل رسائل لکھے ہیں۔[1]

لے حضرت مولانا عبد الشکور صاحبؒ کے اس سلسلہ کے چند رسائل کے نام یہ ہیں۔ مقدمہ تفسیر آیت خلافت، تفسیر آیت استخلاف، تفسیر آیت تمکین فی الارض، تفسیر آیت فئی، تفسیر آیت قتال مرتدین، تفسیر آیت اظہار دین، تفسیر آیت رضوان، تفسیر آیت میراث ارض، تفسیر آیت معیت، تفسیر آیت دعوت اعراب (ان کے علاوہ بھی اس سلسلہ کے متعدد تفسیری رسائل حضرت مولانا لکھنوی علیہ الرحمہ کے ہیں) ان میں سے اکثر رسائل قریباً ساڑھے سات سو صفحات کے ضخیم مجلد مجموعہ کی شکل میں حال ہی میں پاکستان میں طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔ اس مجموعہ کا نام "تحفہ خلافت" ہے۔ یہ مجموعہ "جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ شہر جہلم (پاکستان) سے طلب کیا جا سکتا ہے۔ (راقم سطور کو حضرت مولانا لکھنوی کے جانشین مولانا عبد العلیم صاحب فاروقی نے بتلایا ہے کہ ان تمام رسائل کو تصحیح وغیرہ کے خاص اہتمام کے ساتھ عنقریب ہی شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

ان چیزوں کا مطالعہ کر کے ہر شخص جو عقل سلیم اور نور ایمان سے محروم نہیں کیا گیا ہے پورے یقین کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں خاص معجزانہ انداز میں ان صحابہ کرام کے مومنین صادقین ہونے کی شہادت محفوظ کر دی ہے اور یہ اس لئے بھی کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید اور آپ کی ساری دینی تعلیمات انہیں کے ذریعہ بعد والوں کو پہنچنے والی تھیں اور یہی رسول اللہ ﷺ کے دعوئی نبوت، آپ کے واقعات حیات، آپ کی ہدایات، سیرت و تعلیمات اور آپ کے معجزات کے عینی شاہد تھے اور انہی کی دعوت و شہادت بعد والوں کے لئے ایمان لانے کا ذریعہ بننے والی تھی اور اسی لئے رسول اللہؐ نے اپنے ان اصحاب کی امانت و صداقت اور عند اللہ مقبولیت کی شہادت کے علاوہ ان کے وہ فضائل و مناقب بھی بیان فرمائے جو حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں اور اہل علم جانتے ہیں کہ "قدر مشترک" کے اصول پر یہ احادیث متواتر ہیں۔

بہر حال خمینی صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ ان آیات کی اور ان احادیث متواترہ کی

اسی طرح تکذیب ہے جس طرح کہ یہ عقیدہ کہ نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا، اور رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آ سکتا ہے--- ان آیات قرآنی اور احادیث متواترہ کی تکذیب ہے جن میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین اور آخری نبی ہونا بیان فرمایا گیا ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ تکذیب دانستہ، شعوری اور بالارادہ ہو۔)

رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک پر معاذ اللہ..

پھر بات ان آیات واحادیث کی تکذیب ہی پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس سے بدرجہا زیادہ سنگین یہ مسئلہ بھی سامنے آتا ہے کہ اگر خواص وعوام صحابہ کرام کے بارے میں خمینی صاحب کے ان فرمودات کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کا لازمی اور بدیہی نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تسلیم کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت و اصلاح، تزکیہ نفس اور تعمیر سیرت کے جس مقصد عظیم کے لئے آپ کو خاتم الانبیاء بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ اس میں آپ صرف ناکام ہی نہیں رہے بلکہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حاکم بدہن) انتہائی درجہ کے نااہل اور ناقابل ثابت ہوئے-- آپ کی زندگی میں ایک لاکھ سے اوپر آدمیوں نے اسلام قبول کیا، ان میں سے ایک بڑی تعداد ابتدائے دور نبوت سے آپ کی حیات طیبہ کے آخری دن تک آپ کے قریب اور سفر و حضر میں آپ کی رفاقت و صحبت میں رہی۔ آپ کے مواعظ و خطبات اور مجلسی ارشادات خود آپ کی زبان مبارک سے دن رات سنتی رہی، آپ کے معاملات اور شب و روز کے معمولات دیکھتی رہی، لیکن ان میں سے دس کو بھی ایمان نصیب نہیں ہوا وہ (معاذ اللہ) منافق یعنی بظاہر مسلمان اور باطن میں کافر ہی رہے۔ کیا کسی مرشد و مصلح کی ناقابلیت اور نااہلیت کا اس سے بڑا کوئی ثبوت ہو سکتا ہے؟ پھر حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے جن تین چار ساتھیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مومن صادق تھے، ان کا بھی حال یہ بتلایا جاتا ہے کہ انہوں نے

دھمکی دباؤ سے مجبور ہو کر ایسے لوگوں کو خلیفہ رسول مان لیا اور ان کی بیعت کرلی۔ جن کے بارے میں وہ جانتے تھے کہ وہ مومن ہی نہیں منافق ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کے دشمن ہیں! اور پھر تقیہ کے نام سے ان کے ۲۴ سالہ دور خلافت میں ان کی اطاعت اور وفاداری کا رویہ اپنائے رہے۔

الغرض خمینی صاحب کے ان فرمودات کا لازمی اور بدیہی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ رسول اللہ کی تلقین و دعوت، تربیت اور بیس سالہ جدوجہد بالکل ہی بے اثر رہی اس سے ایک بھر مرد مومن پیدا نہ ہو سکا یا تو منافقین تھے یا وہ جو تقیہ کے نام سے منافقانہ رویہ ہی اختیار کیئے رہے --- معاذاللہ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ

قرآن مجید قطعاً "ناقابل اعتبار، ازروئے عقل اس پر ایمان ناممکن

اسی طرح خمینی صاحب کے ان فرمودات کا یہ بھی لازمی اور بدیہی نتیجہ ہے کہ قرآن مجید قطعاً "ناقابل اعتبار ہو جاتا ہے کیونکہ یہ حقیقت مسلم ہے کہ قرآن پاک موجودہ کتابی شکل میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کے دور میں سرکاری اہتمام سے مدون ہوا، اور پھر حضرت عثمان نے اپنے دور خلافت میں اسی نسخہ کی نقلیں سرکاری طور پر اس وقت کے عالم اسلام کے مرکزی شہروں میں بھیجیں --- اور خمینی صاحب کے مندرجہ بالا فرمودات کے مطابق یہ خلفاء ثلثہ (معاذاللہ) ایسے منافقین اور ناخدا ترس تھے کہ اپنی دنیوی اور سیاسی مصلحتوں کے تقاضے سے قرآن پاک میں بے تکلف ہر طرح کی تحریف اور قطع و برید کر سکتے تھے، اور اگر وہ ایسا کرتے تو عام صحابہ میں سے ہر کوئی ان سے خوف زدہ اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے تھے --- ظاہر ہے کہ خمینی صاحب کی اس بات کو تسلیم کرلینے کے بعد عقلی طور پر بھی اس کا امکان نہیں رہتا کہ موجودہ

قرآن کے بارہ میں یقین کیا جائے کہ یہ فی الحقیقت وہی کتاب اللہ ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی اور اس میں کوئی تحریف اور قطع و برید کی کارروائی نہیں ہوئی ہے---

خمینی صاحب کے فرمودات کا یہ ایسا روشن اور بدیہی نتیجہ ہے کہ اس کے سمجھنے کے لئے کسی خاص درجہ کی ذہانت اور باریک بینی کی ضرورت نہیں۔ ہر موٹی عقل والا بھی اس کو دو اور دو چار کی طرح سمجھ سکتا ہے--- واضح رہے کہ ایمان اس قلبی یقین و تصدیق کا نام ہے جس میں کسی شک و شبہ کا امکان اور گنجائش ہی نہ ہو اور ظاہر ہے کہ حضرات خلفائے ثلاثہ اور عام صحابہ کرام کے بارے میں خمینی صاحب کی بات تسلیم کر لینے کے بعد قرآن پاک کے بارے میں ایسے یقین کا از روئے عقل امکان ہی نہیں رہتا۔

ملحوظ رہے کہ ایمان بالقرآن کے بارے میں یہاں جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ صرف خمینی صاحب کے فرمودات کی بنیاد پر عرض کیا گیا ہے۔ اس مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ آگے اس مقالہ میں اپنے مقام پر لکھا جائے گا اس بارے میں کتب شیعہ میں "آئمہ معصومین" سے کیا ارشادات روایت کئے گئے ہیں اور اکابر و اعظم علمائے شیعہ کا موقف کیا رہا ہے۔

خمینی صاحب کے فرمودات کے لوازم و نتائج کے سلسلہ میں آخری سنگین ترین بات

اس سلسلہ میں راقم سطور ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہے جو اس عاجز کے نزدیک سب سے زیادہ سنگین ہے۔ کاش شیعہ حضرات بھی اس پر سنجیدگی سے غور فرمائیں۔

حضرات شیخین، ذوالنورین اور ان کے خاص رفقاء صف اول کے قریبا تمام ہی صحابہ کرام کے بارے میں خمینی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کو پڑھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف معاندانہ جذبہ رکھنے والے غیر مسلم، آج کل کی سیاسی

مکر و فریب کی عام فضائیں، یہ نتیجہ بھی نکال سکتے ہیں کہ (معاذ اللہ) خود ان کے پیغمبر کا دعویٰ نبوت اور ایک نئے مذہب اسلام کی دعوت اپنی حکومت قائم کرنے ہی کی ایک ترکیب تھی، اصل مقصد بس حکومت کرنا تھا ۔۔۔ اور ابوبکر و عثمان جیسے مکہ کے کچھ سربر آوردہ اور ہوشیار و چالاک لوگ بھی اسی مقصد کو دل میں لئے ہوئے آپ کے ساتھ ہو گئے اور اس طرح اسلام کے نام پر ایک پارٹی بن گئی ۔۔۔ اس پارٹی میں شروع ہی سے دو گروپ تھے ایک طرف خود پیغمبر صاحب تھے جن کا مقصد اور منصوبہ یہ تھا کہ حکومت قائم ہو جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے اس کو اپنے گھر والوں کے لئے محفوظ کر دیں۔ نسلاً بعد نسل حکومت ہمیشہ انہی کے ہاتھ میں رہے ۔۔ چنانچہ جب مدینہ میں حکومت قائم ہو گئی تو (شیعی روایات کے مطابق) مختلف موقعوں پر اللہ کے حکم کے حوالہ سے آپ نے اس کا اظہار بھی فرمایا اور آخری کام اس سلسلہ میں آپ نے یہ کیا کہ جب قریباً پورا ملک عرب آپ کے زیر اقتدار آ گیا آپ نے غدیر خم کے مقام پر بہت بڑے مجمع میں خدا کے حکم کا حوالہ دے کر اس کا اعلان فرمایا کہ میرے بعد ولی الامر، یعنی حکمراں اور فرمانروا کی حیثیت سے میرے جانشین میرے داماد علی بن ابی طالب ہوں گے اور ان کے بعد ہمیشہ حکومت ان کی نسل میں رہے گی ۔۔۔ پھر اس کے بعد آپ نے اپنی آخری بیماری میں آخری دنوں میں (شیعی روایات کے مطابق حضرت علی کی اس جانشینی ہی کے لئے) ایک دستاویز لکھا دینے کا بھی ارادہ کیا، لیکن دوسرے گروپ کے سب سے طاقتور آدمی عمر کی مداخلت سے وہ لکھی نہیں جا سکی اور پارٹی میں دوسرا گروپ ابوبکر و عمر وغیرہ کا تھا۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ پیغمبر صاحب کے بعد حکومت پر ہم قبضہ کر لیں گے۔ وہ اس کے لئے شروع ہی سے سازش کرتے رہے تھے، اور بالآخر وقت آنے پر یہی گروپ اپنی چالاکی اور چابک دستی سے حکومت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ خمینی صاحب نے "کشف الاسرار" میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمانؓ اور تمام صحابہ کرام کی جو تصویر کھینچی ہے اور ان کے بارے میں جو لکھا ہے

اس نے اسلام اور رسول پاک ﷺ کے سیاہ باطن دشمنوں کے لئے اس طرح سوچنے اور کہنے کا پورا مواد فراہم کردیا ہے۔ شیعہ حضرات میں جو لوگ سلیم الفطرت اور نیک دل ہیں کاش وہ بھی خمینی صاحب کے فرمودات کے ان لوازم و نتائج پر غور فرمائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام میں ہرگز اس طرح کا کوئی اختلاف اور کوئی گروپ بندی نہیں تھی۔ قرآن مجید میں ان کا یہ حال بیان فرمایا گیا ہے۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (سورۃ الفتح) یعنی ان اصحاب محمد کا حال یہ ہے کہ یہ دین کے منکروں دشمنوں کے مقابلہ میں سخت مزاج ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں) دوسری جگہ ان ہی کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ والف بین قلوبھم (سورۃ الانفال) یعنی اللہ نے رسول خدا پر ایمان لانے والے آپ کے اصحاب کے دل جوڑ دیئے ہیں اور ان میں باہم الفت و محبت پیدا کردی ہے--- یہاں تک کہ غیر مسلم مورخین کی شہادت بھی یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے آپ کے صحابہ کرام میں اسی طرح کا کوئی اختلاف اور کوئی گروپ بندی نہیں تھی۔ جس کا نقشہ خمینی صاحب نے "کشف الاسرار" میں کھینچا ہے۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم

اب ہم خمینی صاحب کے فرمودات کے متعلق اس سلسلہ کلام کو یہیں ختم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان گزارشات کو اپنے بندوں کے لئے موجب بصیرت بنائے۔

اب ایک نیازمندانہ اور مخلصانہ عرض داشت اہلسنّت کی طرف سے خمینی صاحب کے مداحوں اور داعیوں کی خدمت میں

جیسا کہ اس مقالہ میں پہلے بھی ذکر کیا جاچکا ہے اور خیال ہے کہ اکثر ناظرین کو بطور خود بھی معلوم ہوگا کہ اہل سنت میں سے بھی بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے اور موقر حضرات کی طرف سے اور ان کی بعض معروف جماعتوں اور تنظیموں کے ذمہ داروں کی طرف

سے بھی خمینی صاحب کے بارے میں انتہائی درجہ کے خوش کن خیالات کا اظہار کیا جاتا رہا ہے اور ان کو اس دور کا امیر المومنین اور امام المسلمین بتلایا جاتا رہا ہے اور امت مسلمہ کے سامنے پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ تحریروں، تقریروں اور اخباری بیانات کے ذریعہ گویا شہادت دی جاتی رہی ہے کہ خمینی صاحب دل و جان سے وحدت اسلامی کے داعی ہیں، وہ شیعہ سنی اختلاف سے بالاتر بلکہ بیزار ہیں۔ خلفائے راشدین کا احترام کرتے ہیں۔

ہم اس حسن ظن کی بناء پر کہ آپ حضرات نے خمینی اور ان کے برپا کیے ہوئے انقلاب کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا، اس کی وجہ حقائق سے اور شیعہ حضرات کے عام معمول "تقیہ" کے طول و عرض سے ناواقفی اور غلط معلومات تھے، لیکن اب جبکہ اپنی کتاب "کشف الاسرار" کے صفحات اور اس کی عبارتوں سے خمینی صاحب پوری طرح آپ کے سامنے آگئے اور آپ کے لئے ان کے بارے میں غلط فہمی کی گنجائش نہیں رہی تو آپ سے نیاز مندانہ اور مخلصانہ گزارش ہے کہ آخرت کی مسئولیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ اس غلطی کی اصلاح، اس کی تلافی اور امت مسلمہ کے عام افراد پر پڑنے والے اس کے اثرات کے ازالہ کی کوشش سے دریغ نہ کریں یہ آپ کا دینی فریضہ اور خود آپ کی ذات کا آپ پر حق ہے۔

بہرحال ہمارے جن بھائیوں سے خمینی صاحب کے بارے میں غلطی ہوئی (جو یقیناً سنگین غلطی تھی) اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت کو اپنائیں اور رب کریم کی مغفرت و رحمت اور جنت کے مستحق ہوں۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس عاجز راقم سطور کو بھی ہمیشہ اپنے قصوروں کے احساس و اعتراف اور توبہ و استغفار کی توفیق عطا فرمائے۔ ویتوب اللہ علی من تاب

قادیانیوں کو دینی فرائض سے روکنا ظلم ہے

ایرانی رسالہ الجہاد کا اداریہ

پاکستان میں ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو حکومت کی طرف سے قادیانیوں کے لئے خود کو مسلمان کہلانے اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا گیا ہے حکومتی آرڈی نینس کے مطابق قادیانی جو کہ غیر مسلم ہیں امت مسلمہ کو اسلامی اصطلاحات کے ذریعے دھوکہ دے رہے ہیں جسکا انہیں کوئی حق نہیں ہے۔ مگر ایرانی رسالہ الجہاد کے اداریہ میں قادیانیوں کے خلاف اس آرڈیننس کی مخالفت کر کے قادیانیوں کو دائرہ اسلام میں شامل رکھنے پر اصرار کیا گیا ہے بلاشبہ خمینی صاحب کی سرپرستی میں نکلنے والے اس رسالہ کی اس تحریر ختم نبوت کے بارے میں ایرانیوں کے عقائد کی قلعی کھل گئی ہے۔

العدد ١٤٦ - ١٥ ذي القعدة ١٤٠٤
١٣ آب ١٩٨٤

الجهاد
صوت الحركة الاسلامية
في العراق

اسلامية سياسية
اسبوعية

تصدر عن مؤسسة
الجهاد للصحافة والنشر

صاحب الامتياز
سعيد توفيق

المراسلات
الجمهورية الاسلامية
في ايران
طهران ص.ب
١١٣٦٥/٦١٦
هاتف ٨٢٠٦٩١

مضايقة المتدينين في الباكستان

هرب خلال الاسبوعين الماضيين ١٠٠ من المسلمين الباكستانيين الى السويد وطلبوا حق اللجوء السياسي فيها.

وقال هؤلاء اللاجئون انهم جميعا مسلمون من الفرقة الاحمدية وقد لجأوا الى السويد لعدم تمكنهم من اقامة الفرائض الدينية في بلادهم بسبب مضايقات النظام العسكري الحاكم فيها ومطاردته للاسلاميين.

الجهاد الاثنين ١٥ ذي القعدة ١٤٠٤هـ ١٣ آب ١٩٨٤م

(ایرانی رسالہ الجہاد ۱۳ اگست ۱۹۸۴ء کی اصل عبارت کا فوٹو)

شہید ملت اسلامیہ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی کی شہرۂ آفاق تصانیف و تالیفات

نام کتاب	ہدیہ
رہبر و رہنماؒ	140 روپے
اسلام میں صحابہ کرام کی آئینی حیثیت	150 روپے
خلافت و حکومت	200 روپے
تعلیمات آل رسول ﷺ	200 روپے
امام مہدی	120 روپے
پھر وہی قید قفس	120 روپے
حضرت ابو بکر صدیقؓ	10 روپے
حضرت عمر فاروقؓ	10 روپے
حضرت عثمان غنیؓ	10 روپے
حضرت علی المرتضیٰؓ	10 روپے
حضرت امیر معاویہؓ	10 روپے
حضرت حسنؓ	7 روپے
حضرت حسینؓ	7 روپے
حضرت خالد بن ولیدؓ	10 روپے
حضرت عائشہ صدیقہؓ	10 روپے
حضرت فاطمۃ الزہراؓ	10 روپے
حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ	15 روپے
حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ	10 روپے
حضرت عمر بن عبد العزیزؒ	12 روپے
اسلام سچا دین۔ غیر مسلموں کی گواہی	50 روپے
تاریخ کالا پانی	60 روپے
خمینی ازم اور اسلام	60 روپے
پیغام توحید و سنت	30 روپے
تحریک آزادی کے نامور سپوت	40 روپے
سپاہ صحابہ کا نصب العین	50 روپے
حقیقت مذہب شیعہ	20 روپے

نام کتاب	ہدیہ
بطلان مذہب شیعہ	25 روپے
سیدنا معاویہؓ (مختصر)	10 روپے
فیصل اک روشن ستارہ	160 روپے
ممبران پارلیمنٹ	15 روپے
یورپ کے سنگین مجرم	20 روپے
مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی جدوجہد	15 روپے
صحابہ کرامؓ کا مختصر تعارف	12 روپے
پیغمبر اسلامؐ کا مختصر تعارف	15 روپے
جدید دور میں مسلمانوں کی ذمہ داری	12 روپے
گستاخ صحابہؓ کی شرعی سزا	5 روپے
آئمہ اہل بیت کی طرف سے صحابہؓ کی محبت و عظمت کا اعلان	10 روپے
مناقب صحابہؓ پر چالیس احادیث	10 روپے
سپاہ صحابہ میں شمولیت کیوں ضروری ہے؟	10 روپے
سیدنا معاویہؓ	50 روپے
اہل بیت کا مختصر تعارف	12 روپے
شاہکار انٹرویو	15 روپے
سپاہ صحابہ کیا ہے اور کیا چاہتی ہے؟	5 روپے
چارٹ	
علماء دیوبند کا تعارف اور ان کی خدمات	25 روپے
سپاہ صحابہ کیا ہے اور کیا چاہتی ہے؟	25 روپے
ختم نبوت	20 روپے
خلافت راشدہ	20 روپے
سیدنا امیر معاویہؓ	20 روپے
صحابہ کرامؓ کے فضائل (عربی)	20 روپے

ناشر: ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد فون: 640024

نام کتاب	:	خمینی ازم اور اسلام
نام مولف	:	ابو ریحان علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید
ناشر	:	ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد
قیمت	:	۵۰ روپے
طبع اول	:	گیارہ سو -/۱۱۰۰
طبع دوم	:	گیارہ سو -/۱۱۰۰
طبع سوم	:	بائیس سو -/۲۲۰۰
طبع چہارم	:	بائیس سو -/۲۲۰۰

انتہائی قابل غور

خمینی صاحب کے عقائد کے مطالعے کے بعد ہر ناظر پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ شیعہ مذہب اور اسلام دو علیحدہ علیحدہ نظریے ہیں۔ ان کی حقیقتیں اور بنیادیں جدا ہیں۔ اساسی عقائد سے لے کر فروعی مسائل تک ہر مسئلہ میں شیعہ کا نظریہ اسلام سے یکسر مختلف ہے۔

کم علمی اور خمینی ازم سے عدم واقفیت اس کے کفر اور زندقہ کو ختم نہیں کر سکتی۔ جس جماعت کا نظریہ تحریف قرآن بغض صحابہؓ اور تقیہ ومتعہ کی غلاظتوں سے اٹا ہوا ہو۔ اسلام کے امینوں، پاسداروں اور عہد زریں اور خلفاء راشدین کے ساتھ عداوت اس کی تحریر کے ہر لفظ سے ٹپک رہی ہو۔ اسے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ نتھی کرنا بہت بڑا دھوکہ اور فریب ہے۔ اب وقت آ چکا ہے کہ ہم تجاہل عارفانہ اور حکمت و مصلحت کے بت پاش پاش کر دیں اور حقیقت حال کا واشگاف اظہار کریں۔

(ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ)

خمینی صاحب کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناکامی کا اعلان (معاذاللہ)

"اب تک کے سارے رسول، جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بھی شامل ہیں دنیا میں عدل و انصاف کے اصولوں کی تعلیم کے لئے آئے
لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے، حتٰی کہ نبی آخر الزماں
حضرت محمد صلی علیہ وسلم جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے
آئے تھے اپنی زندگی میں نہ کر سکے، وہ واحد ہستی جو یہ کارنامے انجام
دے سکتی ہے اور دنیا سے بددیانتی کا خاتمہ کر سکتی ہے امام مہدی
کی ہستی ہے اور" مہدی موعود عنقریب ظاہر ہوں گے"۔

"تعمیر حیات" لکھنؤ ۱۰ اگست ۱۹۸۰ء

TEHRAN - Imam Khomeini [illegible] National Television second network delivered yesterday a message marking the birthday of the 12th Imam, Hazrat Mehdi, the Imam Zaman 'Imam of the entire human race'.

"The Imam Zaman will bear the message of social justice for transforming the entire world, a task that even the Holy Prophet Mohammad was not wholly successful in achieving", Imam Khomeini said.

"The celebration for our Holy Prophet is the greatest for Moslims, the celebrations for the Imam Zaman is the greatest for all humanity. I cannot call him a leader because he was more than this. I cannot call him the second because there is no second" the Imam declared.

TEHRAN TIMES
29 JUNE 1980

عکس تہران ٹائمز ۲۹ جون ۱۹۸۰ء

یہ اعلان تہران ریڈیو سے ۳۰ جون ۱۹۸۰ء کو نشر ہوا